جبٹہ نمبر ۱۰۰۰۱

رسائل ۳۰

الواعظ

لکھنؤ

مطبع الواعظ پریس

قیمت ۴/

(الف)

فہرست مضامین

اگست و ستمبر ۱۹۳۸ء کے مہینے کارکنان الواعظ کیلئے کچھ ایسے ناسازگار ثابت ہوئے کہ یکے بعد دیگرے ہی نہیں بلکہ اکثر دنوں میں تو دفتر کی کئی کئی کرسیاں اراکین کے بیمار ہو جانے سے خالی نظر آتی تھیں الواعظ بعثت نمبر کی تیاری میں سخت پریشانیوں اور غیر معمولی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ افسوس کہ آج ہم الواعظ کو تاریخ معینہ پر معزز ناظرین الواعظ کی خدمت میں پیش کرنے سے قاصر رہے، وقت کی قلت کارکنان الواعظ کی علالت نے کچھ ایسا مجبور کر دیا ہو کہ اب ہم یکم اکتوبر کا پرچہ شائع کرنے سے معذور ہیں، اسلئے ضخامت میں اضافہ کرتے ہوئے ہم معذرت خواہ اور مستدعی ہیں کہ حضرات ناظرین یکم کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائیں، اب انشاء اللہ ۸ اکتوبر کا پرچہ حاضر خدمت ہوگا"

(منیجر)

۱۶/۲۴ ستمبر ۱۹۳۸ء - ۲۰-۲۷ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ

اسلامی جہاد ہوس جہانبانی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا

اسلامی غزوات اور اُنکے علل و اسباب کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو آسانی کے ساتھ ہر صاحب عقل و فہم اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ اسلامی جہاد ہوس جہانبانی کا نتیجہ نہیں ہے، پیغمبر اسلام ؐ کے زمانہ میں جسقدر بھی غزوات ہوئی اُنمیں سے کسی ایک میں بھی جارحانہ اقدام نہ تھا بلکہ ان سب کی دفاعی حیثیت تھی دفاع تو انسان کے لئے اتنی ضروری شئے ہے کہ بغیر اسکے کوئی چارۂ کار ہی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کو بھی ایسے موقع پر تلوار کی ضرورت محسوس ہوئی اور شاگردوں سے کہا کہ جسکے پاس تلوار نہ ہو وہ کپڑا فروخت کرکے خریدے شاگردوں نے کہا یہاں دو تلواریں ہیں مسیح خاموش ہوگئے۔ لوقا انبیائے سلف کی شریعتوں میں خاص طور سے اسکا حکم دیا گیا تھا۔

پیغمبر اسلام دنیا میں اسلئے تشریف لائے تھے تاکہ آپ انسان کو وہ بھولا ہوا سبق دوبارہ پڑھادیں جو دیگر انبیاء دیگئے تھے اور اسطرح حفظ کرائیں کہ پھر تا قیامت اسے انسان بھولنے نہ پائے ظاہر ہے کہ آپ کی حیثیت ایک ایسے معلمؐ کی تھی جو تمام عالم کی تعلیم و تدریس کے لئے آیا ہو اور پھر جب ہر معلم کو یہ حق ہے کہ وہ متعلم کو اگر وہ تعلیم سے غفلت کر رہا ہے سزا دے سکتا ہے تاکہ اسکی اصلاح ہو سکے تو آنحضرت کو بدرجۂ اولیٰ یہ اختیار تھا کہ آپ ان نافرمان انسانوں کو جو توحید کا سبق پڑھنے کے لئے تیار نہ تھے سزا دیتے مگر چونکہ آپ انک لعلیٰ خلق عظیم کا تاج سر پر رکھکر دنیا میں تشریف لائے تھے اسلئے آپنے انسے کوئی تعرض نہ کیا اور برابر یہ کوشش فرماتے رہے کہ کسیطرح وہ اس سبق کو یاد کرلیں مگر بجائے اسکے انکی سرکشی روز افزوں ترقی کرتی گئی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ خود آپکو فنا کرنیکی کوششیں کرنے لگے پھر بھی آپنے خاموشی اختیار کی شعب ابی طالب میں کئی سال سال تک پناہ گزیں رہے پھر بھی چین نصیب نہوا حتیٰ کہ آپکو مدینہ کیطرف ہجرت کرنی پڑی وہاں پہونچنے کے بعد بھی ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ نمعلوم کب کفار مکہ مدینہ پر حملہ کردیں مگر باوجود اسکے آپ برابر خاموش رہے اور آپنے اسوقت تک کوئی اقدام نہیں کیا جبتک کہ وہ کفار خود مقابلہ میں نہ آگئے اور اب کوئی صورت سوائے اسکے نہ تھی کہ یا تو آپ مع مہاجرین و انصار قتل ہوں یا کفار سے جہاد کریں دوسری صورت مناسب تھی اسلئے آپنے بطور دفاع انکا مقابلہ کیا مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو حقائق اسلامی کو تعصب کی عینک لگاکر دیکھتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ اسلامی جہاد میں جہانبانی کی ہوس مضمر تھی حالانکہ اگر یہ لوگ کچھ بھی غور و فکر کریں اور پیغمبر اسلام کے حالات اور غزوات کے علل و اسباب کو دیکھیں تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ جو حالات کفار کے ساتھ آپکے لئے پیدا ہوگئے تھے اُسوقت جنگ نہ کرنا انسانیت کا خون کرنا تھا اور پھر اگر بفرض محال آپ کو جہانبانی کا شوق ہوتا تو عرب پر تسلط ہو جانیکے بعد فاقہ پر فاقہ کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ ہم مندرجۂ ذیل سطور میں چند غزوات کے اسباب بیان کئے دیتے ہیں انسے ہر بافہم یہ نتیجہ نکال لیگا کہ انکی حیثیت جارحانہ نہ تھی بلکہ دفاعی تھی

غزوۂ بدر

پیغمبر اسلام ؐ کے مدینہ پہونچنے کے بعد برابر یہ خبر پہونچتی رہتی تھی کہ کفار مکہ مدینہ پر حملہ کرینگے آنحضرت کو ہر وقت اسکا کھٹکا لگا رہتا تھا اور دوسری طرف مدینہ کے منافقین کیطرف سے برابر اندیشہ

رہتا تھا لہٰذا ضرورت تھی کہ کوئی ایسی سیاسی تدبیر اختیار کیجائے کہ کفار مکہ کے مدینہ پر حملہ کرنیکے بڑھتے ہوئے حوصلے پست ہوجائیں اتفاق سے اسی زمانہ میں ابوسفیان شام کی طرف بغرض تجارت جارہا تھا مکہ سے شام کی طرف جانیکا ایک ہی عام راستہ تھا جو مدینہ سے کچھ ہی فاصلہ سے ہو کر گذرتا ہے لہٰذا اس وقت آپ نے مناسب سمجھا کہ مہاجرین و انصار کو لیکر حسبِ بدر تک جاکر واپس چلے آئیں مصلحت یہ ہو گا کہ اگر کفار کا ارادہ مدینہ پر حملہ کرنیکا ہوگا تو ہم ان کو وہیں روک لینگے اور اگر ارادہ نہو گا تو کم از کم کفار مکہ مرعوب ہوجائینگے اور آئندہ مدینہ پر حملہ کرنیکا خیال ترک کردینگے کیونکہ وہ اس بات کو محسوس کرلینگے کہ اگر ہم نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر آئندہ ہم اسی راستہ پر شام کی طرف آنے جانے میں لوٹے اور مارے جائینگے اور اگر راستہ ترک کیا تو اور زیادہ مصیبت بڑھ جائیگی پیغمبر اسلام کا منشا ہرگز ہرگز جنگ کرنے کا اور مال لوٹنے کا نہ تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے مقام بدر پر پہونچکر نہ کفار پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور نہ انکا تعاقب کرنیکا جس وقت یہ معلوم ہوا کہ وہ راستہ چھوڑکر دوسرے راستہ سے جارہے ہیں بلکہ آپ نے واپسی کا حکم دیا مگر چونکہ کفار کے پاس مکہ سے کمک پہونچ چکی تھی اس لئے وہ اس پر آمادہ ہوے کہ ہم کو ضرور مسلمانوں سے جنگ کرنا چاہئے لہٰذا وہ اپنا راستہ چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف بڑھ گئے اور آپس میں جنگ ہو گئی۔

غزوۂ اُحد

ابوسفیان ۳ ہزار فوج لیکر مدینہ پر چڑھ آیا لہٰذا پیغمبر اسلام بھی مہاجرین و انصار کو لیکر دفاع کے لئے مدینہ سے باہر نکلے مقام احد پر پہونچکر جنگ ہوئی۔

غزوۂ خیبر

یہودیوں نے مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے مقام خیبر میں اجتماع کیا تھا قبیلہ کے قبیلہ آ آکر جمع ہو رہے تھے آپ کی جمعیت بہت کم تھی لہٰذا آپ حفظ ما تقدم کی غرض سے مقام خیبر تک گئے اور وہاں جنگ ہوئی اس لئے کہ اگر آپ تاخیر کردیتے اور وہ آکر مدینہ پر حملہ آور ہو جاتے تو یہ اسلام کی تباہی کا باعث تھا

فتح مکہ

بیشک آپ نے مکہ پر چڑھائی کی مگر اس کی صورت یہ تھی کہ صلح حدیبیہ میں جو شرائط لکھے گئے تھے ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر پیغمبر اسلام کے حلیف اور کفار مکہ کے حلیف میں جنگ ہو تو نہ مسلمانوں کو اپنے حلیف کا ساتھ دینا چاہئے اور نہ کفار کو اپنے حلیف کا مگر دوسرے سال اتفاق سے بنی بکر جو کفار مکہ کے حلیف تھے اور بنی خزاعہ جو مسلمانوں کے حلیف تھے ان دونوں میں جنگ ہوئی کفار نے بنی بکر کا ساتھ دیا بنی خزاعہ حضرت کے پاس فریاد کرتے ہوئے آئے لہٰذا آپ کفار کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے جسکے پردے میں فتح مکہ ظہور پذیر ہوا اور مکہ کا ہر ہر ذرہ کلمہ پڑھنے لگا ان حقائق کے بعد اسلامی جہاد کو ہوس جہانبانی کا نتیجہ اور اشاعت اسلام کا سبب قرار دینا عقل و انصاف سے کوسوں دور ہے۔

صدائے دل

از جناب ظفر حسین صاحب ظفرؔ عرف وزن صاحب رضوی

یا الٰہی کون سی شب آج ہے
فرش سے تا عرش کس کا راج ہے
تھا ابھی محو تصور ہی ظفرؔ
دل بیچارہ اٹھا شب معراج ہے

انسان کامل

نوشتۂ عالیجناب نیک رام صاحب بتیوا کسولوی

عالیجناب نیک رام صاحب بیوا کسولوی ابتداءً ہندو عقائد کے پیرو تھے پھر تحقیق مذہب کا خیال پیدا ہوا کئی سال تک مسلسل دنیا کے اہم مذاہب کا مطالعہ کرتے رہے آپ کی تحقیق اتنے عرصہ کے بعد اس نقطہ پر پہونچی کہ دین و دنیا کی تمام سچی بہجت آفرینیاں اسلام ہی کی آغوش میں ہیں لہذا آپنے اسلام کو قبول کیا مگر اسلام میں آنے کے بعد اسکے مختلف فرقوں کو دیکھکر پھر تحقیق کا سلسلہ شروع کیا بالآخر آپنے مذہب اثنا عشری قبول کیا کئی ماہ تک آپ بغرض تحقیق و تدقیق مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں مقیم رہے اثنائے قیام میں آپنے مدرسہ کے صحن میں "حقائق اسلامی" پر بہترین تقریر فرمائی جسمین ہر مذہب کے افراد شریک تھے یہاں کے قیام کے زمانہ میں دار المبلغین سے چند افاضل بھی آپ سے مباحثہ کرنے آئے تھے مگر آپنے وہ مسکت جوابات دیے کہ پھر دوبارہ کسی کے آنیکی جرأت نہوئی آپ نہایت ذہین و فہیم انسان ہیں امروہہ پانی پت وسونی پت وغیرہ میں نہایت ہی معرکۃ الآرا تقریریں کر چکے ہیں آپ برابر مذہبی خدمات تقریر و تحریر کے ذریعہ سے کرتے رہتے ہیں۔ الواعظ

کیا سمجھ سکتے ہیں وہ لوگ انسان کامل کی ضرورت کو جو خود اپنی ہستی سے غافل ہیں۔ انسان کی ضرورت رکھتے ضرور ہیں مگر انسانیت سے قطعًا ناواقف انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ خلق کیوں ہوئے کن فرائض کی ادائیگی انکے ذمہ ہے۔ ان هم كالانعام بل هم اضل سبیلا۔ وہ مثل حیوانوں کے ہیں بلکہ انسے بھی زیادہ گمراہ۔ یہ شان انھیں کی ہے حالانکہ اگر غور کیا جائے۔ تو انسان ہی اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہے، خلقنا الانسان فی احسن تقویم اسی کے لیے طرۂ امتیاز ہے۔ انسان شمع عالم کی شمع ہے۔ کل اشیائے عالم پروانہ وار اس پر قربان ہوتے ہیں قال سبحانہ وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض وقال سخر لکم ما فی الارض جمیعا۔ ان ارشادات باری تعالےٰ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غیر انسان جو کچھ بھی ہے وہ سب انسان کے لیے خلق ہوا ہے کائنات عنصریہ کو دیکھو کہ وہ کسطرح عالم انسان کی طرف چل رہی ہیں۔ اور کیونکر اس کعبہ کا رخ کیے ہوئے ہیں پہلے اجسام لطیفہ کی شکل اختیار کی پھر انمین تھوڑا تھوڑا ملف ہوا۔ ایک حال سے دوسری حال کیجانب گردش ہوئی درجات نباتیہ وحیوانیہ طے کیے اور ان ممالک بعیدہ کو قطع کر کے غذائے لطیف بنے اب انکا شیر قالب انسانی و عالم انسانی میں داخل ہوا یہ تمام امور اسی لیے ہیں! کہ یہ اشیاء بالفطرۃ انسان کی طاعت ہی پر مامور ہیں یہ نہایت ہی شوق سے متحرک ہیں۔

مندرجۂ بالا سطور کی مزید تشریح کر دوں۔ تا کہ ناظرین لطف اندوز ہو سکیں سب سے پست طبقہ جمادات کا ہے اور اس سے بلند طبقہ نباتات کا مگر اہل دانش سے پوشیدہ نہیں کہ نباتات جمادات پر اُگ کر اُس سے اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں نباتات سے افضل طبقہ حیوانات کا ہے لہذا نباتات اسپر قربان ہے حیوانات کی خوراک ہی نباتات ہے۔ اس مشاہدہ سے معلوم ہوا۔ کہ ہر پست طبقہ افضل طبقہ کے لیے خلق ہوا ہے۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ جمادات نباتات کے لیے نباتات حیوانات کے لیے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حیوانات طبقہ انسان کے لیے خلق ہوئے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیہ مبارکہ میں وهو الذی سخر لکم البحر لتاکلوا منه لحما طریا، [illegible] کو تمھارے لیے مسخر کر دیا تا کہ تم اُس [illegible] کھاؤ پھر ہویا بر تمام حیوانات انسان سے [illegible] خلق ہوئے ہیں

اس سے میرا یہ مقصود نہیں ہے کہ میں فتویٰ دے دون کہ ہر ایک حیوان کھانیکے لیے ہے۔ بلکہ مشاہدہ فطرت سے یہ امر بھی ثابت ہے دیکھو نباتات ہر طبقہ جمادات پر نہیں اُگتے بلکہ زمین خور کو چھوڑ دیتے ہین کیونکہ اُسمین وہ مادہ موجود نہین جو نباتات کو قوت نمو پہونچا سکے اسیطرح حیوانات بھی ہر قسم کی نباتات کو نہیں کھاتے ہین بلکہ وہ بھی اُن ہی اقسام کو کھاتے ہین جو اُن کے نظام جسم کو حد اعتدال مین قائم رکھ سکے جب ان بے شعور طبقات مین فطرتاً یہ جذبہ موجود ہے تو کوئی وجہ نہین۔ کہ آدمی باشعور طبقہ ہر حیوان کو ہڑپ کر جائے۔ مین وثوق سے عرض کرتا ہون کہ گوشت خوری سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر انسان کی طرف مواد ثلثہ پرواز کرتے ہین۔ جمادات سے نباتات نے ایک رس کھینچا۔ جب نباتات حیوانات کے شکم مین داخل ہوئے تو وہ خون بنے اور خون سے شیر جسکو طبقہ انسان کی سرفرد استعمال کرتی ہے قربان جائیے نظام قدرت پر۔ جمادات کی روح نباتات مین داخل ہوئی نباتات اپنی روح نباتی کے ساتھ روح جماد لیکر حیوانات کی طرف بڑھی۔ حیوانات اپنی روح حیوانی کے ساتھ روح نباتی و روح جماد کو لیکر انسان کی طرف بڑھے۔ مین پہلے عرض کر چکا ہون۔ کہ ہر طبقہ اپنے پست طبقہ سے اسی خوراک کو اخذ کرتا ہے جسمین اصلاح کا مادہ موجود ہو گویا جمادات کی نفضیلت نباتات مین۔ نباتات کی فضیلت حیوانات مین۔ اور یہی فضیلتین انسان مین آکر مجتمع ہوگئین انسان کے اندر وہ سب چیزین مجموعی صورت مین آموجود ہوگئین جو صحن عالم مین منتشر حیثیت سے تھین۔ اسلیے انسان کو اشرف المخلوقات کہتے ہین۔ مگر حیرت ہے اس بشر پر کہ مواد ثلثہ تو اُسکی طاعت پر مامور اُنکی پرواز تو اُسکی طرف۔ مگر وہ ہے۔ کہ اشرف المخلوقات ہوکر۔ بجائے بلند مقامات کی طرف پرواز کرنے سکے مائل بہ پستی ہو۔ حیوانات اسکے مطیع۔ مگر وہ اسکی ہی پرستش کرے۔ نباتات اسکے محکوم مگر وہ اسکو اپنا معبود بنائے۔ جمادات اُسکے خاک پا۔ مگر وہ اسکی تصویر کو اپنا معبود بنائے اُو غافل انسان غور کر۔ جب تو حیوانات کی پرستش کی طرف بڑھا۔ تو اپنی شرافت سے ایکدرجہ گرا۔ جب نباتات کے سامنے سر خم کیا تو شرافت کی حد سے دو درجے نیچے گرا۔ اور جب جمادات کو معبود بنالیا تو اب خود سوچ کہ کہان پہونچ گیا۔ اگر تجھکو بجائے اشرف المخلوقات۔ ارذل المخلوقات کہ دون تو بیجا نہوگا۔

نظام قدرت پر غور کر۔ ہر شے ارتقائی منزلون کی طرف پرواز کر رہی ہے حالانکہ وہ بے شعور ہے اور تو باشعور ہوکر مائل بہ پستی ہے۔ یہ تیری عقل کا قصور ہے اُٹھ اور اس منزل ارفع کو تلاش کر جسکی طرف تجھے پرواز کرنی لازم ہے (ایک اور انکشاف) انسان کی حد ارتقا معلوم کرنیکے لیے ہم پھر مشاہدہ فطرت کی طرف رجوع کرتے ہین۔ مشاہدہ سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ عالم مادی کے وہ طبقات جو ہمارے زیر اثر ہین۔ ان مین شان ارتقا یہ ہے۔ کہ طبقہ ادنی کی حد آخری طبقہ اعلی کی حد اول سے ملی ہوئی ہے۔ یعنے طبقہ ادنی کے کمالات کا خاتمہ اس امر پر ہوتا ہے۔ کہ اُسی مین اپنی شان بھی باقی ہو۔ اور پھر طبقہ اعلے کے آثار بھی اسمین موجود ہون۔ مثلاً عالم جمادات مین مرجان۔ اس مین جمادیت بھی ہے۔ اور اپنے سے اعلے طبقہ یعنے نباتات کے آثار (قوت نمو) بھی موجود ہین۔ اسی طرح نباتات مین ایسے پودے موجود ہین۔ جو عالم نباتات مین رہکے آثار حیوانیت لیے ہوئے ہین۔ بعض حساس ہین مثلاً چھوئی موئی بعض مین نر و مادہ کے ملے بغیر پھل نہین دیتے جیسے درخت خرما۔ یہ وہ چیزین ہین کہ جنھون نے طبقہ نباتات مین اپنے سے بالا طبقہ حیوانات کا اثر لیے رکھا ہے اسی طرح حیوانات کو دیکھو۔ اور بندر کے خصائص پر غور کر جس سے معلوم ہوگا کہ اسنے

طبقۂ حیوانات مین رہ کے عالم انسانیت کا اثر لے رکھا ہو ایسی
چیزین دو جنبون کے درمیان مین برزخ کہلاتی ہین۔ اور
برزخ اسیکو کہتے ہین جو ذو جہتین ہو جسکا ایک سرا ادھر سے
متصل ہو اور دوسرا ادھر سے۔ اس قانون محکم کی بنا پر
دیکھو۔ کہ ارتقائے انسانی کی شان یہ ہوگی کہ اسکی ایک
جہت طبقۂ انسانیت سے ملی ہوئی ہوگی۔ اور دوسری
طبقۂ اعلیٰ سے اور ایسا انسان ان دونون عالمون کے
درمیان برزخ کبریٰ کہلائیگا چونکہ محسوسات مین سب سے
افضل و اکمل انسان ہے لہذا اسکی برزخیت بھی اکمل ہوگی
اب دیکھنا صرف یہ ہی کہ انسان سے بالا کونسا طبقہ ہی
جسکی حد اول سے انسانیت کی حد آخری وابستہ ہونی چاہیے
یہ ظاہر ہے کہ محسوسات مین ایسا کوئی طبقہ نظر نہین آتا لیکن
اسکے یہ معنی نہین کہ عقل بھی اس مقام پر عاجز آجائے اور ہم
عقل کی آنکھون سے کبھی عالم اعلیٰ کا مطالعہ نکر سکین۔ عقل
ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اور یہ حکم کرتی ہے کہ اب مذہبی
دنیا مین رہکر دو ہی باتین ہین۔ طبقۂ انسانیت سے اعلیٰ
یا تو عالم ملائکہ ہے یا عالم الوہیت ان دو کے علاوہ اور
تیسرا طبقہ ہو ہی نہین سکتا۔ اس مقام پر پہونچکر عقل سلیم یہ کہتی ہی
کہ طبقۂ ملائکہ عالم انسانیت سے افضل نہین قرار پا سکتا۔
اول یہ کہ انسان قوائے مختلفہ رکھتا ہو۔ ملائکہ صرف ایک
قوت کے حامل ہین احسن تقویم مین انسان کی خلقت ہوئی
ہے نہ کہ ملائکہ کی۔ ملائکہ نے انسان کو سجدہ کیا۔ نہ کہ انسان
نے ملائکہ کو۔ اگر ملائکہ مین انسان سے بڑھکر کوئی فضیلت ہوتی
تو افضل کو مفضول کے سجدہ پر مامور کرنا حکیم کا فعل نہین ہے
علاوہ ازین ہم جس ارتقا پر بحث کر رہے ہین اسکا دارومدار
جسم ظاہری پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ کمالات باطنیہ پر ہے۔ اور
کمالات باطنیہ مین سب سے اعلیٰ شئے علم ہے۔ جو اسمین بڑھا
ہوا ہوگا یقینا اسکی فضیلت مسلم ہوگی۔ ھل یستوی الذین
یعلمون والذین لا یعلمون کیا مساوی ہوسکتے ہین۔

وہ جو علم رکھتے ہین اور جو علم نہین رکھتے۔ انسان کے سامنے
ملائکہ نے لاعلمی کا اظہار کیا قول باری تعالے فقال انبئونی
باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین۔ ملائکہ کا یہ جواب دینا۔ قالوا سبحانک
لا علم لنا الا ما علمتنا ان کے عاجزی کے اظہار کے لیے
کافی ہے۔ مگر ابو البشر کو جسوقت حکم ہوا یا ادم انبئھم
باسماءھم اسکی تعمیل فلما انباءھم باسماءھم۔ آدم
کی علمیت پر دلیل ہو پس عالم اور معلم کی فضیلت مسلم۔
بعض علما نے ملائکہ کو انسان سے افضل قرار دیا ہے
مگر تحقیق کے بعد انکے دلائل غلط ثابت ہوتے ہین۔ اگر واقعی
ملائکہ انسان سے افضل ہوتے تو اُس خلافت کے آرزومند
نہوتے۔ جو آدم کو دی جانیوالی تھی۔ افضل کبھی پست سے
کی آرزو نہ کریگا۔ پس بیانات بالا سے انسان کا ملائکہ سے
افضل ہونا قطعی ثابت ہو۔ لہذا اب کہنا پڑیگا کہ ای انسان
تجھ سے آگے بس خدا کی ذات ہے، یعنے عالم انسانیت سے
آگے عالم الوہیت ہو۔ اب مشاہدہ فطرت کی بنا پر کہ ہر طبقہ
مین ایک ایسے کامل کا وجود ہے کہ جو اپنے طبقہ کے علاوہ
طبقہ اعلےٰ کے خواص بھی لیے ہوئے ہو۔ پس یہی رنگ یہان
بھی جاری ہوگا۔ کہ انسان کامل (برزخ کبریٰ) کی شان
یہ ہوگی۔ کہ اسکی ایک حد تو عالم انسانیت سے ملی ہوئی
ہوگی انا بشر مثلکم اور دوسری حد (جسکو ارتقا کی حد
آخری کہنا چاہیے) عالم الوہیت سے ملی ہوئی ہوگی۔
دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ؎
لفظ او ادنی نے مجھکو محو حیرت کردیا دو کمان کا فاصلہ ہو یا تری آغوش ہے
لفظ آغوش راقم الحروف نے مجازاً استعمال کیا ہے۔
دلائل قاطعہ سے ثابت ہو کہ خدا کا کوئی جسم نہین اس سے
میرا مطلب صرف یہ ہو کہ آغوش کا اطلاق اسیوقت ہوتا ہے
جب آغوش مین آنیوالے اور لینے والے کے درمیان کوئی شئے
حائل نہ ہو۔ اور یہی برزخ کی شان ہے۔ کہ اُسکی آخری
حد اعلیٰ کی حد اول سے ملجائے۔ اور یہی وہ مقام ہی جہان

ضعیف عقول کو طبقۂ اعلی کا اشتباہ ہوجاتا ہی جسطرح ڈارون صاحب کو بندر ہی سے انسان ہونیکا اشتباہ ہوگیا معراج کیا تھی درجات کی ایک سیڑھی تھی. انسان کامل پرواز کر رہا تھا عیسیٰ بھی درجات کی سیڑھی پر چڑھے تھے مگر جو تھے آسمان پر پہونچکر روح اللہ ٹھہر گئے اور ملک بڑھگیا. مگر برزخ کبری جسوقت بلند ہوا تو ملاک ٹھہر گیا اور انسان کامل بڑھگیا اور ایسے مقام پر پہونچا. کہ جس سے آگے عالم الوہیت ہی تھا. ادھر عالم امکان ہے اُدھر عالم وجوب. ارباب بصیرت بہتر جانتے ہین کہ عالم امکان جو کہ حادث ہی اسکا تعلق واجب الوجود سے نہین ہوسکتا مگر اسی برزخ کے وسیلہ سے. یہ وہ وسیلہ ہے جسکا حکم دیا گیا ہی یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وسیلہ کی ضرورت کیون ہی صرف اسلیے. کہ جلال اللہ کو عام افراد برداشت نہین کرسکتے لہذا یہ برزخ ایک طرف سے الوہیت سے اخذ کرتا ہی اور دوسری جہت سے عالم امکان کو پہونچاتا ہی. نیز کوئی دلیل بھی اس قول کو باطل نہین کرسکتی کہ جب تک عالم امکان موجود ہی حادث کے رشتہ کو واجب الوجود کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے.... انسان کامل کی بھی ضرورت ہی. انسان کی پرواز گذشتہ بیانات سے ظاہر ہوچکی. کہ کل طبقات اسفلیہ کا مرجع انسان ہی جب کل طبقات انسان کی طرف پرواز کر رہے ہین تو اس نظام کے تحت انسان کی پرواز بھی طبقۂ اعلی کی طرف ہونی چاہیے اور یہ ظاہر ہوچکا کہ حادث واجب الوجود کو نہین پاسکتا لامحالہ انسان کی پرواز انسان کامل کی طرف ہونی چاہیے وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ولیکون الرسول علیکم شھیدا اس آیۂ وافی ہدایہ سے تو اور بھی راز منکشف ہوگیا. ناس کا گواہ امت وسط شہید ہے اور اُسپر رسول سبحان اللہ. انسان طبقات اعلے کے مقابلہ مین مثل جمادات کے قرار پایا جسطرح جمادات درجات اعلے کو طے کرکے انسان (اشرف المخلوقات) تک پہونچی.

اسیطرح انسان کو بھی واجب الوجود تک پہونچنے کے لیے وہی درجات اعلیٰ طے کرنے چاہیئین. انسان کی پرواز امت وسط کی طرف امت وسط کی رسول کی طرف. رسول کی واجب الوجود کی طرف. انا مدینۃ العلم وعلی بابھا من اراد العلم فلیات الباب. انسان کی پرواز انسان کامل کی طرف انسان کامل کی اکمل کی طرف. اکمل کی خدا کی طرف یا یون کہیے. کہ کل اشیاء انسان کے لیے انسان انسان کامل کے لیے انسان کامل اکمل کے لیے اور اکمل خدا کے لیے. لہذا معلوم ہوا کہ سب کچھ اکمل کے لیے. لولاک لما خلقت الافلاک دلیل یہ ہے کہ ارشاد باری تعالے ہی کہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض. اور تسخیر کا لفظ جب ہی صادق آئے گا کہ اگر مسخر کو تصرف بھی ان پر حاصل ہو جو کہ اسکے لیے مسخر کردی ہین اگر کہا جاے کہ انسان اس سے مراد ہے تو اسکی حالت یہ ہی. کہ اگر مچھر کو بھی بلائے تو وہ بھی اسکا حکم نہ مانے چہ جائیکہ کوئی اور. ہان جسکے لیے خلق کیا اور مسخر کیا. اور اُس کا تصرف عرش سے تا فرش ہر شی پر ہوگا چاند کو دو ٹکڑے کرسکیگا سورج کو لوٹا سکیگا دن کو رات رات کو دن کرسکے گا. ستارے اُسکی قدمبوسی کو آئینگے ملائکہ اُسکے خادم ہونگے یہ آسمان کا ذکر تھا. ارض پر مواد ثلثہ اسکے زیر تصرف ہونگے. حیوانات اسکے سامنے اطاعت کا اظہار کرینگے نباتات حکم سنے پر خلاف فطرت حرکت کرینگے جمادات بزبان فصیح اس کے کمالات کا اظہار کرینگے معلوم ہوا کہ اُسی کے لیے کل عالمین خلق ہوے عالمین لغیرہ ہی اور انسان اکمل لذاتہ. لذاتہ اسوجہ سے کہ وہ عالم امکان مین کسی کے لیے نہین ہی بلکہ عالم امکان اسکے لیے ہے. وہ بمنزلہ روح کے ہے. مگر تعجب ہے کہ جب جسد عالم کی روح موجود نہین ہے تو یہ زندہ کسطرح ہے ماننا پڑیگا کہ روح موجود ہے جس طرح جسم مین روح ہے مگر اسکو ظاہری آنکھین نہین دیکھ سکتین اُسیطرح روح عالم بھی موجود ہی مگر اسکو مادی آنکھین نہ دیکھ سکین گی.

پہلے روحانیت پیدا کرلو پھر دیکھو۔
خاتمہ میں عرض کرچکا ہون کہ طبقۂ اعلیٰ ادنی طبقہ سے اسی چیز کو اخذ کرتا ہے جس مین مادۂ اصلاح موجود ہو اسی طرح طبقات اعلیٰ کی طرف بھی اسی انسان کی پرواز ہوسکے گی جسمین مادۂ صلاحیت موجود ہوگا۔ ہر ایک پرواز نکرسکے گا چونکہ ہماری پرواز عرضی ہوگی۔ اسلیے پہلے فنا ہونا پڑیگا جسطرح جمادات نباتات مین نہ پہونچ سکی جب تک فنا ہوئے اور نباتات حیوانات تک نہ پہونچ سکے جب تک خود کو فنا نہ کرلیا۔ اور اسی طرح فنا ہونے کے بعد حیوانات انسان مین پہونچ سکے اور اس فنا کی شان یہ ہوتی ہے کہ رنگ ہی بدلجاتا ہے معلوم ہو کہ نباتات مین جمادات موجود ہین مگر علحدہ نہین پہچان سکتے ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ لہذا جو انسان طبقۂ اعلیٰ کی طرف پرواز کرنا چاہے اُسے بھی طبقات اسفلیہ کی طرح پہلے فنا ہونا پڑیگا اسکے بعد دوئی کا بھی پردہ اُٹھ جائے گا۔
دیکھو باوجود فارسی النسل ہونے کے السلمان منّا اهل البیت کا تمغہ مِلگیا۔ حالانکہ قریشی ہاشمی اس شرف کو حاصل نہ کرسکے۔ اور کرتے بھی کس طرح جب بجائے فنا ہونے کے فنا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔
اے انسان اُٹھ۔ اور اپنی ارتقا کی منزلون پر فائز ہونیکے لیے وہ صلاحیت پیدا کر کہ تو طبقات اعلی مین جذب ہوسکے فنافی الشیخ کا عقیدہ کام نہ آئیگا اس سے فنافی الرسول کا درجہ حاصل نہ ہوسکے گا۔ پہلی منزل انسان کامل ہو۔ جو شہر علم کا دروازہ ہو تو اسکی طرف پرواز کر اور بس اُسکی پرواز انسان اکمل کی طرف اور انسان اکمل کی خدا کی طرف۔
یہی صراط مستقیم ہے یہی دین صحیح ہے اسی پر کاربند ہوجا!
ایک عرض جب یہ ثابت ہوچکا کہ انسان کامل کی طرف عام انسانون کی پرواز لازمی ہے یوم ندعوا کل اناس بامامهم تو اُسکا وجود ہر زمانہ مین ہونا چاہیے، اور یہ بھی لازم ہے کہ اسکی پرواز انسان اکمل کی طرف ہو۔ اور زندہ کا تعلق زندہ ہی سے ہوسکتا ہے لہذا حیات النبی ثابت مغربین غور کرین اول ماخلق الله نوری۔ اصلی جسم نوری ہے۔ مادی جسم صرف ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ ہم لباس پہن لیتے ہین۔ مادی جسم سے قطع تعلق ایسا ہی ہے جیسے ہم کپڑے اتار دیتے ہین لہذا آپ کا اپنے اصلی جسم نوری مین زندہ رہنا ثابت اور یہی اصل ہے فاعتبروا یا اولی الالباب۔

گلہائے عقیدت

نتیجۂ فکر عالیجناب سید محمد حسن صاحب احسن طباطبائی ایم اے بی ٹی لکھنوی

عاشق ہے شجر کا پتہ پتہ تیرا
شیدا ہے چمن کا ذرہ ذرہ تیرا
چاک دامن گلوں کا بتلاتا ہے
گلشن میں ہے صبح شام چرچا تیرا

جب تیری نگاہ لطف انگیز ہوگی
عشاق سے الفت کی مہم سر ہوگی
ممکن نہیں جب نفس نبی کی مدحت
محبوب خدا کی مدح کیونکر ہوگی

لولاک لما خلقت الافلاک

نتیجۂ فکر عالیجناب لسان القوم مولانا صفی صاحب لکھنوی

ذکر خلق عظیم سنیے / فطرت کے چمن سے پھول چنیے
وہ دُرِّ یتیم بحرِ قدرت / آویزۂ گوشِ حسنِ فطرت
وہ راسِ تثلیثِ موالید / وہ قاعدہ دانِ بزمِ تجرید
سرحلقۂ سروران محمد / منصور و مظفر و مؤید
سلطانِ سریرِ قاب قوسین / گردوں پیما بہ طرفۃ العین
اعجاز کلام پاک اسکا / مصحف رُخِ تابناک اسکا
ختم الرسل و حبیبِ باری / تھی شان پہ کھلی اوسکی بھاری
بھولے تھے جو دل سے تجھے خدایا / اُمّی نے اُنھیں سبق پڑھایا
دنیا عقبیٰ کی زینت و زین / تاجِ سرِ عرش اسکی نعلین
بیراہوں کو راہ سے لگایا / گمراہوں کو راستہ دکھایا
پیغمبر و سرورِ حجازی / پہلا اللہ کا نمازی
حق کی توحید کا مبلغ / محوِ طاعت بقلبِ فارغ
سرکش عربوں کا سر جھکایا / حیوانوں کو آدمی بنایا
قائم کیا رشتۂ مواخات / برتاؤ میں شیوۂ مساوات
مصلح سرمایہ داریوں کا / حامی محنت شعاریوں کا
وہ ماہِ تمام چاہِ نخشب / جس کا غارِ حرا تھا مکتب
وہ حسنِ ملیح جسکی پوشاک / لولاک لما خلقت الافلاک
وہ جانِ جہانِ آفرینش / معنائے بیانِ آفرینش

سینہ اوسکا خزینۂ علم
حیدر بابِ مدینۂ علم

خلیل اللہ کی دعا روح اللہ کی بشارت

آمنہ کا خواب

نوشتہ عالیجناب مولانا سید محمد نقی صاحب نجفوی پیشنماز سہارنپور

یہ وہ پُرلطف و با معنیٰ الفاظ ہیں جن کو اکثر سردار دو جہان اپنی تعریف و توصیف میں زبان وحی ترجمان سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے انا دعوۃ ابراہیم و بشریٰ عیسیٰ و رؤیا امی یعنی خلیل کبریا کی دعا ہوں عیسیٰ ابن مریم کی بشارۃ ہوں اپنی ماں کا خواب ہوں۔

اس کی تفصیل

یہ ہے کہ جب زمانہ ولادت باسعادت سرور جہان قریب آیا تو جناب آمنہ سلام اللہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور عظیم بطن مبارک سے برآمد ہوا ہے اور اس کی عالمگیر شعاعوں میں قصور شام وغیرہ نظر آرہے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ آنیوالی نورانیت تمام دنیا میں چھا جائیگی لہذا ارشاد ہوا میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔

بشارۃ روح اللہ

جناب عیسیٰ علیٰ نبینا و آلہ و علیہم السلام نے بنی اسرائیل سے خطاب کرکے ارشاد فرمایا انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول من بعدی اسمہ احمد اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اپنے سے پہلے آنیوالی کتاب توریت کی تصدیق کرنیوالا ہوں اور اس رسول کی آمد آمد کی خوشخبری سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لانیوالا ہے جنکا نام نامی احمد ہوگا۔ یہ ہے وہ بشارۃ جس کو قرآن مجید نے بزبان عیسیٰ ابن مریم بیان کیا ہے لہذا ارشاد ہوتا ہے میں عیسیٰ کی بشارۃ ہوں یعنے عیسیٰ نے خبر دے دی تھی آپکی خوشخبری دی تھی

خلیل اللہ کی دعا

قصہ یہ ہے کہ جناب خلیل جب کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے ایک طویل دعا کے سلسلہ میں بارگاہ احدیت میں گذارش کرتے ہیں ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم اے ہمارے پالنے والے اُن ہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرما جو تیری آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائے اور اُن کو کتاب اور عقل کی تعلیم دے اور اُن کے نفوس کو پاکیزہ کردے بیشک تو ہی غالب اور تدبیر والا ہے۔ جناب خلیل نے تمام بہترین اوصاف چن کے اپنے مطلوب میں جمع کردئے۔ جانتے تھے کہ اپنے ناز بردار قادر مطلق سے مانگ رہا ہوں وہ ضرور میری عرض کو پورا کریگا وہ ہی ہوا کہ پروردگار عالم نے اس دعا کو قبول فرمایا اور نہایت احترام سے قبول فرمایا خداوند عالم نے جہان اُسکا تذکرہ فرمایا الفاظ کو بھی نہیں بدلنے دیا وہی الفاظ استعمال فرمائے سورۂ جمعہ میں ارشاد ہوتا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وہ ایسا قدرت والا ہے جس نے امیین میں سے ایسا رسول مبعوث کیا جو ان کے سامنے خدا کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور عقل آموزی فرماتے ہیں یہ آیۂ مبارکہ قبولیت دعاء جناب خلیل کو وضاحت سے بیان کر رہی ہے اور بتلا رہی ہے کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لہذا سید انس و جان نے ارشاد فرمایا میں ابراہیم کی دعا ہوں۔ کیا کہنا اُس نبی کا جسکی آمد آمد کے انبیاء ماسبق اتنے مشتاق کوئی صرف دعا سے کوئی بشارت دیکر ہی اپنے دل کو خوش کرلیتا ہے خدا جانے شب معراج کیا عالم ہوا ہوگا آنحضرت کا جب اس جمال جہان آرا کی زیارت سے مشرف ہوئے ہوں گے اور اپنی دلی مرادیں یوں سرسبز دیکھی ہوں گی۔

ایک لطیف نکتہ

مقبول دعا لبوں سے نکلی اور باب اجابت تک پہنچ جاتی ہے تیر و اندیشہ کی سرعت کی کیا حقیقت جو دعا کی ہمعنان ہو سکے کوئی تیز رفتار چیز دعا کی تیزی کو نہیں پہنچ سکتی رائفل کی نکلی ہوئی گولی نشانہ تک پہنچنے بھی نہیں پاتی کہ کامیاب دعا آستان بوس باب اجابت ہو کر دعا کنندہ کی سپر بن جاتی ہے پھر خلیل اللہ کی دعا اس کی رفتار کا کیا کہنا تعجب ہوتا تھا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ شب معراج قلیل عرصہ میں کیونکر قاب قوسین کی سیر کر کے واپس تشریف لے آئے مگر معلوم ہوا کوئی بڑی بات نہیں یوں گئے اور آئے جس طرح دعائے خلیل کو پہنچنا چاہئے تھا عجیب راز ہے کہ خداوند عالم اپنے حبیب کو بھیجنے والا تھا مگر زبان خلیل سے بھی دعا کرا دی تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل غرض عالم یہ ہیں جنکی بعثت کے انبیا بھی متمنی ہیں۔ ادہر حالات عالم کا تقاضہ ادہر انبیاء کی دعائیں ادہر خداوند عالم کا لطف خاص و کمال رحمت ہمارے مقدر جاگے طالع بیدار ہوا کہ ہمارے حصہ میں پروردگار عالم نے نور کامل کو عنایت فرمایا اور رحمت مجسم کو ہمارا پیغمبر قرار دیا

جناب خدیجہ کا خواب

جناب احدیت نے اپنے حبیب کی آمد سے پہلے بشارۃ دلوائی دعائیں منگوائیں۔ مختلف طریقوں سے اعلان کیا۔ پہلی کتابوں میں تذکرہ فرمایا تقریبا دوست و دشمن سب ہی کو اطلاع دی کبھی حیوانات کی زبان سے خبر دلوائی کبھی نباتات کو گویا کر دیا کبھی پتھر کو زبان مرحمت فرمائی۔ کبھی خواب دکھائے۔ ان خواب دیکھنے والوں میں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا بھی ہیں جن کو پہلے بذریعہ خواب نوید منزلت سنائی گئی واقعہ یہ ہے کہ ایک روز جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا استراحت فرما رہی تھیں خواب نوشین کے مزے اٹھا رہی تھیں یک بیک ملاحظہ فرمایا کہ آسمانی فضا نورانی ہو گئی اور تیز کرنیں ڈالنے والا آفتاب اوج فلک سے اتر کر ان کے آغوش میں آ گیا پھر اسی گھر سے اسکی نورانیت کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہو گئی یہ تعجب خیز و حیرت انگیز خواب دیکھکر خوش خوش اٹھیں اور اپنے چچا زاد بھائی ورقہ (جو اس زمانہ کے عالم جید اور بڑے پرہیزگار تھے) کے پاس گئیں عالم رویاء کے عجائبات ان سے بیان کئے ورقہ نے چھوٹتے ہی جواب دیا اے خدیجہ تم کو پیغمبر آخر الزماں کی زوجیت کا شرف مبارک اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ تم عنقریب اس منزلت پر فائز ہو گی اس فرحت بخش مژدہ کو جناب خدیجہ دل ہی دل میں لئے رہیں تاوقتیکہ عقد بھی ہو گیا۔ انداز دیکھکر یقین اسی وقت ہو گیا تھا مگر کامل تعبیر اس خواب کی ۲۷ رجب المرجب کی تاریخ نظر آئی اب دیکھتی ہیں کہ رئیس کائنات سید ممکنات غار حرا سے پلٹے تو عجب انداز سے۔ قلب منزل وحی کے اثرات سے لرزاں چہرہ کا رنگ متغیر جسم مطہر میں تھرتھری پڑی ہوئی ہے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں سردار انبیاء نے ارشاد فرمایا اے خدیجہ مجھے چادر اڑھا دو جناب خدیجہ نے چادر اڑھائی اور ٹھنڈا پانی چھڑکا تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد جب دل ٹھکانے ہوا اور حواس جمع ہو گئے تو قرآنی آیتیں تلاوت کیں اور تمام سرگذشت کہہ سنائی جناب خدیجہ نے عرض کیا آپ خائف و ترساں نہ ہوں خداوند عالم ہمیشہ آپ کے ساتھ بھلائی کریگا۔ آپ وہ نہیں جس کو خداوند عالم کبھی غیظ و غضب کی نظر سے دیکھے آپ صلہ رحم اچھی طرح کرتے ہیں آپ عیالداری کے حقوق خوب ادا فرماتے ہیں اپنے قوت بازو سے کماتے ہیں مہمانداری آپ کا حصہ ہے آپ بے نظیر امین ہیں اور درماندوں کے دستگیر مصیبت زدہ کی ہمدردی کئے بغیر آپ کو چین نہیں ملتا یتیموں کی پرورش آپ کا طرہ امتیاز ہے سقایت کا ساتھ آپ کی سرشت میں ہے فقراء و مساکین کے ساتھ احسان و بھلائی آپ کی عادت ہے مخلوقات سے مروت و حسن و اخلاق سے پیش آنا آپکا کام ہے آپ ہمدردی کا مجموعہ ہیں اور آپ کے تمام افعال اعلیٰ ترین اخلاق کا گنجینہ ہیں اسوۂ حسنہ کے طالب ان الفاظ کو لوح قلب پر نوک قلم سے تحریر فرمالیں میرا دل چاہتا ہے کہ ان الفاظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب خدیجہ کی شخصیت و کمال فراست و معرفت

حقائق امور پر روشنی ڈالوں مگر کیا کروں خارج از موضوع ہے لہذا کسی دوسرے وقت کا انتظار کرتا ہوں) آپ کے ساتھ برائی کی اُمید نہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جناب خدیجہ نے جب حضرت کے دہن اقدس سے غار حرا کے واقعات سُنے فرطِ مسرت سے بیہوش ہوگئیں جب افاقہ ہوا سرور عالم کو ساتھ لئے ہوئے ورقہ کے پاس تشریف لائیں فرمایا دیکھو بھیا تمہارے ابن عم کیا ارشاد کرتے ہیں حضرت نے تمام ماجرا سنایا ورقہ نے عرض کی حضرت آپ کو بشارت ہو مبارک ہو آپ ہی خدا کے آخری پیغمبر ہیں یہ وہی ناموس اکبر الٰہی ہے جو جناب موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی رسول ہیں جن کی جناب عیسیٰ نے خبر دی تھی خدا کرے آپ کو جلد اذن جہاد ملے جو میں بھی حضور کے ہم رکاب راہ خدا میں دشمنان دین سے جنگ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوں کاش جناب اقدس الٰہی مجھکو حکم جہاد تک زندہ رکھے تا مجھے دلی مراد حاصل ہو اور معیت جمیل میں ثواب جہاد حاصل کروں مدارج النبوۃ میں شاہ عبدالحق صاحب دہلوی اس روایت کو نقل کرکے ایک عجیب و غریب بحث چھیڑتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ورقہ کے پاس کیوں لے گئیں اپنی تسلی کے لئے یا اشرف عالم صلی اللہ وآلہ وسلم کی تسکین کے لئے یعنے اپنا اشتباہ دور کرنا چاہتی تھیں یا آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ کو یقین دلوانا چاہتی تھیں۔ پھر دونوں طرف علماء کے خیالات کی رسائی تحریر فرمائی اور ہر ایک گروہ کے دلائل قلمبند فرمائے ہیں میرے نزدیک علامۂ موصوف کی یہ خامہ فرسائی اور قطرازی تضیع اوقات کیے مرادف ہے نہ یہ صحیح ہے نہ وہ یعنے نہ اپنے اطمینان کے لئے لی گئیں کیونکہ اُن کو اطمینان حاصل تھا اور نہ سرور کائنات صلی اللہ کے اطمینان کے لئے لی گئیں درحقیقت صرف اس لئے لی گئیں تھی کہ ورقہ کو اپنے خواب کی پوری تعبیر کا عالم ظہور میں آجانا جتادیں۔ دیکھو بھائی آج میرے خواب کی کامل تعبیر مجھکو مل گئی یعنے میرے شوہر منصب رسالت پر

فائز ہوگئے بشارت پیشین گوئی حرف حرف صادق آئی تیرہ بختی عالم کافور ہوئی سوئے ہوئے نصیبے جاگے۔

شانِ بعثت

رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے کس طرح سے لے دین حق اور ہدایت کو یمین و یسار لیکر مبعوث ہوئے ایک طرف ہدایت ایک طرف دین حق دونوں پہلو آباد درمیان میں خدا کا پیارا رسولؐ خاتمیت کا تاج زیب سر فرمائے ہوئے قبائے رسالت پیراہن محبوبیت پر ڈالے ہوئے عصائے توکل الٰہی ہاتھ میں لیئے ہوئے رحمت معبود کا چتر لگائے مشیت کے منظر قدرت پر نظر جمائے ہوئے اطمینان کے ساتھ جلوہ آرا ہیں۔ قدم بڑھایا تو یہ تہیہ کرکے کہ راہ گمکردگان کو صراط مستقیم پر لگائینگے۔ دین الٰہی کو تمام ادیان پر بعون اللہ بلند و غالب کرینگے اسلام کو سر بلند اور ادیان باطلہ کے سرنگون کرکے رہینگے مالک الملک کا سکہ ہوگا اور شرق و غرب عالم حق کی سلطنت ہوگی اور اپنی کوششوں اور خدا کی عنایتوں سے وہ دن بھی دور نہیں کہ علم اسلام کے زیر سایہ عالم سر تسلیم خم کئے کھڑا ہو ہفت کشور میں توحید کا ڈنکا بج رہا ہو ہدایت کا نشان لہریں مار رہا ہو۔ اور شیطان مع شیطنت آغوش فنا میں جاگزین ہوجائے۔ واحد و قہار کی سچے دل سے عبادت ہو غیر کا نام لینے والا کسی مول نہ ملے۔ نسان قدرت نے اپنے حبیب کے دلی ارادوں کو اور مستحکم فرمادیا۔ مافی الضمیر کی تصدیق و تائید فرمادی۔ ارشاد ہوتا ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وہ بھی ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے یہ بھی کہدیا میرے پیارے پیغمبر تمہارے ذریعہ جو کچھ بھی ہو اپنے نور کو تمام کرکے رہونگا واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون۔

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک دور نفیس لطیف دعویٰ

ارشاد ہوتا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق بین مکارم اخلاق

کو تمام کرنے کے لئے اُٹھایا گیا ہوں (حضرت کے جمیل اخلاق کی طرف نہایت اجمال سے بزبان جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا صدر مضمون میں ارشادہ کیا گیا ہے گو وہ بعثت سے پہلے کے حالات ہیں عالم ان کے مقابلہ میں ارزاں ہے پھر بعد بعثت کے حالات کا کون اندازہ لگا سکتا ہے) یہ ایک ایسی اچھوتی آواز ہے اور وہ نرالی صدا ہے جو اس سے قبل فضاء دہر میں آئی ہی نہ ملی ہوا کی لہریں آج تک اس سے دوچار ہوئی ہی نہ تھیں سامعہ ایجاد کبھی اس سے آشنا ہی نہ تھا یہ موتی کسی خزانہ میں نہ تھے یہ پھول کسی چمن میں نہ کھلے یہ بات کسی دہن سے نہ نکلی یہ مطلب کسی زبان سے نہ ادا ہوا۔ قبل ازیں گو بہت سی پاکیزہ زبانیں آئیں جناب آدم صفی اللہ آئے اور صرف یہی کہا کہ میں اخلاق سکھانے آیا ہوں۔ جناب نوحؑ تشریف لائے اور ارشاد کیا میں اخلاق تعلیم دینے آیا ہوں۔ جناب خلیلؑ جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ میں اخلاق بتلانے آیا ہوں۔ جناب کلیمؑ نے گہر ریزی فرمائی مگر یہی کہ میں اخلاق کا درس دینے آیا ہوں جناب عیسیٰؑ نے خمدن رسالت زیب تن فرمایا مگر یہی فرمایا کہ میں تم میں اخلاقی روح پھونکنے آیا ہوں۔ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۳۹۹۹) معصوم زبانیں فضاء عالم میں جنبش پیدا کر گئیں مگر جو زبان حرکت میں آئی یہی الفاظ پیدا ہوئے کہ میں اخلاق بتلاؤں گا جناب آدم سے جناب عیسیٰ تک سب ہمزبان ان میں سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں اخلاق تمام کرنے آیا ہوں جو ہے وہ یہی کہتا ہے میں اخلاق سکھلانے آیا ہوں مقدار سے بحث نہیں یہ شرف ذات والا صفات محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ روحی وارواح العالمین لہ الفدا سے مخصوص ہے صرف آپ ہی نے فرمایا میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کو تمام کر دوں۔ آخر یہ خصوصیت کوئی معنا رکھتی ہے؟ ہاں ہاں اس تخصیص میں راز ہے اور پُراسرار راز ہی بات ہے کہ تمیم اخلاق کا دعوی اور اعلان کوئی اور پیغمبر کیونکر کرتا۔ تا اینکہ باوجود شجرۃ الانبیاء ہونے کے جناب ابراہیم بھی یہ الفاظ زبان سے نہیں نکال سکتے تھے۔ اگرچہ تعلیم اخلاق میں انھوں نے کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی مطلب یہ ہے کہ یہ جملہ صرف اُس زبان سے ادا ہو سکتا ہے جہاں نبوت ختم ہو گئی ہو چونکہ نبوت کا خاتمہ ہے لہذا تعلیم اخلاق کا بھی خاتمہ ہے اور وہ اخلاق سکھائے جائیں گے جن میں ترمیم کی ضرورت و گنجائش نہ ہو گی۔ بنی آدم کو ایسی تعلیم دی جائے گی کہ اب کسی اور معلم و مدرس کی ضرورت ہی نہ ہو گی صرف اسی مدرس اعلیٰ کی تعلیم قیامت سے ٹکرائے گی تا قیام قیامت اسی کا نشر ہوتا رہیگا یہی تعلیم رہتی دنیا تک قائم رہے گی یہ راز ہے جو سردار مخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کو تمام کر دوں نہ یہ کہ تعلیم دوں اور چلا جاؤں کما لا یخفی علی اللبیب الادیب حقیقت میں یہ حدیث بھی ختم نبوت کی بہترین دلیل ہے محمد مصطفےٰ ص اخلاق کو تمام کر گئے اب کوئی چیز باقی ہی نہ رہی جس کے لئے کوئی آئے۔

کوئی نیا سبق نہ ہو گا اس پڑھائے ہوئے سبق کو یاد کرانے کے لئے اور قیامت تک جاری رکھنے کے لئے کچھ مدرسین ہوں گے مگر وہ جو صورت میں کس قدر بدلے ہوئے ہوں سیرت میں نقش قدم محمدی کے ایسے متبع کہ قدم پر قدم اس طرح رکھیں گے کہ بال بھر نقش اول میں فرق نہ آئے گا اس لئے گو یہ چلنے والے کئی ہونگے مگر نقش قدم اپنی شکل دل میں باقی رہیگا اور ایک راہ کے سوا دوسرا راستہ نہ پیدا ہو گا یہ ہستیاں تعلیم محمدی کا نمونہ ہونگیں جو کمال اکتساب و امتثال سے کئی ہونے ہوئے ایک معلوم ہونگیں جہاں اول و آخر و درمیان ایک ہی جھلک رکھتے ہونگے یا بنی ہوئی صورت و سیرت کیجہت سے ایک ہی وقت ظہور اور اختلاف وجود کی حیثیت سے کئی۔ شاید اولنا محمد و اوسطنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد ہمارا اول بھی محمد ہے اوسط بھی محمد ہے آخر بھی محمد ہے ہم سب کے سب محمد ہیں، اسی مطلب کیطرف انگشت ارشاد اُٹھائے ہوئے ہو۔

تکمیلِ ایام

(نوشتہ عالیجناب مولانا کاظم حسین صاحب نبارسی صدر الافاضل)

دنیا کی ہر چیز مین تکمیل کا شوق پوشیدہ ہے۔ خدا کی ہر مخلوق یہی چاہتی ہے کہ جمال سے موصوف ہو۔ خدا نے ہر شے مین رفعت و عروج کی محبت ڈالدی ہے، مخلوقات کی ہر نوع انواع کی ہر صنف اصناف کی ہر فرد یہی چاہتی ہے کہ وہ اپنے سب اوصاف مین کامل ہو جائے، اپنی ہستی کمال و ترقی کی منزل بن جائے۔ ہر تخم طبعی اقتضا سے بھی خواہش رکھتا ہے کہ اپنی پوشیدہ ہستی مضمر کائنات تک جلد پہنچے۔ تنہ۔ شاخ۔ برگ۔ بار سے سرفراز ہو، ہر بارش کا قطرہ یہی دیکھتا ہے کہ کب زمین تک پہنچے اور زمین مردہ کو زندگی بخشے رنگبرنگ مثنون خوش رنگ پہولونکی شکلون مین نمودار ہو۔ زمین اپنی گوناگون قابلیتون مین رہ کر منزلِ کمال تک پہنچتی ہے۔ آگ پانی ہوا اپنے اندر بیشمار منافع لاتعداد حکمتین رکھتے ہوئے تکمیل کر رہے ہین۔ ستارے۔ سورج۔ چاند اور نورانی پیکر سب اپنی اپنی منزلوں میں گردش کر رہے ہین۔ کمال تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہین۔ اور ایک نہ ایک دن انکی حرکت عمل سکون کمال سے بدل جائے گی ان کا دائرہ گردش مرکز قائم سے جاملے گا سطح زمین۔ کرہ ہوا۔ کرہ آب۔ زیر خاک کے بسنے والے ذی روح جانور سب کے سب دن رات سال بسال اس کمال کے حاصل کرنے میں پھرتے رہتے ہین۔ بچہ سے جوان۔ جوان سے بوڑھے ہوتے ہین۔ بھوک میں سیر۔ پیاس میں سیراب ہوتے ہین لاغر سے فربہ۔ کمزور سے قوی ہوتے ہین کوئی اپنوں ہی کی غذا بنتا ہے اور یہی اسکا کمال ہوتا ہے، کوئی اپنے سے اعلیٰ مخلوق یعنے انسان کی خوراک ہو جاتا ہے کوئی اپنی دلفریب صورتوں اور حسین نقاشیوں سے دیکھنے والوں کو محو حیرت غرق تعجب بناتا ہے کوئی بیماریوں کی دوا بن جاتا ہے کوئی عجائب خانہ کی خانہ پری کرتا ہے۔ کوئی امیروں کے محل مین جگہ پاتا ہے کوئی غریبوں کے جھونپڑے مین مقید رہتا ہے۔

اب انسان کی منزل کمال آتی ہے۔ یہاں قوت اختیاری کے باعث بے حد اختلاف نظر آتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ہر انسان "تکمیل" کے راستہ پر گامزن ہے۔ ہر انسان، تہذیب پر قائم ہے، ہر انسان صحیح راستہ پر جا پہنچا، یہ کہنا بیجا ہوگا کہ آدمی کی خلقت متضاد عناصر سے مخلوق ہونے کا اثر صرف جسم پر ہے۔ جسم انسان مختلف ہو سکتا ہے لیکن اس سے روح، جو لائقِ تکمیل ہے بلند ہے۔ روح استعداد، تمام انسانوں کی ایک ہے کیونکہ خدا نے اپنی مخلوق کردہ روح واحد اوم کے جسم خاکی مین پھونکی ہے۔ مگر تمام انسان "تکمیل" کی طرف نہین جارہے ہین بلکہ ان میں سے اکثر، تنقیص کی پستی مین گر رہے ہیں یا گر کر ہلاک ہو چکے، کوئی یہودی ہے تو کوئی نصرانی۔ کوئی دہری ہے تو کوئی کافر۔ کوئی حق پرست ہے تو کوئی باطل پرست، سب جماعت دعوی میں موافق نظر آتی ہے، دعوی سب کا یہی ہے کہ ہم کعبہ مقصود حق معبود تک پہنچنا چاہتے ہین اور اسی اپنے مذہب کے ذریعہ سے وہاں تک پہنچینگے، مگر راستے خیالات۔ اقوال۔ افعال افکار سب کے جداگانہ دکھائی دیتے ہین۔ کوئی جدید، قدیم کی بندش مین پھنسا ہے۔ کوئی ایک معیار صحیح لیکر دونوں سے آزاد ہے، ان مختلف عقائد کے گروہ اطراف عالم میں منتشر ہیں۔ ان میں بحث و نظر مفقود ہے۔ جو جس مذہب پر پیدا ہوا وہی اسکے نزدیک حق ہے۔ دوسرا مذہب دو حق ہو مگر اوسکو باطل سمجھتا ہے۔ تاریکی تمام عالم میں چھائی ہے، بادشاہوں کا سجدہ کیا جاتا ہے انسانوں کی پرستش ہوتی ہے، ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے اصلاح و تنظیم کی کوئی پرواہ نہیں۔ راہب و احبار۔ پجاری و پرستار اپنے اپنے پیغمبروں اور رہنماؤں کے اقوال و تعلیمات کے صحیفے پڑھ رہے ہین۔ ان کتابوں میں کیا ہے؟ اصول دین ہین۔ کچھ اجتماعی زندگی کے قواعد ہین خود صاحبان کتاب کے احوال زندگی ہین اور سب یہ راہب و احبار یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اب اس کے اوپر کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی ہے۔ اور رابِ صادق کی منزل آگے نہیں ہے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ ابھی دنیا کو تفسیر۔ حدیث۔ کلام۔ تجوید حفظ۔ تاریخ۔ معجزات ایسے ضروری منزل کی ضرورت ہے غرض مذہب اسلام سے پہلے، ذات احمدؐ کے قبل کائنات

کا ذرہ ذرہ ۔ عالم کا ہر انسان دنیا کے معمولی و غیر معمولی انقلاب بھی چاہتے تھے کہ کوئی ایسا شخص آئے جو خوابیدہ دنیا کو بیدار کر دے گلشن عالم کو بادِ بہاری سے تر و تازہ بنا دے، انسان کا باہمی اختلاف بھی چاہتا تھا کہ کوئی زمانہ جلد آئے کہ جس میں یہ اختلاف اتفاق سے بدل جائے ۔ اگر کچھ بھی نہ ہو تو کم از کم ساری دنیا میں صداقت و نجات کی روشنی تو پھیل جائے ۔ اوسکی آواز پہنچ جائے ۔ جو آنکھ کان رکھتا ہوگا وہ روشنی سے فائدہ لیگا ۔ آواز پر لبیک کہے گا جو اندھا بہرا ہوگا وہ تارکی اور سناٹے میں رہیگا

یہ انسانوں میں گوناگوں اختلاف، اقسام و انواع کا افتراق کیوں ہے؟ اس لئے کہ "تکمیل ایام" سے زمانہ خالی ہے ۔ ابھی تو زمانہ وہ دن ہی نہیں لایا جو دنیا کے اختلاف کو مٹا کر اخوت و اتحاد کی بنیاد ڈالیگا ۔ اور جو دن خیر و برکت کا ہوگا ۔ اس کے بعد کے تمام دن روز قیامت تک سب کے سب اسی دن کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے محل ہون گے، یہ خاص دن اور بقیہ ایام اپنے دامن میں وہ خصوصیات، وہ انوار، وہ تجلیاں، وہ دلیلیں، وہ مضبوطیاں، وہ پہلو وہ کارنامے، وہ حوادث، وہ واقعات اٹھائے ہوں گے کہ "تکمیل ایام" کا سہرا انہیں کے حق میں زیبا ہوگا، ایام آج سے نہیں ہیں بلکہ ان کی ابتدا غیر معین نقطہ سے ہوتی ہے اور ان کا استمرار جاری ہے، مگر انکی کوئی ایسی حالت نہین گذری ان پر کوئی ایسی ساعت نہین آئی کہ جس سے انکی تکمیل ہو جاتی حقیقت کی نگاہ میں بعثت نبی سے پہلے کوئی ایسا دور یا ایسا زمانہ نہیں گذرا ہے کہ جو سبب تکمیل ایام ہو اسکی وجہین بکثرت لکھی جا سکتی ہین ۔ مگر واضح پہلو اس کا ایک یہ ہے کہ رسول اسلام سے پہلے کسی نبی کسی پیغمبر کی تبلیغ و تعلیم ہمہ گیر نہیں ہوئی اسکی دو وجہیں ہیں (۱) نبی و رسول ہی ہمہ گیر نہ تھے بلکہ کسی خاص قریہ و بلد کے لئے، (۲) کسی جماعت بلکہ ساری زمین پر خدا کے خلیفہ و نبی تھے مگر زمین آباد نہ تھی ۔ دنیا کی آبادی ہمہ گیر نہ تھی جب غیر رسول اسلام کی علیہ السلام نبی و رسول کی تبلیغ ہمہ گیر نہ ہو سکی تو اسکی ایام کو کامل ایام کیسے کہا جا سکتا ہے ۔ اور زمانہ دھر ۔ ایام ہمہ گیر ہوتے ہیں اس لئے انکی تکمیل بھی ہمہ گیری سے ہوگی

رسول اسلام یا اسلام کے خصوصیات اسقدر ہیں کہ جنکو شمار کرنا سخت دشوار ہے جس طرح رسول کی ہر چیز کمال ہی ہے بلکہ عین کمال ہے ۔ اسی طرح رسول اسلام کا قرن و زمانہ ۔ ایام و ساعات بھی تمام قرن و زمانہ ۔ ایام و ساعات سے بہتر ہین ۔ کامل و اکمل ہین ۔

جب اسلام ایک برحق دین و مذہب ہے ۔ ایک شریف و قیمع اعتقاد ہے تو اسلام سے جتنی چیزیں متعلق ہوں گی ۔ وہ سب کمال و تکمیل تک پہونچینگی ۔ مکہ کو شرف کیوں ہے اسلئے کہ اسلام کا معدن ہے ۔ بعثت کا مرکز ہے، مدینہ کو عزت کیوں ہے؟ اس لئے کہ اسلام کی جائے نشو و نما ہے ۔ عرب قوم عرب ملک، عرب زبان، عرب تاریخ کی دنیا کیوں توقیر کرتی ہے اس لئے کہ عرب اسلام کو پھیلانے والے ہیں ۔ ان کا ملک اسلام کا پہلا ملک ہے ۔ اونکی تاریخ و زبان اسلام کی تاریخ و زبان ہے ۔ بیت المقدس اور کعبۃ الحرام کا وقار ہماری نگاہ میں کیوں ہے؟ اس لئے کہ اسلام کا قبلہ ۔ دین حق کا نشان ہے ۔ قرآن مجید جان و دل سے اسی لئے عزیز ہے کہ وہ اسلام کی کتاب ہے ۔ مسلمان کی حرمت اوسکا احترام اوس کی محبت کیوں لازم ہے اس لئے کہ وہ اسلام کا حامل ہے مسجد و مقبرہ کیوں محترم ہے اسی لئے کہ مسلمانوں کی عبادت گاہ اور اون کا مدفن ہے ۔ اسی طرح بعثت نبی سے تا این وقت اور اسوقت سے تا قیام قیامت زمانہ کے جتنے دور جتنے قرن جتنی صدیاں جتنے ایام گذر چکے یا گذر ینگے سب کے سب لائق عزت و رفعت قابل ذکر و تلاوت ہوں گے ۔ ان پر "تکمیل ایام" خیر القرون کے نشاں دیئے ہوں گے ۔ کامل ہوں گے ۔ ایام مسرور ہیں کہ ہم بھی اپنی کمالی صورت تک پہنچے ۔ اب ایام آئینہ حقیقت میں، شیشہ صداقت میں بے عیب نظر آتے ہیں ۔ کامل و بابرکت معلوم ہوتے ہیں ۔ اب قصور ہے تو زمانے والوں کا ۔ زمانہ بے قصور ہے کیونکہ اس نے اپنی بیشمار

گردش سے وہ دن ظاہر کر دیا جس دن آفتاب نبوت خورشید رسالت ہدایت، شمس تبلیغ آفاق و جوانب عالم پر چمکا۔

تکمیل ایام کا دوسرا روشن پہلو یہ ہے بعثت رسول سے تاحیات اسلام تمام دنیا میں ایک ایسی خالص و خوش آئند آواز گشت کر رہی ہے اور مکہ کی سرزمین سے اٹھی ہوئی صدا دنیا کے ہر بالغ و عاقل ہوشمند بافہم انسان کے کانوں تک پہنچ رہی ہے۔ یہ الٰہی صوت تکمیل ایام کی بین دلیل ہے، ایسی آواز گذشتہ ایام میں نہ تھی۔ وہ آواز صدا اعجاز اسلم تسلم کی ہے یعنے اے فرزندان آدم عرب و عجم اسلام قبول کرو دین و دنیا کی سلامتی حاصل ہوگی، تم محفوظ ہو جاؤ گے سارے ثبوت تمام دلیلیں ایک طرف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مقولہ ایک طرف نبی، اسلام کی دعوت فرماتے ہیں مگر کوئی دلیل نہیں پیش فرماتے بلکہ نتیجہ حیات انجام بحث عواقب اسلام پر ایک لفظ تسلم سے اشارہ فرما دیتے ہیں، اس کلام سے رسول کے نقش قدسی کا سکینہ و طمانیت سکون و اطمینان کس درجہ ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی حاذق حکیم ہزاروں بار کی آزمائی ہوئی دوا کو کسی مریض سے بتلاتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ اس دوا کو پیو شفا پا لو گے۔

رسول اسلام اس کلام کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ چھوٹے چھوٹے ناموں میں تحریر فرماتے تھے جنہیں وہ بادشاہوں یا قبیلوں کے شیوخ کے پاس تبلیغ و دعوت اسلام کے لئے بھیجتے تھے۔ ملاحظہ ہو وہ نامہ جو ہرقل شاہ روم کے پاس روانہ کیا ہے اوس میں کس طرح اس کلمہ کو استعمال فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی ہرقل عظیم الروم، سلام علی من اتبع الہدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الیریسیین ویا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ یہ خط محمد کی جانب سے ہے جو کہ اللہ کا بندہ اور اوسکا رسول ہے ہرقل شاہ روم کے نام۔ سلامتی اس پر ہو جو ہدایت کا پیرو ہے بعد حمد و صلوٰۃ میں تجھکو دعوت دیتا ہوں اسلام کی طرف اسلام قبول کر لے تمام آفات سے محفوظ رہیگا اور اللہ تعالیٰ تجھکو دوہرا اجر عطا فرمائیگا۔ اور اگر تو نے انکار کیا تو تمام رعایا کا وبال تیری ہی گردن پر رہیگا۔ اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اسکا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم ایک دوسرے کو اللہ کے سوا اپنا رب بنائیں اور اگر تم کو اس سے انکار ہے تو تم گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

گلہائے عقیدت

نتیجہ فکر جناب سید محمد حسن صاحب الحسن طباطبائی۔ ایم بی کلکتوی

دنیا والوں کو اہل دنیا سے غرض
زاہد کو فقط خیال عقبیٰ سے غرض
ہمکو نہیں ماسوا سے مطلب اے حسن
تجھ سے غرض تیری تمنا سے غرض

وصل میں پردہ زمانہ سے نیا انداز ہے

نتیجۂ فکر عالیجناب مولانا سید علی عباد صاحب قبلہ طیبؔ زنگی پوری

آج تو ہر ہر قدم پر اک حجاب ناز ہے
وصل میں پردہ زمانہ سے نیا انداز ہے

عشق میں ہم ایک کر دینگے زمین و آسماں
اُن کو چھپنے پر تو ہمکو جستجو پر ناز ہے

قطعہ

جب اُٹھانا ہی نہ تھا پردہ حریم ناز کا
جذب کامل پھر بلایا کیوں ہمیں کیا راز ہے

کیا کہینگے بدگماں اغیار پوچھینگے اگر
ہے بھی کچھ پردہ میں یا آواز ہی آواز ہے

کیا عناں ہے دست مدح صاحب معراج میں
توسن طبع رواں کیوں مائل پرواز ہے

تاجدار کشور لولاک یعنی مصطفےٰ
مالک اورنگ وحدت کو بھی جس پر ناز ہے

تم تو سنکر لن ترانی غش ہوئے تھے اے کلیم
آج دیکھو حق سے ملتا اک سراپا ناز ہے

ہر قدم رک رک کے چلتا ہے ادب آموز قدس
اُدن منی کی اِدھر آواز پہ آواز ہے

قطعہ

گو نبوت سے سمجھتے ہیں کہ حق کا راز ہے
دل مگر کہتا ہے پہچانی ہوئی آواز ہے

مسند حد تقرب پر ہے محبوب خدا
اطلس عرش معظم فرش پا انداز ہے

کیوں نہ وہ نعلیں ہوں تاج سر عرش بریں
جنکے ٹانکوں میں نہاں دست خدا کا راز ہے

پیش حق یکساں ہیں دونوں مصطفےٰ و مرتضےٰ
اک حبیب خاص ہے اک عاشق جانباز ہے

ارمغان نعت

نتیجہ فکر عالیجناب مرزا باقر علی صاحب آفسر بی اے منشی فاضل لکھنؤ

کون و مکاں ہیں جلوۂ انوار مصطفےٰ ۔۔۔ ہیں مہر و ماہ پرتو انوار مصطفےٰ

ہو نام یا الٰہی روش ناتمام کا ۔۔۔ افزوں امید سے ہیں مددگار مصطفےٰ

اللہ رے اوج منزل محبوب کبریا ۔۔۔ عرش بریں ہے سایۂ دیوار مصطفےٰ

پیش خدا جس امر کی ممنون تھی مجھے ۔۔۔ وہ کون ہے جنبش لب گفتار مصطفےٰ

امت کی فکر عرش سے لائی حضور کو ۔۔۔ ورنہ یہ دہر کب تھا سزاوار مصطفےٰ

خیر البشر کو حق سے نہ کیا کیا شرف ملے ۔۔۔ جبریل سا ملک ہے پرستار مصطفےٰ

دیکھے بغیر کیسے کوئی کامیاب ہو ۔۔۔ حیدر ہے جیکا روہ ہے دلدار مصطفےٰ

ہوتی تھی جلوہ نور کو حیدر سے مدام ۔۔۔ نفس نبی ہے محرم اسرار مصطفےٰ

حیدر کو مصطفےٰ سے شرف کا ساتھ تھے ۔۔۔ فرق علی بھی لائق دستار مصطفےٰ

دونوں ہیں ایک پیکر نوری کے دو رخ ۔۔۔ خود مصطفےٰ و عترت اطہار مصطفےٰ

رونق ہے مصطفےٰ سے اگر کلمات کے ۔۔۔ شبیر سے ہے گرمی بازار مصطفےٰ

مرکر حسین زندہ نکرتے جو دین کو ۔۔۔ سنسان تھی کوشش بازار مصطفےٰ

آفسر کے ایک ولولے ہیں دل میں رہ رہ کے ۔۔۔ شوق لقاء حیدر و دیدار مصطفےٰ

تاجدار اسلام کی کھلی ہوئی تعلیم

(نوشتہ عالیجناب بیباک صاحب اعلیٰ)

دنیا جانتی ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل دنیا علمی عقلی اور ذہنی پستی کی انتہائی منزلیں طے کر رہی تھی۔ خدا کی مخلوق کے دل و دماغ کو مذہبی پیشواؤں اور روحانیت کے دعویداروں نے معطل و مسخ کر رکھا تھا۔ خود انکی رگوں کا صاف و ستھرا خون چوستے اور روز روز نئے طریقوں سے انکی محنت کی کوڑی سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ غرض ان سحر کے بتوں کی فریب کاریوں اور مکاریوں نے اپنی ہی جیسی مخلوق کو نقصان پہونچانے کیلئے حوادث بت، بادشاہوں کے بت اور پتھروں کے بت و ہم خیال کے بت تیار کر کے انواع و اقسام کی غلامی میں جکڑ رکھا تھا۔ دل و دماغ سے نقد و تبصرہ کی اہلیت مفقود کر دی تھی صرف انہیں یہ بتا دیا تھا کہ خواہ تمہارا دل مطمئن ہو یا نہ ہو جبراً ہماری تلقینوں و ہدایتوں پر چلتے رہو اپنی عقل و سمجھ سے کام نہ لو ورنہ دنیا میں تمہاری سزا قتل اور مرنے کے بعد عذاب دائمی ہے۔

لیکن خدا گواہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلعم کے نور نبوت کے طالع ہوتے ہی وہ تمام زنجیریں پاش پاش ہو گئیں عزیزوں کی غلامی عبادت و سیادت سے بدل گئی پتھروں کے بتوں سے پہلے خواہشات کے بت ٹوٹ گئے مور و مل سے پہلے ان گوشت و پوست والے بتوں کو سرنگوں ہونا پڑا۔ جنھوں نے خدا کی قابل رحم مخلوق کو علم و عقل سے محروم رکھ کر انسانیت کی منور پیشانی کو نہ معلوم کب سے جہل و غلامی کے بدنما داغوں سے داغدار بنا رکھا تھا

پھر کیا تھا انہیں ایسے مذہب و راستہ کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے اصول فطری ہوں جس میں جذبات کے صحیح طور پر استعمال کرنے کی تعلیم موجود ہو جو دلوں میں نیکی پیدا کرے اور بتائے کہ شرم و حیا کیا چیز ہے۔ ظلم و تعدی کسے کہتے ہیں۔ زبردست و زیردست کیسے بنتے ہیں۔ ہم مادیت کی حکمرانی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ وہ کون سا طریقہ ہے جو ہمارا نفس تمام مادی چیزوں کا حاکم بن جائے محکوم نہ ہو۔ ہم خونریزی و تباہی اقوام کی تدبیریں نہ سوچیں۔ جو ایٹم کو مختلف شکلوں میں جائز نہ کریں آزادی کے نام سے عورتوں کو اپنی اغراض و خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ و وسیلہ نہ بنالیں۔ ایسے مشتبہ الفاظ نہ استعمال کریں جن سے بہت سے مطالب نکل سکیں جیسے مال و دولت سلطنت تمدن تہذیب اور ترقی کی گنجائش ہو لیکن عدل و انصاف قائم رہے ظلم ظلم سمجھا جائے۔ قوی ضعیفوں کے نگل جانے کا راستہ نہ تلاش کریں۔ غرض انھیں مستقبل کو ماضی سے بہتر بنانے کی فکر ہوئی یہ کیوں؟ اسلئے کہ ان سے کہا گیا کہ مانا میں نے کہ تم اپنے باپ دادا کے طور و طریق اور مذہب کے پیرو ہو لیکن اگر تمھارے باپ دادا بے وقوف و گمراہ ہوں تو تم بھی بیوقوف و گمراہ رہنا پسند کروگے؟ کیا اگر میں تمھیں ایسی بات بتاؤں یا راستہ دکھاؤں جو تمھارے باپ دادا کے طور طریق اور راستوں سے بہتر ہو جب بھی تم انھیں طور طریق پر اڑے رہو گے؟ تم کیوں نہیں قرآنی تعلیم کو غور سے سنتے جسے کہ میں تمھیں دے رہا ہوں تاکہ تمھاری ترقی و تمدن میں ایک نئے اور اچھوتے باب کا اضافہ ہو۔ افسوس! کہ تم اسکے احکام کا مذاق اڑاتے ہو۔ اسکی نعمتوں کا جو تم پر نازل کی گئیں ذکر نہیں کرتے حالانکہ بارہا میں نے اسکا یہ حکم کہ فاذکروا نعمت اللہ علیکم تم تک پہنچا دیا اور بنی آدم و خزرج کے تنازعی معاملات کے تصفیہ نے ثابت کردیا کہ وہ نعمت میں ہوں اور میری اولاد لہذا تم میرے و میری اولاد و اطیاب کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرو سمجھے خدا کا بھیجا ہوا رسول برحق سمجھو میں تمھاری اصلاح و بہبود کیلئے بھیجا گیا ہوں جس نے مجھے ایک تمھاری کتاب تعلیم و ہدایت کیلئے دیگئی ہے اس کے سوا نہ میرے پاس تلوار ہے۔ نہ فوج ہے نہ لشکر ہے۔ نہ ایک بھائی علی کے سوا کوئی دوسرا یار و مددگار ہے دیکھو میں تمھیں کوئی نیا راستہ نہیں بتاتا۔ نیا مذہب قبول کرنے کیلئے مجبور نہیں کرتا بلکہ امن امان سلامتی سے رہنے کی دعوت دیتا ہوں جو زندگی کیلئے سب سے پہلی اور ضروری چیز ہے اگر سلامتی نہیں۔ اگر زندگی کا تحفظ نہیں۔ اگر امن و اماں نہیں تو تمھیں غور کرو۔ انسان و حیوان میں کیا فرق رہ جائیگا۔ اسلئے ایسے راستہ کو اختیار کرلو جسمیں ہمیشہ سرخروئی و سربلندی نظر آئے

تمھارے سامنے نصرانیت، یہودیت۔ مجوسیت۔ الحادیت، کفریت اور بہودیت جیسی وحشت و بربریت کے راستے موجود ہیں۔ تم بس میری یہی ایک بات امن امان اور سلامتی کی ہر راستہ میں تلاش کرلو اور فروعی اجتہاد و قیاسات کے پیچ پیچ راستوں میں پڑکر پریشان نہ ہو۔

تمھیں معلوم ہے کہ میں نے کسی درسگاہ میں تعلیم نہیں پائی۔ میری پرورش جناب حلیمہ جیسی شفیق دایہ کی گود میں ہوئی۔ نہ میں نے باپ کو دیکھا نہ باپ نے مجھے دیکھا۔ ماں بھی دو سال کی زندگی کے بعد داغ مفارقت دے گئیں۔ چچا ابوطالب نے اپنے اسلام و ایمان کی قوت سے جان پر کھیل کر میری پرورش کی اور میری وجہ سے جلاوطنی کی شدید تکلیف دشمنوں کی بدسلوکیاں گوارا کیں۔ مجھے بھی انواع و اقسام کے شدائد آلام جھیلنے پڑے علی نے بھی مصیبتیں اٹھائیں مگر میں تم سے یہی کہتا رہا کہ تم واحد و یکتا خدا سے ڈرو۔ جس نے مجھے تم میں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے کتاب عطا کی ہے لہذا اسمیں صاف کہدیا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے وہی اب بالاعلان کہتا ہوں کہ اس دین کے علاوہ کوئی دین اللہ کو پسند نہیں۔ سلامتی اسی دین میں ہے یہی امن و امان کا ضامن ہے۔ اس میں امتیاز ملکی و نسلی نہیں ہے۔ یہاں تو وہی حسب مدارج زیادہ بزرگ ہے پیارا ہے۔ مقرب ایزدی ہے جو جتنا متقی ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" خواہ وہ عرب کا رہنے والا ہو یا عجم کا فقیر کے گھر پیدا ہوا ہو یا بادشاہ کے سید زادہ ہو یا غیر سید کا بچہ ہو اور اسی کا حکم ہے کہ جملہ انبیاء کی تعظیم کرو جو کچھ ان پر خدائی احکام نازل ہوئے

وہ سب قابلِ احترام ہیں سب یکسان ہیں صرف قوموں کی تحریف و تصحیف نے ان کو بگاڑ دیا اس لئے سب کے بعد دیگرے انبیاء آئے اور سچی خدائی تعلیم کو از سرِ نو پیش کیا یہ نہیں تھا کہ نئی نئی شریعتیں لائے خدائی شریعت غیر متبدل ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا میں بھی خاتم النبیین بنکر اس لئے مبعوث ہوا ہون کہ نبیوں کی بھلائی ہوئی شریعتوں کو یاد دلاؤن۔ شرک کو دور کرون نبیوں کی شریعت کو قائم کرون اور جو تفرقے امتوں نے کر رکھے ہیں یہودی و نصرانی کے ان سب کو مٹا کر ایک دین قائم کرون جس کا نام اسلام ہے۔

نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور خمس وغیرہ اس کے خاص ارکان ہیں جو خالص خدا کی توحید کے اعلان کے لئے ہیں علاوہ اس کے کچھ تعلیم یون بھی دیتا ہے کہ سچ بولو۔ انصاف کرو۔ رحم کھاؤ۔ فیاضی سے کام لو۔ ایثار کرو۔ نعمت کرو۔ خوش خلقی سے پیش آؤ۔ اچھا سلوک کرو۔ خدمت خلق اللہ کرو۔ شراب نہ پیو۔ بخل نہ کرو۔ ظلم کے پاس نہ جاؤ۔ کسی کا حق نہ چھینو۔ اترایا نہ کرو شیخی سے دور رہو تکبر کو برا سمجھو۔ حسد نہ کرو۔ رشک سے دور بھاگو کسی کو ذلیل نہ کرو۔ کسی کا مضحکہ نہ اڑاؤ۔ سود نہ کھاؤ چوری نہ کرو۔ کسی کے گھر میں بلا اجازت نہ گھسو جھگڑا فساد نہ کرو۔ گالی نہ دو ہمسایوں کی ہمیشہ مدد کرو۔ ان کے دردو غم میں شریک رہو۔ جھوٹ نہ بولو وغیرہ وغیرہ لہذا میرا کہنا مانو میری تعلیم پر عمل کرو تاکہ تمہارا ظاہر و باطن ایک نظر آئے۔ قوت ایمانی بیدار ہو سلامتی و امن پسندی کا جذبہ گردش خون کے ساتھ رگ و پے میں دورہ کرتا رہے اور بدی۔ فساد بدامنی اور ہلاکت آفرینی پاس نہ آئے بس یہ تھی وہ حقیقی تعلیم جس نے صرف تیس سال کے اندر جہالت و تاریکی کو نور سے بدل دیا وہ جو لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ان کے دل جان نثارانہ جذبہ سے معمور ہو گئے اخوت و مساوات عدل و انصاف اور ایثار بلکہ تمام کمالات ان کا زیور بن گئے جسے دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ ہدایت خلق اصلاح نفوس کا جو کام پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلعم نے چند جملوں میں نہایت آسانی سے کہہ کے دکھا دیا اور جس کا معاوضہ بجز قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کے وہ آج اربوں اور سنکھوں روپیہ کے صرفہ سے بھی انجام نہیں دیا جا سکتا ہاں اگر وہ تعلیم و ہدایت زندہ رکھی جا سکتی ہے اور اسلام کی شان قائم کی جا سکتی ہے تو اسی معاوضہ و اجر کے ادا کرنے سے یعنی مودۃ القربیٰ سے اگر آج دنیائے اسلام کو اس معاوضہ کے ادا کرنے کا خیال دل و جان سے ہوتا اور وہ جناب سرور کائنات صلعم کے اس فرمان کی جو بحکم آلہی رسول کی زبان وحی ترجمان سے امت تک پہنچا تھا تو اسلامی دنیا میں یہ خلل و فشار و دنمانہ ہوتا کہ جس کا جو جی چاہتا ہے اسلام کی باگ کو کھینچے لئے چلا جا رہا ہے دیگر مذاہب کے لوگ طعن و تشنیع کی آوازے بلند کر رہے ہیں۔ کہیں معاذ اللہ منقصت رسول ہوتی ہے کہیں ان کے انھیں قرابت دارون کے اعزاز و اقتدار پر ناروا حملے ہوتے ہیں جنکی مودت اجر رسالت ٹھہرائی گئی تھی تعجب تو اس کا ہے کہ جب مسلمانوں کی نگاہ تلاوت کرتے وقت اس آیہ وافی ہدایہ پر پڑ جاتی ہے تو ان کا دل محجوب ہو کر کیوں انھیں نصیحت حاصل کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

واللہ! اگر آج بھی جمہور مسلمان ایک رائے ایک زبان اور ایک دل ہو کر اس حکم آلہی کی تعمیل پر آمادہ و مستعد ہو جائیں اور مودۃ قربیٰ کا سوال روح رسول کے سامنے پورا کرنے لگیں تو اسلام اسلام ہوا جاتا ہے اور اس کی وہ کھوئی ہوئی عظمت و شوکت یوماً فیوماً عود کرتی دکھائی دینے لگے۔ بس اے معبود دور موجودہ کے مسلمانوں میں اس حکم کی تعمیل کا جذبہ تو اپنے کرم و رحم سے پیدا کر دے۔

منکرین ختم نبوت

(کی)

رگہائے غفلت پر نشتر احساس

نوشتہ عالیجناب مولانا ظہیر حسن صاحب فخر الافاضل از مدرسۃ الواعظین
لکھنؤ

مسئلہ ختم نبوت اسلام کا وہ معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جسکے متعلق اکثر ارباب تحقیق نے اپنے قلم کی جولانیاں دکھا کر اخبارات کے دامن کو جواہر ریزوں سے پر کردیا ہے اسلئے مجھے اس مضمون میں کوئی نئی چیز نہیں پیش کرنی ہے بلکہ درحقیقت اسی قصہ پارینہ کو دہرانا ہے جسکی یاد امتداد زمانہ نے دلوں سے محو کردی ہے اور دراصل اُسی مٹتے ہوئے نقش کا ابھارنا مقصود ہے جسکے خط وخال کو لامذہبیت کے تیز وتند جھونکوں اور کفر والحاد کی مسموم ہواؤں نے اس طرح دھندلا بنادیا ہے کہ اب اسکی حیثیت صرف نقش ونگار طاق نسیان کی سی ہوکر رہگئی تھی ورنہ اگر چشم بصیرت ہوتی تو یہی روشن نقوش چراغ جادہ منزل بنکر نام نہاد دعویداران نبوت کی رہنمائی کے لئے کافی تھے۔ ابتدائے آفرینش ہی سے کچھ یہ ہوتا آیا ہے کہ آفتاب صداقت وحقانیت کے سامنے بغض وحسد کے چراغ بھی نام ونمود کے لئے روشن ہوتے رہے لیکن چند لمحوں میں یہ باطل شمعیں کافور ہوگئیں۔

انیسویں صدی کے دور لامذہبیت وانقلاب میں جہاں اور نئے واقعات رونما ہوئی ہیں وہاں یہ واقعہ بھی قابل لحاظ ہے کہ نام نہاد مسلمانوں کی اک جماعت نے رشتہ نبوۃ میں اک ایسے مجہولے کوڑی کو پرونا چاہا ہے جو اپنی آب وتاب کی بدولت کسیطرح اُن سچے موتیوں کی صف میں جگہ پانے کا مستحق نہیں ہے لیکن ہم اسوقت شخصی حیثیت سے قطع نظر کرکے قرآن واحادیث کے اُن حقائق کو منظر عام پر لانا چاہتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوجائے کہ اسلام کا نظریہ ختم نبوت کے متعلق کیا ہے اور جدید دعویداران نبوۃ کہاں تک اپنے دعوی میں حق بجانب ہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیتیں بابانگ دہل آواز دے رہی ہیں کہ سلسلۂ نبوت حضرت سرورکائنات پر ختم ہوگیا اور آپ اس سلسلہ کی آخری کڑی ستھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ (پ ۲۲ سورۂ احزاب)

محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت سے صاف مستفاد ہوتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ سرور کائنات تک پہونچکر منتہی ہوگیا چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علامۂ جلال الدین سیوطی ودیگر اجلۂ مفسرین علماء نے یہ تحریر فرمایا ہے ختم اللہ النبیین محمد وکان آخر من بُعث یعنی خداوند عالم نے نبوت محمد پر ختم کردی اور آپ سب سے آخری نبی تھے یہی اسلام کا وہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جسکے آگے بڑھنا کفر وارتداد کی حد تک پہونچا دیتا ہے پھر منکرین ختم نبوت کے اسلام کا سفینہ کس ساحل پر لگتا ہے اسے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ مذکورۂ بالا آیت میں چونکہ لفظ خاتم ارشاد ہوا ہے اسلیے ہم اسکی تحقیق کرلینا چاہتے ہیں کہ اس لفظ کے حقیقی معنی کیا ہیں۔ لفظ خاتم کے معنی حسب ذیل ہیں۔

الخاتم والخاتم بکسر التاء والختیام والخاتام بمعنی واحد ومحمد خاتم الانبیاء۔ (صحاح جوہری)

یعنی خاتم اور خاتم ونیز خاتام وختیام کے ایک ہی معنی ہیں اور اسی معنی سے محمد خاتم الانبیاء ہیں۔

الخاتم آخرہم الذی ختموا بہ وختمہم علی قرءۃ عاصم بالفتح (بیضاوی ومنتہی الارب)

خاتم کے معنے سب کا آخر جس پر وہ سب ختم ہوجائیں جسنے سب کو ختم کردیا جیساکہ عاصم نے بالفتح پڑھا ہے۔

ایک جماعت مسلمین کا یہ خیال تھا کہ خاتم الانبیاء بالفتح ہے جسکے معنی مہر کے ہیں اس سے ختم نبوت ثابت نہیں ہوسکتی لیکن مذکورۂ بالا لغات کی فیصلہ کن تحریروں نے یہ ثابت کردیا کہ جو مفہوم خاتم کا ہے وہی بعینہ خاتم بالفتح کا ہے اور ظاہر بھی یہی ہے کہ جب خاتم کے معنی مہر کے ہیں تو

مہر ہمیشہ آخر مین لگائی جاتی ہے گویا سرور کائنات کی ذات تبارک مہر نبوۃ ہے جسنے دفتر نبوۃ کو بند کر دیا۔ دوسری آیت ملاحظہ ہو۔

وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرًا ونذيرًا ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔

(سورۂ سبا)

ہمنے تمھین تمام بنی نوع انسان کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے

ارباب انصاف ذرا اپنی عقل حق پسند سے کام لین تو یہ حقیقت بے نقاب ہوئی جاتی ہے کہ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافۃ الناس کی جانب مبعوث ہوئے ہین اور آیندہ نسلون پر بھی لفظ ناس کا اطلاق اسی طرح ہوگا جسطرح موجودہ افراد انسانی پر ہوتا ہے لہذا رسالتمآبؐ ہی ان تمام لوگون کے نبی اور رسول واجب الطاعۃ ہین اسلئے کسی جدید نبی کی ضرورت نہین ہے۔ اس خیال کی تائید ذیل کی آیت سے بھی ہو رہی ہے یا ایها الناس انی رسول الله اليكم جميعًا اے گروہ مردم مین تم سب کا نبی ہون ایک تو لفظ ناس ہی سے مفہوم ختم نبوۃ ادا ہو رہا تھا لیکن زبان قدرت نے مزید تاکید کے لیے جمیعا کی لفظ بھی اضافہ کر دی جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ تا قیامت جتنے بھی انسان ہون گے ان سب کے نبی اور رسول حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین لہذا اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہین ہے خصوصًا حدیث بعثت الی الاحمر والاسود جو مسلم بین الفریقین ہے اسے پیش نظر رکھکر یہ خیال حقیقت کی منزل سے اور قریب تر ہو جاتا ہے کہ جب رسالتمآب کی نبوۃ نبوۃ عامہ تھی تو آپ کی ذات تمام موجود اور آیندہ نسلون کے لیے واجب الطاعۃ تھی ورنہ حدیث کے عام معنی کے بالکل خلاف ہو جائیگا۔

قابل التفات یہ امر ہے کہ سرور کائنات کے بعد اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہوگا تو اسکی دو حیثیتین ہو سکتی ہین اول یہ کہ وہ خود صاحب شریعت اور صاحب کتاب ہو دوم یہ کہ وہ نبی بھی سرور کائنات ہی کی شریعت کا پابند ہو کر اسی دین کی تبلیغ و تکمیل کرے۔ لیکن یہ دونون صورتین باطل ہین اول اس لئے کہ کسی جدید شریعت کی احتیاج اسیوقت ہوتی ہے جبکہ اس سے پہلے کی شریعت ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ناکافی و نامکمل ہو اس صورت مین لازم آئیگا کہ دین محمدی ایک ناکافی اور غیر مکمل دین ہو اور ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اسمین بہت سی کمی موجود ہے حالانکہ اسلام کا اتفاقی شدہ مسئلہ ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے اور تا قیامت باقی رہنے والا ہے اس لئے کوئی مسلمان اسکے خلاف تخیل قائم نہین کر سکتا۔ دوسری صورت اس لیئے باطل ہے کہ اگر رسالتمآب کے بعد کوئی جدید نبی اسی دین و شریعت کی و تبلیغ کے لیے آئے تو اسکے صریحی معنی یہ ہوے کہ شریعت محمدیہ اور دین اسلام حد کمال تک نہ پہونچا اور اسکی تکمیل تبلیغ نہین ہوئی حالانکہ قرآن مجید کی یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ دین اسلام مکمل ہو چکا

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔

مین نے تمھارے لیے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمھارے دین اسلام سے مین راضی ہو گیا

آیت مذکورہ کے بموجب دین اسلام ایک مکمل دین ہو چکا اور اسکی تبلیغ بھی حد کمال تک پہونچ چکی اسلیئے عدم اختتام نبوۃ کا تخیل بے معنی قائم کرنا درحقیقت دامن رسالت پر تقصیر کا ایک بدنما دھبہ لگانا ہے (نعوذ باللہ من ذلک)

ایک شبہہ کا ازالہ

ختم نبوۃ کے متعلق مختلف آیتون سے شبہات پیش کیے جاتے ہین جو صرف جہلا کی غلط انداز نگاہون کا نتیجہ ہے درحقیقت انکے ذہن رسا کی تمام بلند پروازیان ان حقائق و معارف تک پہونچنے سے قاصر ہین جو قرآن کے دامن مین مخفی ہین ورنہ باطن شناس نگاہون کے لیے کوئی گنجائش شبہہ نہین ہے بہر حال وہ آیتین حسب ذیل ہین۔

الله يصطفي من الملائكة رسلا ومن الناس ان الله سميع بصير۔ (سورہ حج)

خداوندعالم ملائک اور آدمیون سے رسول منتخب کرتا رہتا ہے خدا سننے والا
اور جاننے والا ہے

یابنی آدم اما یاتینکم رسل یقصون علیکم ایاتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون -
(سورہ اعراف)

اے گروہ مردم جب تمھارے پاس رسول آتے رہینگے پس جو شخص متقی بنے گا اور عمل صالح کرے گا اسپر خوف نہوگا اور وہ نہ محزون ہوگا

ازین قبیل متعدد روایتین ہین جسمین بعثت انبیاء کا تذکرہ موجود ہی شبہہ کا دار و مدار صرف اسپر ہے کہ خداوندعالم نے فعل مضارع استعمال کیا ہے جسکے معنی استمرار فعل کے ہوتے ہین لہذا بعثت نبی سلسلہ مستمرا اور دوامًا قائم رہے گا اور رسالتماب کے بعد بھی خداوندعالم انبیا کو مبعوث کرتا رہے گا -

اس شبہہ کے جواب مین ہم ایک معیار پیش کرنا چاہتے ہین جس سے تمام شبہات خودبخود دفع ہوجائینگے وہ یہ کہ فعل مضارع کی دلالت استمرار اور دوام پر نہین ہوتی بلکہ صرف حدوث وتجدد فعل پر ہوتی ہے چنانچہ علامہ رازی نے نہایۃ الایجاز مین فرمایا ہے کہ جملہ اسمیہ دوام وثبوت پر دلالت کرتا ہے اور جملہ فعلیہ صرف حدوث اور تجدد یعنے کسی فعل کے باربار واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن تجدد کے مفہوم کے صدق کے لیے صرف چند بار کسی شئے کا متجدد ہونا کافی ہے مگر اس سے استمرار کا مستفاد ہونا دعوی بلادلیل ہے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دروس البلاغہ مین ذیل کا شعر اس امر کی مثال مین پیش کیا گیا ہے کہ فعل مضارع کی دلالت صرف تجدد پر ہوتی ہے ؂

او کلما وردت عکاظ قبیلۃ   بعثوا الی عریفھم یتوسم

یعنے جب بازار عکاظ مین کوئی قبیلہ وارد ہوتا ہے تو میری جانب لوگ اپنے سردار کو بھیجتے ہین تاکہ وہ پہچانتے جاتے رہین اگر اس شعر سے استمرار ثابت ہو تو معنی شعر یہ ہونگے کہ "وہ ہمیشہ تاقیامت پہچانتے جاتے رہین ظاہر ہے کہ اسے کوئی عقل تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوسکیگی بلکہ مقصد صرف اس کام کا اکثر و بیشتر ہونا ہے اسکا نام تجدد فعل ہے اس تحقیق سے تمام شبہات خودبخود حل ہوگئے یعنے خداوندعالم نے اللہ یصطفی الخ مین فعل مضارع ارشاد فرماکر اس امر کی جانب اشارہ فرمایا کہ وہ اکثر و بیشتر نئے نئے انبیاء کو مبعوث کرتا رہتا ہی چونکہ اُسنے آدم سے خاتم تک متعدد انبیاء بھیجے لہذا بعثت انبیاء مین تجدد ثابت ہوگیا اور اللہ یصطفی کا مفہوم بھی صادق ہوگیا لیکن اس سے استمرار کا ثابت ہونا اور تاقیامت سلسلہ نبوۃ کا قائم رہنا بالکل دعوی بلادلیل ہی جسکا ثبوت کسی فن کی کتاب سے ممکن ہی نہین -

یہانتک آیات سے بحث کرنے کے بعد ہم اُن احادیث کی طرف رجوع کرنی چاہتے ہین جن سے صراحتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ سلسلہ نبوۃ سرور کائنات کی ذات پر ختم ہوگیا - ملاحظہ ہو

سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی - مشکوۃ ص ۴۶۵ درمنثور جلد ۵

میری امت مین تیس کاذب نبی ہونگے سب یہ خیال کرینگے کہ مین نبی خدا ہون درانحالیکہ مین خاتم الانبیا ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہے -

مثلی ومثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فاتمھا الا لبنۃ واحدۃ فجئت انا فاتممت تلک اللبنۃ .
(بخاری ومسلم)

میری اور انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اُسے مکمل کردیا صرف ایک اینٹ چھوڑ دی اسکو مین نے آکر تمام کردیا -

قال رسول اللہ انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین
مشکوۃ صفحہ ۵۱۳

رسول نے فرمایا کہ مجھے خدا کے نزدیک خاتم النبیین لکھا گیا ہے -
اسی طرح متعدد احادیث معتبرہ رسالتماب سے منقول ہین جنکو

جمع کرنے سے طول کا اندیشہ ہو اس مقام پر اختصاراً تحریر کیا گیا ہے آخر میں ہم مذکورۂ بالا شبہ کو بالکلیہ دفع کرنیکے لیے ایک فیصلہ کن جواب دیکر مضمون کو ختم کرنا چاہتے ہین کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے

قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم منى هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون

ہمنے حوا اور آدم سے کہا کہ تم دونون بہشت سے چلے جاؤ پس جب تم لوگون کے پاس میری ہدایت پہونچتی رہے گی تو جو میری ہدایت کی پیروی کریگا اسپر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے ارباب انصاف بتائین کہ اگر فاما یاتینکم منی ھدی مین استمرار مراد ہے تو چاہئے کہ خدا کی ہدایت آدم وحوا کے پاس تا قیامت آتی رہے اور وہ دونون تا قیامت زندہ رہیں میں نہایت پر زور عنوان سے یہ سوال کرونگا کہ اگر فعل مضارع کے لیے استمرار ضروری ہے تو یہ آیت کیونکر صادق ہوگی اور کیا ابتک آدم وحوا زندہ ہین اور اُنکے پاس ہدایات الٰہی متواتر ابتک چلی آتی ہیں نہین اور ہرگز نہین پھر جب باوجود فعل مضارع ہونے کے استمرار باقی نرہا بلکہ ہدایات الٰہی جو آدم وحوا تک پہونچی تھین جن کا اُن سے خاصکر وعدہ کیا گیا تھا اُن کا سلسلہ آدم وحوا کے انتقال کے بعد اُن سے منقطع ہوگیا تو اما یاتینکم رسلی مین بھی استمرار لازم نہین ہے بلکہ جسطرح آدم وحوا کیلیے چند بار خدا کیجانب سے ہدایتین آئین جو تجدد کا حقیقی مفہوم ہے اسیطرح متعدد بار انبیا کی بعثت ہوچکی اور تجدد بعثت ثابت ہوچکا لیکن رسالتمآب کے بعد پھر جدید نبی کا آنا بغیر کسی دوسری دلیل کے ان آیات سے ثابت نہین ہوسکتا۔

حبیب خدا اشرف المرسلین ہے

نتیجۂ فکر بلند عالیجناب سید اولاد حید صاحب فوق بلگرامی

بپا آج میلاد خیر البشر ہے   نمایاں دلوں پر خوشی کا اثر ہے
سرت سے تازہ ہر اک خشک و تر ہے   شجر میں جو گل ہے تو گل میں ثمر ہے
فضا کہہ رہی ہے یہ ارض و سما کی
کہ آتی ہے دنیا میں رحمت خدا کی

ندا دے رہی ہے یہ باد بہاری   کہ آتی ہے محبوب حق کی سواری
ازل سے جو تھی زینت عرش باری   وہ زینت زمین پر خدا نے اتاری
کوئی سمجھے قدرت خدا کی کہاں سے
زمین بڑھ گئی اوج میں آسمان سے

زمین کیوں نہ بڑھ جائے آج آسمان سے   نکیوں اسکی رونق ہو اونچی جہان سے
نہ کیونکر مقابل ہو یہ لامکان سے   نہ کیونکر فزوں تر ہو عقل و گمان سے
یہ نیرنگ قدرت نظر کے قرین ہے
زمین آسمان آسمان اب زمین ہے

وہ خوشبو ہے جس سے جہان ہے معطر   مشام و دل و جسم و جان ہے معطر
زمین تا سر آسمان ہے معطر   فضائے زمین و زمان ہے معطر
شمیم ارم آج اترا رہی ہے
محمد کی خوشبو تمام آ رہی ہے

یہ نکہت نہ گل میں نہ مشک ختن میں   یہ خوشبو نہ خلد بریں کے چمن میں
مہک یہ نہ نسرین میں نے نسترن میں   یہ بو باس آئے کہاں یاسمن میں
یہ نکہت ہے بے مثل ارض و سما میں
سلیمان اڑاتے تھے اسی کی ہوا میں

یہ خوشبو یہ نکہت یہ باد بہاری   علامت ہے تقریب آمد کی ساری
صبا عطر میں ڈوب کر یہ پکاری   چلی عرش سے مصطفٰے کی سواری
خوشی سے ہے باد صبا جھوم اٹھی
کہ رحمت کی چاروں طرف دھوم اٹھی

زمانہ میں ہے خیر و برکت کی آمد   سعادت عبادت بشارت کی آمد
درود و کرم ہے عنایت کی آمد   محمد کی آمد ہے رحمت کی آمد
زیارت ہوئی خاتم المرسلین کی
یہ رحمت ہے خاص ارحم الراحمین کی

نوید مسیحا کی آئی بشارت   کہ ہے صاف من بعدی اسمہ احمد عبارت
ہوئی نور فاران کی روشن اشارت   مکمل ہوئی دین حق کی عمارت
وہ وحدانیت کا سبق دینے آیا
زمانہ کو پیغام حق دینے آیا

وہ آتا ہے جو جان انسانیت ہے   وہ آتا ہے جو روح انسانیت ہے
وہ آتا ہے جو نور انسانیت ہے   وہ آتا ہے جو شان وحدانیت ہے
وہ آتا ہے امن و امان جس کا دین ہے
جو بندوں کا ضامن خدا کا امین ہے

وہ مصلح کہ جسکا عمل صلح کل ہے   وہ عادل کہ جسکی عدالت کا غل ہے
وہ سرور کہ سر دفتر جزو کل ہے   وہ ہادی لقب جسکا ختم الرسل ہے
بتائے طریق مدارات جس نے
سکھائے اصول مساوات جس نے

وہ شاہد بھی ہے اور مشہود بھی ہے   وہ قاصد بھی ہے اور مقصود بھی ہے
وہ غائب بھی ہے اور موجود بھی ہے   محمد بھی ہے اور محمود بھی ہے
وہ رہرو بھی ہے اور ہے راہبر بھی
بشر بھی ہے وہ اور خیر البشر بھی

رسولوں میں اعظم نبیوں میں اکرم   حسینوں میں محبوب رب دو عالم
نظام الٰہی کا دستور اعظم   وہ اخلاق خالق کا خلق مجسم
محبت ہے الفت سے پیغمبری کی
مچی دھوم جسکی جہان پرودری کی

اگر دوستوں سے ملاقات رکھی   عدو پر بھی چشم عنایات رکھی
نبی ہو کے انسانیت ساتھ رکھی   بڑی شان رکھی بڑی بات رکھی
گراں قدر تھا جزو روحانیت کا
نہ گھٹنے دیا وزن انسانیت کا

بزرگوں کی کرتے تھے عزت زیادہ   پر اُن سے بھی بچوں پہ شفقت زیادہ
بہت گو تھا کار رسالت زیادہ   صحابہ سے بھی پر ذرہ صحبت زیادہ

یہ بکار تھوڑی جو میگوئیاں تھین
ہدایت کے پردے مین دلجوئیاں تھین

یہ تسلیم تعلیم اخلاق کی تھی　　محبت کی الفت کی اشفاق کی تھی
غرض صرف یہ اطبع مشتاق کی تھی　　کہ مخلوق سب ایک خلاق کی تھی

بلا فرق سب پہ خدا مہربان ہے
بشر طفل ہو پیر ہو یا جوان ہے

پسند آپکو اشتراک عمل تھا　　رہی سب کے کامو نمین شرکت ہمیشہ
نہ کرنے دیا کام خادم کو تنہا　　گئے آپ دریا تو اسکا بٹایا

غلام آگ مطبخ مین سلگا رہا تھا
حبیب خدا لکڑیاں لا رہا تھا

اگر بارکش کوئی رستے مین پایا　　کہ تھا بار نے اسکو خستہ بنایا
اُسے روک کر بار اسکا بٹایا　　مکان تک اُسے بار کے ساتھ لایا

یہ اخلاق دنیا مین ضرب المثل تھا
پیمبر کا یہ اشتراک عمل تھا

توکل کے اصل معانی بتائے　　قناعت کی قوت مناسب دکھائے
معیشت کے سارے طریقے سکھائے　　کہ ہر شخص دنیا کی کوشش لگائے

نہین کاہلی ہی قناعت مین داخل
طلب رزق کی ہے عبادت مین داخل

توکل مین تھا کون حضرت سے بڑھکر　　قناعت مین شاہ رسالت سے بڑھکر
نہ تھا زہد زہد نبوت سے بڑھکر　　عبادت نہ انکی عبادت سے بڑھکر

توکل قناعت بھی کرتے تھے حضرت
پئے رزق اجرت بھی کرتے تھے حضرت

یہ اجرت بھی تھی بہر تعلیم امت　　کہ پیدا ہو لوگون مین فکر معیشت
بلا ریب رزاق ہے رب عزت　　مگر سعی فی الرزق ہی حکم قدرت

معطل رہین ہم نہ حق کے کرم پر
کہ فکر معیشت بھی واجب ہے ہم پر

زبانی نہ یہ حکم خالی سنایا　　عمل کرکے خود آپ نے کر دکھایا
کسی دن جو کھانے کو گھر مین نہ پایا　　تو اجرت پہ باغ مین پانی پلایا

رسالت بھی ہے سعی مشکور بھی ہے
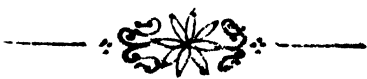
شہنشاہ کونین مزدور بھی ہے

بتایا گنہ گھر مین بیکار رہنا　　نگاہون مین گھر بار کے خوار رہنا
ہمیشہ ہی محتاج و نادار رہنا　　خجل ہو کے گھر بار پر بار رہنا

مصیبت ہے آفت ہے درد و بلا ہے
یہ بیکاری انسان کی قہر خدا ہے

ہمین دیگئے دین کامل وہ حضرت　　ہوئی دین و دنیا کی پوری ضرورت
کہان ہم ادا کر سکین شکر نعمت　　رسالت یہ نعمت ہے رحمت نبوت

ہمارے لیے یہ شرف کم نہین ہین
کہ ہم امت سید المرسلین ہین

دیا ہمکو رحمت نے ایمان رحمت　　کہ ہے ظل اسلام دامان رحمت
پیمبر دیا وہ جو ہے شان رحمت　　ہر ایک شان جسکی ہے شایان رحمت

کوئی آپکے مرتبہ کا نہین ہے
حبیب خدا اشرف المرسلین ہے

ہوئی عرش اعلی پہ جسکی ضیافت　　ملی قاب قوسین کو جسکی رفعت
پیمبر ادھر تھے اُدھر نور قدرت　　وہ پر لطف صحبت وہ خلوت وہ جلوت

سنا ہے عجب رازداری ہوئی ہین
خدا و محمد مین باتین ہوئی ہین

کلیم زبان نے کہا کیا سنا کیا　　جلو خانہ لامکان مین ہوا کیا
نہ معلوم راز اس ضیافت کا تھا کیا　　کہ مہمان کو میزبان نے دیا کیا

کرشمات قدرت کی یہ کیفیت تھی
بہم عبدیت اور معبودیت تھی

نہین ختم مضمون کی اے وقف صورت　　نہ یکجا خیال اور نہ یکسو طبیعت
پراگندہ وقت و پراگندہ حالت　　غنیمت سمجھ لو جو ہو جائے خدمت

کسے ذوق فکر اور شوق سخن ہے
خموشی زمانہ سے قفل دہن ہے

✽

غرض بعثت

نوشتۂ عالیجناب مولانا حکیم سید مظاہر حسن صاحب قبلہ حسن فرقانی امروہوی

جس طرح یہ امر روز روشن سے مانند ظاہر ہو رہا ہے کہ قیام نظام عالم تمدن واجتماع پر موقوف و منحصر ہے اسی طرح یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ تمدن واجتماع کا شیرازہ شرعی آئین وضوابط کے استحکام واترام پر مبنی ہے اور شرعی احکام وقوانین اسوقت تک غیر مفید ہیں جب تک ان قواعد وضوابط کو کما حقہ جاننے اور دیگر بنی نوع کو سمجھانے والے کے وجود سے دنیا خالی ہو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ جبتک مؤید من اللہ تعالے بعثت عمل میں نہ آئے قیام نظام عالم ناممکن ہے مثلاً ایک انسان کو اپنی ذاتی بقا اور شخصی ترقی کے لیے کھانے (ماکل) پینے (مشرب) پہننے (ملبس) کے سلسلہ میں متعدد اشیاء کی ضرورت ہے اور اسی طرح رہنے سہنے (مسکن) کے لیے مکانات اور بقاء نسل کے لیے تاہلی زندگی اور رشتہ ازدواج کی شدید حاجت ہے اگر انسان ان کل حاجتوں کو اپنی قوت بازو سے (تنہا) پایۂ تکمیل کو پہونچانا چاہے تو اسکی تمام عمر ایسی کدوکاوش میں صرف ہو جاوے اور یہ تمام ضروریات اسکے انفرادی سعی سے پوری نہو سکیں گی بنابریں وہ ان مقاصد کے حصول میں دیگر بنی نوع کی مشارکت اور معاونت کا محتاج ہے کوئی زراعت اختیار کرے تو کوئی نجاری کی جانب مائل ہو کسی کو پارچہ بافی میں ید طولی حاصل ہو تو کوئی خیاطی سے ماہر ہو غرض یہ تقسیم عمل نہایت ضروری اور لازمی ہے بغیر اسکے کام نہیں چل سکتا اور مشارکت میں تصادم ونزاع کا ہونا لابدی ہے کیونکہ انسان فطرۃً اپنا فائدہ چاہتا ہے خواہ کسی دوسرے کا نقصان ہی کیوں نہو لیکن اسکو اپنے فائدہ سے مطلب" دوسرے کے نقصان کی کیا پرواہ" یہی فطرت فتنہ وفساد اور بربادی نظام کا باعث ہے جو دنیا کو رزمگاہ بناتی ہے۔

اسی بناء پر خالق رحمت کی رحمت کاملہ مقتضی ہوئی کہ وہ ہر زمانہ میں اس عہد کی ضرورت کے موافق ایک ایسا مستحکم قانون بھیجے جو ایک دوسرے کے درمیان رشتہ مساوات استوار رکھے اور کوئی شخص کسی کی آزار رسانی کی طرف مائل نہو چنانچہ از آدم تا خاتم یہی سلسلہ جاری رہا سرور عالم کی بعثت سے قبل دنیا میں کفر وضلالت کا سیلاب ۔ فتنہ وفساد کا طوفان نہایت تیزی سے موجزن تھا خدا کے گھر پر آدمی خداؤں (بتوں) کا قبضہ تھا چار جانب جنگ وجدل اور خونریزیوں کا بازار گرم تھا آتش کدے روشن تھے لڑکیاں زندہ درگور کی جاتی تھیں معمولی معمولی باتوں پر میدان کارزار گرم ہو جانا کوئی خاص بات نہ تھی لوٹ مار قتل وغارت کرنا عام ہو رہا تھا نیکی ۔ ہمدردی ۔ رحم وکرم رواداری خدا پرستی کے بجائے بدی ۔ سفاکی ۔ ظلم ۔ خونریزی ۔ لوٹ غارتگری ۔ مخلوق پرستی جیسی قبیح اور نا ملائم عادات انسان پر مسلط تھیں جنکے دور کرنے کے لیے نہایت اولو العزم انسان اور ایک اعلیٰ کیرکٹر کے ریفارمر کی اشد ضرورت تھی ۔ چنانچہ وہ مبارک ترین دن (۲۷ رجب المرجب) آیا کہ انسانیت کو جادۂ مستقیم پر لانیکا ذمہ دار اس عظیم المرتبت اور محترم ہستی کو بنایا گیا جو نہ صرف فخر بنی آدم تھی بلکہ ایسے پر آشوب اور سخت ترین زمانہ میں اس منصب جلیل (ختم رسالت) اور عہدۂ بزرگ (ختم نبوت) کی حقیقی اہل تھی چنانچہ یہ مصلح اعظم لا الہ الا اللہ کی شمع روشن ہاتھ میں لیے آگے بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ظلمتکدۂ عالم کو روشن ومنور کر دیا ظلمت کفر وضلالت کافور ہو گئی ۔ اللھم صل علی محمد وال محمد ۔

رباعیات

نعت رسول پاک کا کسکو خیال ہے — عالم میں حسن سرور دین کی مثال ہے
مداح جسکا خود بخود ذوالجلال ہے — یا کوئی فرد ہمسر شاہ بلال ہے
وہ واجب الوجود یہ ہم ممکن الوجود — صنعت ہے صانع خود ہوا مائل بزم وجود
دونوں کا اک مقام میں ہونا محال ہے — اللہ کیسا آپکا حسن وجمال ہے ۔

اسلام اور دیگر مذاہب

نوشتۂ عالیجناب لالہ شفیع حیدر صاحب ضیا مدرس
ہائی اسکول بہرائچ

برخور از قرآن اگر خواہی نجات
در ضمیرش دیدہ ام آب حیات

دنیائے مذاہب اور اس کے اساس کے رکھنے والون کے حالات تاریخ کے صفحات پر موجود ہیں۔ خواہ اس قدیم ہندوستان کے ہون یا دیگر ممالک کے یون تو اپنے اپنے مقام پر ہر اپنے مذہب کا پرستار اپنے مذہب و مسلک کے والہانہ عقیدتمندی کے زیر اثر خودستائی میں مصروف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ مذہب جو الی الحق منتہی ہوتا ہے اگر اس پر عقلی ونقلی شواہد کی مہرین بھی ثبت ہیں تو بیشک ایک حد تک وہ انسانی فلاح وصلاح کا ذمہ دار اور اس کے پرستارون کی ستائش قابل سماعت ہے۔ برخلاف اون مذاہب کے جن کے الی الحق منتہی ہونیکے تو دعوے مگر عقلی ونقلی شواہد کا فقدان۔ پس ایسے مذاہب ہرگز سراہنے کے قابل اور اتباع کے لائق نہیں :۔

میں بہ یک وقت تمام مذاہب عالم کا جائزہ تفصیلاً نہیں لے سکتا نہ میرے پاس اتنا وقت نہ الواعظ کے چند صفحات اس کے متحمل مجبوراً ایک سرسری نظر چند قدیم وجدید مذاہب پر ڈالنا چاہتا ہون اور اسی کے سلسلے میں ضمناً کچھ اسلام کے اہمیت وعظمت اور اس کی ہمہ گیری کو اغیار کی زبانی بیان کرنا چاہتا ہون :۔

دین موسیٰ

جناب موسیٰ نے جس دین کا رواج دیا تھا کیا وہ اپنی حالت پر باقی رہا۔ نہ وہ دین اپنی حالت پر باقی رہا نہ توریت اپنے اصل معیار پر قائم رہی جناب سلیمان کے بعد بنی اسرائیل موسوی دین پر باقی نہ رہے بلکہ بت پرست ہو گئے تھے اصل توریت تلف ہو گئی تھی :۔

موجودہ توریت اصل توریت نہیں

توریت اگر کوئی کتاب خدا ہے تو اس کے لب ولہجہ میں حاکم ومحکوم کے جھلک نظر آنا چاہیے توریت اول سے آخر تک پڑھی جائے لیکن کہیں بھی اس کا اندازہ نہ ملے گا کہ یہ کوئی الہامی کتاب ہے۔ خدا نے جناب موسیٰ سے یون خطاب کیا اور یہ حکم دیا یا فلان امر کے بارے میں ارشاد فرمایا بلکہ اس کے خلاف اس کی انداز تحریر یہ بتلاتی ہے کہ کسی مورخ نے اسے بحیثیت تاریخ کے لکھی ہے۔

توریت اور عام وخاص کا امتیاز

کسی دین کے کوئی ایسی کتاب جسے الہامی کہا جاتا ہو اس کے تلاوت اور اوس کے احکام پر عمل کرنے کا حق جس طرح خواص کو حاصل اوسی طرح عوام کو بھی۔ برخلاف دین موسوی کے۔ عہد قدیم میں بقول ہارن صاحب کے کہ عہد عتیق کی کتابین اصل میں عبرانی زبان میں تھین (اس میں توریت بھی شامل) دو ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ ایک تو انوگرافس (یعنی جن کو خود صاحب الہام نے الہام سے کہا تھا) انہیں کے سب نسخے ناپید ہوگئے اور کوئی موجود نہیں دوسرے اپوگرافس (یعنی اصلی کتابون کے نقلین) اون کے دو قسمین تھین ایک قدیم جو یہود یون مین معتبر تھین وہ بھی معدوم ہو گئین دوسرے نئی جو سرکاری کتب خانون میں موجود ہین۔ اون کی بھی دو قسمین۔ ایک سادے قابل دوسرے عوام کے استعمال کے لائق۔ مندرجہ خیال سے چند باتین مستنبط ہوتی ہیں۔

۱۔ اصل توریت کے حامل اور واقف کار اگلے یہودی تھے
۲۔ اصل توریت کے نسخے جنکو جناب موسیٰ نے خود لکھا تھا وہ ناپید ہو گئے
۳۔ اون کی نقلین بھی صفحہ عالم سے محو ہو گئین
۴۔ موجودہ توریت غیر معتبر ہو گئی

۵۔ موجودہ نقل کے تقسیم مختلف الاحوال ہونیکے دلیل جو
اس کے مشتبہ کرنیکے لئے کافی۔

توریت کے مضامین خود اسکے بے اعتباریکے ثبت میں

کتاب خروج باب ۲ (یہ کتاب حضرت موسیٰ کے دوسری
کتاب کہلاتی ہے) ملاحظہ فرمائیے۔ میں ذیل میں چند فقرات
لکھکر ناظرین کو دکھلانا چاہتا ہوں تاکہ ناظرین خود اندازہ
لگالیں کہ ایک اولوالعزم پیغمبر اپنے قلم سے ایسے فقرات
کیونکر لکھ سکتا ہے۔ اور اس کے تہذیب اس کی کہاں تک
اجازت دیتی ہے۔

۱۔ اور موسیٰ اپنے سسر یترو کے جو مدیان (مدآئن) کا کاہن تھا
گلے کی نگہبانی کرتا تھا۔

۲۔ تب اوس (موسیٰ) نے گلے کو بیاباں کی ایک طرف ہانک دیا اور
خدا کے پہاڑ حورب کے نزدیک آیا۔

۳۔ اور جسوقت دونوں (موسیٰ و ہارون) نے فرعون سے گفتگو
کی موسیٰ اسی برس اور ہارون تراسی برس کا تھا۔

۴۔ جب موسیٰ یہواہ (خدا) کے آگے جاتا کہ اوس سے کلام
کرے تو نقاب اٹھا دیتا تھا یہانتک کہ وہاں سے باہر آتا۔

۵۔ تو جو کچھ اوس نے حکم کیا ہوتا سو وہ بنی اسرائیل سے کہتا۔

حضرت ہارون اور بت پرستی کے تعلیم

ملاحظہ ہو خروج کے کتاب باب ۲ ورس ۴ میں حضرت ہارون
کی نسبت لکھا ہے۔ معاذ اللہ ہارون نے ایک سونیکا بچھڑا ڈھالا
اور اوسکی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی اور بنی اسرائیل
سے کہا... کہ یہ تمہارا معبود ہے اور ایک قربانگاہ بناکر منادی کرائی
کہ بنی اسرائیل اوس پر قربانی چڑھائیں اور اوسکو پجوایا۔

حضرت ہارون اور جھوٹ

ورس ۲۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ہارون نے جناب موسیٰ سے
کہا کہ میں نے سونا آگ میں ڈالا تو وہ ڈھلا ہوا بچھڑا نکلا۔
اے سبحان اللہ گویا آگ نے سونیکا بچھڑا ڈھال کر جناب
ہارون کی ہدایت کی کہ تم اور بنی اسرائیل گئو پرستی کرو ایسا مذہب
ظاہر ہے کہ کب اعتبار کے لائق جس میں آگ ایک وحی نبی کے
ہدایت کرے اور وہ خود بچھڑا ڈھال کر اسکی پرستش کی دعوت دے
مندرجہ تحریر سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں جو اس مذہب کی
بے اعتباری کے لئے کافی ہیں۔

۱۔ آگ کا بچھڑا ڈھالکر ایک وحی نبی کو لاعلمی کا ثبوت دینا گویا حضرت
حضرت ہارون اسکے پہلے یہ نہ جانتے تھے کہ انکا خدا کون ہے
آگ نے گائے کے بچھڑے کی صورت ڈھال کر بتادیا کہ دیکھو تمہارا
یہ معبود ہے اس کی پرستش کرو۔

۲۔ ایک مقام پر یہ مذکرہ کہ ہارون نے حکاکی کے ہتھیار سے بچھڑے
کی صورت گڑھی اور دوسری جگہ یہ بیان کہ آگ نے اوس کی
صورت ڈھالی۔ اگر صورت اول صحیح ہے تو دوسرے بیان سے
جناب ہارون کا کذب ظاہر ہوتا ہے اور اگر صورت ثانیہ درست
تو صورت اول کا انتساب ایک افترائے محض ہے جو ایک الہامی
کتاب کے لئے کسی طرح زیبا نہیں۔

۳۔ جناب ہارون کا گئو پرستی کے دعوت دینا۔

۴۔ اوس کے قربانگاہ تیار کرکے قربانی کیلئے منادی کرانا اور
بنی اسرائیل کو اس پر آمادہ کرکے ہمیشہ کیلئے ایک غیر معبود کی
پرستش کا نقش جمانا۔

۵۔ جناب ہارون معاذ اللہ مورد وحی آلہی نہ تھے۔ ورنہ آگ
ان کو ان مزخرفات کی دعوت نہ دیتی اور بنی اسرائیل اسطرح
گئو پرستی کے بلا میں مبتلا نہ ہوتے۔

دین عیسیٰ

جناب عیسیٰ نے جس دین کی بنیاد رکھی بیشک وہ دین اپنے
مقام پر قابل اتباع اور نجات دارین کا ذمہ دار تھا۔ جناب عیسیٰ
نے اس کی اشاعت میں کتنا حصہ لیا۔ انکے نام کے ساتھ لفظ
مسیح کا اضافہ خود بتلا رہا ہے کہ اس دین کا کافی اعلان کیا اسی
لئے انکو مسیح (یعنی سیاحت کنندہ) کہنے لگے یہ دین ناسخ دین
موسیٰ اس کی بنیاد محبت کے خوش آیند اساس پر قائم۔

اسلام کب اس اخلاص سے خالی

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اے رسولؐ تم لوگوں سے کہدو کہ اگر محبت و اخلاص آلہی میں تم ثابت قدم ہو اور اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو ہماری اتباع کرو۔ یہ اتباع کوئی جبریہ نہیں بلکہ محبت کا سودا ہے پس اگر اتباع کروگے یحببکم اللہ تو خود خدا تمہارا دوست بنجائیگا تم مطلوب ہو جاؤگے وہ طالب بنجائیگا اور یہ اخلاص و محبت خالی زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ اسکا حاصل یہی ہے یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم تمہارے سارے گناہ بخشدیگا اور وہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا خدا ہے اس اسلام کے یہ اخلاص آمیز دعوت خود بتلا رہی ہے کہ جناب عیسیٰ نے جس دین کی بنیاد رکھی تھی درحقیقت وہ بھی اسلام تھا جو اس اخلاص و محبت بر آکر دلوں کے صدین ملجاتی ہیں اسی لئے ارشاد فرمایا گیا ہے ماحصل الدین الا الحب حاصل دین کیا ہے وہ صرف محبت و اخلاص ہے۔ آج لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قوانین اسلام عدالت پر قائم ہیں بیشک ایک حد تک یہ خیال صحیح ہے لیکن یہ خیال اوس حد تک صحیح ہے جہاں محبت کارفرمانہ نظر آتی ہو اسواسطے کہ جہاں محبت ہے وہاں عدالت کے احتیاج نہیں عدالت تو اوس مقام پر دخل انداز ہوتی ہے جہاں محبت کے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اسلام سراپا محبت ہے اسکے آئین و قوانین عام تر اخلاص پر قائم

اس کا داعی و نافذ مجسم رحمت و محبت اس کے تمام دعوات خلوص پر مبنی۔ اب اہل اسلام اگر اس اخلاص پر قائم نہ رہ سکیں تو یہ خود انکا فعل ہے اس کا ذمہ دار نہ خود اسلام نہ بانی اسلام۔

جناب عیسیٰ اور قوم کا سلوک

یوں تو دنیا کا کوئی ہادی کوئی راہبر قوم کے بدسلوکیوں اور اس کی دست درازیوں سے محفوظ نہ رہ سکا چہ جائیکہ جناب عیسیٰ البتہ ہر راہبر کے مدارج و مناصب کو پیش نظر رکھتے ہوئے انکے مصائب و متاعب اگرچہ وہ قوم کے ہاتھوں سے وجود میں آئے ہوں نوعیتیں بدلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جناب عیسیٰ قوم کے دست درازیوں سے نہ صرف تاہل ہی سے محروم رہے بلکہ کسی مقام پر ایک منٹ کیلئے بھی ایک اطمینانی سانس نہ لے سکے۔ آہ دنیا کا وہ سچا ہادی جو اپنی صداقت پر مریض کو شفا نابینا کو بینا مفلوج و مبروص کو تندرست اور برسوں کے مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کرتا پھرے۔ قوم اوسکے ساتھ ایسی بدسلوکیاں کرے کہ خدا کے اتنی وسیع زمین پر اسے کسی گوشہ میں امان نہ ملے۔ اور نہ صرف اون کے ساتھ یہ برتاؤ کیا بلکہ اوس دین کے جو انکے لئے فلاح و صلاح کا متکفل تھا اوسکو بھی مسخ کردیا اوس کی بھی حفاظت نہ کی۔ آہ وہ دین جس کی اشاعت میں جناب عیسیٰ نے خاک چھانی مصیبتیں اٹھائیں کٹھن سی کٹھن اغیار اور اپنوں کی ایذائیں سہیں حتیٰ کہ (بزعم نصاریٰ) دار کی دل ہلادینے والی آخری تکلیف (ایلی ایلی) آلہی آلہی کہتے ہوئے کاٹ دی اور اپنے دین کی کامیابی کی حسرت دل میں لئے ہوئے دنیا سے سدھارے اوسکو بھی اپنے حال پر باقی نہ رکھا اوس کی صورت بگاڑ دی اوسے مسخ کردیا ایک خدا کی جگہ کئی خدا کارفرما نظر آنے لگے حواریین جنھیں مورد الہام و وحی اور صاحب کرامات و معجزات تسلیم کیا جاتا ہے انکے جانب ایسی لغو باتوں کا انتساب کرنے لگے کہ وہ حواریین حواریین نہ رہے۔ ثبوت کیلئے ذیل کے اقتباسات ملاحظہ ہوں جو مثال کے طور پر درج کئے جاتے ہیں اولاً اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ اس دین کے وہ کتب جنھیں آسمانی کہا جاتا ہے انکا کیا حال ہوا وہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہیں یا نہیں۔ دوسرے خود حواریین کے مختصر سے حالات جن سے اس بات کا صحیح اندازہ ہو کہ حواریین کو کس مرتبہ پر قائم رکھا

نصاریٰ کی موجودہ کتب آسمانی اصل کے مطابق نہیں ہیں

ہارن صاحب مطابق روایت بنٹلی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اب کوئی ایک نسخہ قلمی یا چھاپے کا مقدس لکھنے والوں کے اصلی کتاب کے مطابق نہیں۔ از کتاب خیر الکلام۔

موجودہ انجیل کے رسالے

۱- انجیل متی یہ سب سے پہلے لکھی گئی ۲- انجیل مرقس ۳- انجیل لوقا (۴) انجیل یوحنا (۵) کتاب اعمال رسولان (۶) تیرہ خط پولوس کے (۷) یعقوب کا خط (۸) عبرانیوں کو خط (۹) پطرس کے دو خط (۱۰) یوحنا کے تین خط (۱۱) یہودا کا خط (۱۲) یوحنا کے مکاشفات

کتب مذکورہ کی بے اعتباری

متی کی انجیل۔ باتفاق محققان یورپ زبان عبرانی میں تھی مگر اب ناپید ہے۔ پروفیسر بائر جرمنی لکھتا ہے کہ یہ انجیل سراسر جھوٹی ہے۔

لوقا کی انجیل۔ لوقا یہ ایک طبیب تھا جو انطاکیہ کا رہنے والا تھا یہ حواریین سے نہ تھا پولوس نے اسے عیسائی بنایا تھا اس نے ۶۳ء یا ۶۴ء میں انجیل لکھی۔

مرقس کی انجیل۔ یہ بھی حواری نہ تھا نہ حضرت عیسیٰ کی صحبت پائی اس نے ۵۶ء اور ۶۵ء کے درمیان زبان لاطینی میں اس انجیل کو لکھا جس کا ترجمہ یونانی زبان میں ہوا۔

یوحنا کی انجیل۔ اور مکاشفات و خطوط ان سب کو کسی اسکندریہ کے طالب علم (وہ شاید یوحنا ہی ہوں) نے لکھا

پولوس کے خطوط۔ انکا نام اصل میں ساول تھا۔ دین موسوی کا پیرو اور مذہب عیسوی کا سخت مخالف تھا اور ہمیشہ درپئے تخریب دین عیسوی رہتا تھا مگر کسی مصلحت دین عیسیٰ کو قبول کیا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھپر نزول روح القدس ہوتا ہے اور اپنی حکمت عملی سے قوم نصاریٰ کا بہت بڑا سرگروہ بن گیا اس نے شریعت عیسوی کی کل تبدیلیں اٹھا دیں اطاعت دین موسوی سے عیسائیوں کو کلیتہً آزاد کر دیا۔

کتاب اعمال۔ فرقہ ڈمن ٹی تیس و مارسیونی و سویرنیس نے اسے الہامی کتاب ہونے سے انکار کیا۔

پطرس و یہودا اور یعقوب کے خطوط۔ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کلیسا کی تیسری جلد کے تیسرے باب میں لکھا ہے کہ پطرس کا ایک خط سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

اسی کتاب کے پچیسویں باب میں لکھا ہے کہ یعقوب اور یہود کے کل خطوط اور یوحنا کے دوسرے اور تیسرے اور پطرس کے دوسرے خط کی نسبت گفتگو ہے کہ آیا یہ انجیل نویسوں کے لکھے ہوئے ہیں یا کسی اور کے

دیگر مذہبی خطوط کے بے اعتباری

منجملہ رسائل مذکورہ کے نامۂ عبرانیان۔ نامۂ یعقوب۔ نامۂ یہودا۔ نامۂ دوم پطرس اور نامۂ دوم و سوم یوحنا اور مکاشفات کو ایک کونسل نے ۳۲۵ء میں جبراً الہامی اور تصنیف حواریین قرار دیا اسی کونسل نے جودتھ و کتاب توبیاس اور کتاب وزڈم وغیرہ کو الہامی قرار دیا جنکو زمانہ حال کے علماء نصاریٰ فرقہ پروٹسٹنٹ نے غلط اور غیر معتمد اور ناقابل تعمیل ٹھرایا (جبر الکلام)

بزرگان دین عیسوی کے حالات

متی کے انجیل باب ۲۶ درس ۴۸ تا ۵۶ اور درس ۵۷ تا ۷۴ کے ملاحظہ سے ذیل کے اقتباسات برآمد ہوتے ہیں جو اہل نظر کے لئے قابل غور و انصاف ہیں۔

یہودا اور ان کی ایمانداری

خود جناب یہودا نے حضرت عیسیٰ کو صرف تیس روپے کے معاوضہ میں دشمنوں کے ہاتھ میں دیدیا اور یہی باعث ہوئے ان کے مصلوب ہونے کے۔

پطرس اور ان کی دیانت داری

جب جناب عیسیٰ کو لوگ دربار کائفا یعنی سردار کاہنین میں لے گئے تو پطرس اوس گروہ کے ساتھ ساتھ تھے اور نتیجہ کار دیکھنے کے اشتیاق میں سب سے دور الگ بیٹھے تھے۔ جب جناب عیسیٰ کو لوگ ملامت کرنے لگے اور ان کا مصلوب ہونا طے ہو گیا تو ایک لونڈی نے جو وہاں موجود تھی یہودا کو دیکھکر کہا کہ یہ بھی عیسیٰ کے ہمراہیوں سے تھا۔ لونڈی کے اس کلام کو سن کر یہودا نے اپنی جان بچانے کے لئے اس سے انکار کیا کہ میں عیسیٰ کے ہمراہیوں سے نہ تھا۔

دیگر حواریوں کا حشر

جب جناب عیسیٰ دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے تو بقیہ

دس حواری جناب عیسیٰ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ حضرت پر کیا گذری۔

جنگ بدر و حنین و احد اور مسلمان

آج کل اہل اسلام جب دور اولین کے مسلمانوں پر فخر و ناز کرتے ہیں جن کے اسلامیت کی تعریف میں اخبارات اور رسائل کے کالم کے کالم سیاہ کرتے ہیں اون کے حالات اون مذکورہ جنگوں میں ملاحظہ فرمائیں کہ کیا تھے اور ان کے رسولؐ کی فرمائشات ان مواقع کے لئے کیا تھیں اور مذکورہ واقعہ حوارین سے اون کے واقعات کس قدر مناسبت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائے صحیح بخاری باب لیتبعن بسنن من قبلکم ذکر اعتصام بکتاب و سنت جلد ۴ صـ۱۷۶ چھاپہ مصر اس موقع پر جناب رسالتماب نے صحابہ سے خطاب کرکے فرمایا تھا کہ تم یہود و نصاریٰ کی پیروی کروگے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں جائیں تو تم بھی اس میں سما جاؤگے۔

گیارہ حوارین کی بے ایمانی جناب عیسیٰ کی زبانی

انجیل مرقس باب ۱۶ درس ۱۴ میں مرقس تحریر فرماتے ہیں پھر پیچھے وہ (عیسیٰ) ان گیارہ کو بھی جب کھانا کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور انکے بے اعتقادی اور سخت دلی پر ملامت کی۔ ان مضامین کو ملاحظہ فرما کر کوئی صاحب انصاف عیسائی ان حواریوں کو جن کو خود اون کے مرشد جناب عیسیٰ بد اعتقاد بے ایمان سخت دل بتلارہے ہوں وہ کب صاحب الہام اور قابل اعتبار ہو سکتے ہیں۔

نصاریٰ کا خدا کشتی لڑتا ہے

کتاب پیدائش باب ۳۲ درس ۲۴ تا ۳۰ میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب سے ایک شخص رات بھر کشتی لڑتا رہا لیکن مغلوب ہوئے اس نے یعقوب سے کہا کہ اب صبح ہوتی ہے مجھے جانے دے تو یعقوب نے کہا کہ جب تک برکت نہ دیگا جانے نہ دونگا (ایسی زبردستی) اوس نے ان کا نام پوچھا جواب دیا کہ یعقوب۔ کہا آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا اور برکت دی (تب خدا کی جان چھوٹی ورنہ یعقوب تو پیچھا چھوڑ کر خدا کے لپٹے تھے) یعقوب نے کہا کہ میں نے خدا کو رو برو دیکھا (جب رات بھر کشتی لڑتے رہے تھے تو کیونکر نہ دیکھا ہوگا) اور باب ۳۵ درس ۹ و ۱۰ میں ہے کہ خدا یعقوب کو پھر دکھائی دیا اور برکت بخشی اور اسرائیل نام رکھا مذکورہ مضمون سے بہت باتیں خود ہوتی ہیں جو الہامی مذہب کے لئے کسی طرح درست و زیبا نہیں ہو سکتیں

۱۔ نصاریٰ کا خدا مثل انسان کے مجسم ہے یا جسم انسانی میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

۲۔ ان کا خدا اپنے بندوں سے زور آزمائی کرتا ہے۔

۳۔ یہ خدا ایسا کمزور کہ اپنے مخلوقات سے ایک ضعیف الجثہ انسان پر غالب نہ آ سکا۔

۴۔ یہ خدا مغلوب بھی ہو سکتا ہے۔

۵۔ یہ خدا مغلوب ہو کر برکت عطا کرتا ہے اپنی رضا و رغبت سے نہیں

۶۔ یہ خدا شاید ایسا کمزور اور بخیل ہے کہ وہ جب تک کسی سے مغلوب نہ ہو کچھ عطا نہیں کرتا۔

۷۔ یہ خدا ایسا جاہل کہ اپنے بندوں کے نام بھی نہیں جانتا چہ جائیکہ عالم الغیوب ہونا ارباب انصاف غور فرمائیں کہ نہ ایسا خدا خدائی کے لائق نہ اسکا بھیجا ہوا دین و مذہب لائق اتباع ہے۔

حضرت یعقوب اور فریب

کتاب پیدائش کے ستائیسویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت اسحاق (اسحاق نبی) کی آنکھوں کے بینائی جاتی رہی اور اپنے بڑے بیٹے عیسو (عیص) کو بلایا کہ ان کے حق میں برکت کی دعا کریں تو حضرت یعقوب نے عیسو کے کپڑے پہن کر حضرت اسحاق سے دو تین دفعہ کہا کہ عیسو آپکا بڑا بیٹا میں ہی ہوں جب حضرت اسحاق نے ان کو برکت دی اور عیسو آئے اور برکت مانگی تو حضرت اسحاق نے کہا کہ تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت لے گیا۔

اس مضمون میں خاص طور پر دو باتیں قابل ذکر ہیں ایک تو حضرت یعقوب کی فریب کاری دوسرے معاذاللہ انکا جھوٹ بولنا جب انبیاء و مرسلین بھی فریب اور جھوٹ سے کام لینے لگے تو پھر عوام کا کیا ٹھکانا ہے دیگر ایسے انبیاء و مرسلین جب فریب کاری اور دغا و کذب سے اپنا مطلب نکالنے لگے تو اون کا مذہب اور اونکے

مذہب کے قوانین و آئین کب ارباب عقل و صاحبان رائے کے نزدیک وقیع اور با عظمت ہونگے اور ان پر عمل کو کہانتک جائز و درست سمجھینگے

تثلیث کی ابتدا اور اس کی تاریخ کا ایک گم شدہ ورق

بخت النصر کے بعد جب قیصر طیطوس نے بیت المقدس اور اس کے گرد و پیش کے امکنہ و مسکنہ بنی اسرائیل و یہود کو دوبارہ خراب و برباد کیا اور ان کو قتل و غارت کرکے تمام شہر کو ویران کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ خون عظیم جس سے خون جناب یحییٰ جوش مار کر نکل رہا تھا اوس کے قریب لوگون کو قتل کرکے اسقدر خون بہایا کہ جناب یحییٰ کے خون کا جوش یک لخت بند ہو گیا۔ بقیتہ السیف خوف طیطوس سے اطراف عالم میں پراگندہ ہوگئے اور اس طرح اس قوم میں ایک اختلال و انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔

فتنۂ یونس یہود

اسی اثنا میں جبکہ اس قوم میں قتل یحییٰ اور مصلوب عیسیٰ سے طیطوس کے ہاتھون اک انتشار پیدا ہوا اور دین عیسیٰ کو قوت پہونچی تو امت عیسیٰ سے ان بقیتہ السیف کا کینہ چند اور بڑھ گیا۔ حسن اتفاق سے یونس نامے ایک شخص جو حوالی عرب سے تھا اُبھرا اور اپنی قوم سے کہا کہ اگر مجھکو اجازت دو تو میں اپنی جان دیکر امت عیسیٰ میں ایک ایسا اختلال پیدا کرون جو تا قیام قیامت اوس قوم سے نہ جائے اور ابد الآباد تک کے لئے ان کا دین برباد ہو جائے۔ قوم نے بالاتفاق خوش ہوکر کہا کہ اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے یہ تو منہ مانگی مراد ہے چنانچہ یونس نے قوم کا ایما پاکر شہر انطاکیہ میں آیا اور حوارئین کی صورت کا لباس پہن کر ایک گھر میں قیام کیا اور دین عیسوی کی عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گیا۔ ایک مدت تک اسی طرح عمل کیا نہ کبھی باہر نکلتا نہ کسی سے بات کرتا نہ کسی کو اندر آنے کی اجازت دیتا۔ امت عیسیٰ اوسے عبادت عیسوی میں اس قدر جفا کش و مرتاض دیکھکر یہ جانا کہ یہ شخص شاید کوئی حوارئین سے ہو لہذا باطناً اوس سے بڑے عقیدت و ارادت رکھنے لگی اور اکثر و بیشتر اوس سے اجازت لیکر حصول فیض صحبت کے لئے اس کے پاس جمع ہونے لگی اور خواہش کرتے کہ وہ ان سب کی ہدایت کرے

یونس نے جب اون کے ارادت اور عقیدت کو اسقدر مستحکم پایا تو ایک مرتبہ اس قوم کو حکم دیا کہ اپنے علما سے میرے پاس تین عالمون کو بھیجدو تاکہ میں ہر ایک سے ایک جداگانہ راز کہون اور اور وہ تمہارے لئے ہدایت کا سبب ہو۔

مسئلہ تثلیث کی تعلیم

اوس قوم نے تین علما کو منتخب کرکے جس میں ایک نام نسطور اور دوسرے کا نام یعقوب اور تیسرے کا نام ملکا را تھا یونس کے پاس بھیجدیا۔ یونس نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اپنے عبادتخانہ میں طلب کیا اور ہر ایک کو ایک دوسرے کے خلاف تعلیم دی چنانچہ پہلے عالم سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ عیسیٰ بیمارون کو شفا دیتے اور مردون کو زندہ کرتے تھے اوس نے اسکا اقرار کیا کہ ہان حضرت عیسیٰ ایسا ہی کرتے تھے۔ پس یونس نے کہا کہ یہ انسانون کا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے بجز خدا کے کوئی اور اس قسم کے کامون پر قادر و توانا نہیں پس عیسیٰ اصل میں خداوند جہان اور دائرۂ آشکار و نہان اور کن آفرینندہ فکان تھے اسکے بعد دوسرے کو طلب کیا اور اوس سے کہا کہ میں فرستادۂ مسیح ہون و نیز تم یہ جانتے ہو کہ وہ معجزات جو عیسیٰ کے ہاتھون ظاہر ہوئے اوس کے اظہار پر بجز خدا کے اور کوئی قادر نہیں اوس نے اس کی تصدیق کی اور کہا بیشک ایسے معجزات بجز قادر مطلق کوئی اس کے اظہار پر امکان نہیں رکھتا۔ پس یونس نے کہا کہ دیکھو تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ عیسیٰ قالب عنصری رکھتے تھے اور قالب عنصری میں خدا نہیں ہو سکتا پس وہ پسر خدا تھے جو امر خدا سے زمین پر آئے اور پھر آسمان پر مراجعت کر گئے اس کے بعد تیسرے عالم کو بلایا اور اوس سے اسی قسم کی باتون کا اقرار لیکر کہا کہ دیکھو عیسیٰ اصل میں خدائے زمین تھے جو قوم میں ظاہر ہوکر تاکہ اس جہان کے نظم و نسق کو درست کرے لیکن لوگون نے اوسے قتل کرنیکا ارادہ کیا اسوجہ سے وہ نگاہ مردم سے مخفی ہو گیا اور پھر جب چاہیگا تو آشکارا ہوگا یہ کہکر خاتمہ کلام اسطرح کیا اور خاموش ہو گیا کہ دیکھو میں اصل میں اسی خبر کے پہونچانے کے لئے آیا تھا اب تم جاؤ اور قوم کو اس سے باخبر کردو۔ جب وہ تینون علما قوم میں آگئے

اس [illegible] اختلاف عظیم پیدا ہوا اور
سب ایک دوسرے کے جنگ کی نوبت آ گئے تاکہ اس مسئلہ کی تحقیق
کریں لیکن جب وہ سب جنت میں داخل ہوئے تو اسے
موجود پایا اور یہ اختلاف فساد اس قوم میں باقی رہ گیا۔ شاید یہیں
سے تثلیث کا خیال پیدا ہوا اور فساد اسکا بانی وہی پولس ہو
جو اپنے مطلب میں حسب دلخواہ کامیاب ہوا اور قیامت تک کے
لئے یہ اختلافات اس قوم میں پیدا کر گیا

پولس کیونکر مرا

علماء کے جانیکے بعد اس نے جب دیکھا کہ میں اپنے مطلب میں
حسب دلخواہ کامیاب ہو گیا اور یہ اختلال و اختلاف امت عیسوی
میں مضبوط و مستحکم ہو گیا تو اس خوف سے کہ مبادا پھر یہی
قوم پلٹ نہ آئے اور مجھے قتل نہ کر ڈالے اور میری اسکارروائی
کا بھرم نہ کھل جائے۔ اس لئے فوراً زہر کھا کر ہلاک ہو گیا اور اس
طرح ابد الآباد تک کے لئے اس دین کو خراب کر گیا۔ ایک طرف
تو پولس نے اس طرح دین میں رخنہ اندازی کی اور عقیدہ الٰہیہ
جو سرنامہ دین ہے اس میں اس طرح خلل ڈالا۔ اور ایک جانب
پولوس نے جنکا ذکر قبل اسکے گذر چکا اس نے شریعت عیسوی
و موسوی سے یکسر تمام قوم کو آزاد کر دیا۔ بہر کیف دین
موسوی ہو کہ عیسوی اب وہ دین نہ رہا جس کی اشاعت میں ان
انبیاء اولو العزم نے بڑے بڑے مصائب جھیلے سخت سے سخت
مخالفین کا مقابلہ کرنا پڑا اور طرح طرح کی ایذائیں اٹھائیں۔

اسلام اور عقیدہ الٰہی اور توحید

گو اسلام کا دامن بھی مزخرفات کے داغوں سے اہل اسلام نے
پاک نہ رکھا اور اسکے تخریب کی بھی ابتدائے اسلام ہی سے نسلاً
بعد نسل کوشش کرتے رہے اور بہت کچھ اپنے مطلب میں کامیاب
بھی ہوئے چنانچہ آج اسلام جو مختلف فرق میں تقسیم ہو گیا اسکا
بین ثبوت ہے لیکن اسلام چونکہ آخری پیغام تھا اور تا یوم
قیام [illegible] الاقتدار اس لئے قدرت نے اسے اپنے اصلی مرکز
[illegible] اسکے ذرائع ہو گئے ایک وہ جو [illegible] اسلام میں
کے ہاتھوں داغدار ہو گیا اور ایک وہ جو آفتاب کی طرح بے داغ رہا

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا قرآن کے ساتھ عمل

جس طرح توریت و انجیل کی نقل و تحریر کو خاطی ہاتھوں نے
مغشوش و مشکوک کر دیا اسی طرح قریب قریب قرون اولیٰ
کے مسلمانوں نے بھی قرآن کے ساتھ عمل کرنا چاہا اور کیا جسکے ضمن
میں اکثر و بیشتر قرآن نذر آتش بھی کئے گئے کہیں چاک کر کے
پھینکے کہیں ان کے جمع کرنیوالوں کو زد و کوب بھی کیا گیا۔ ان تمام
واقعات کا ظہور صرف اس بنیاد پر ہوا کہ یہ جمع قرآن ان کے
حسب مراد نہ ہوا تھا آخر کار جب اپنے خیال و زعم کے مطابق
قرآن جمع ہوا تو اس کی اشاعت ہوئی اور یہ قرآن آج وہی
ہے جس کی ترتیب و جمع پر اسلامی تہذیب کو بدنام کرنیوالے
وقائع ظہور پذیر ہوئے۔

کرشمہ قدرت

لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں جمع ہو
نے کے بعد بھی قرآن قرآن رہا اسکے اصل مطالب کے بتود دن
میں ذرا سا میل بھی نہ آنے دیا وہ اپنے تمام مناشی کے ساتھ باقی
رہا اور یہی اسکا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ خاطی ہاتھوں میں
پڑنیکے بعد بھی وہ اپنی اصلیت پر باقی رہا۔ چونکہ قدرت نے
اس کی حفاظت کا وعدہ خود اپنی اسی کتاب میں کیا تھا جسکا
پورا ہونا لازمی و حتمی تھا اور وہ پورا ہو کر رہا اور تا قیام قیامت یہ قرآن
محفوظ رہے گا۔

قرآن اور توحید الٰہی

دنیا کی ہر مذہبی کتاب وہی الہامی تسلیم کیجا سکتی ہے جس کی
تعلیم صاف ستھری ہو قوانین و احکامات کھلے ہوئے الفاظ میں
ہوں اور اس کی ہر تعلیم مطابق فطرت اور عقول انسانیہ کے موافق ہو
خاصتہً ان مسائل کی تعلیم جنکا تعلق عقائد سے ہو جنکے بغیر اساسی
مذہب کا استحکام ناممکن ہو۔ ایسی تعلیم اگر آپ دیکھنا چاہتے
ہوں تو قرآنی اوراق کو الٹئے جہاں ایک ایک جملہ میں اور ایک
ایک لفظ میں اہم سے اہم مسائل کو حل کر دیا یہ اس اسلامی کتاب

کا ایک ناقابل انکار دوسرا معجزہ ہے۔ دیکھیے ایک مقام پر اس خیال کے باطل کرنیکے لئے کہ نہ کسی کا والد ہے نہ مولود۔ نہ اوسکو کسی نے پیدا کیا نہ وہ خود عورت و مرد کیطرح کسی کا پیدا کرنے والا۔ نہ اوسکا کوئی ثانی بلکہ اوسکا کوئی ہم کفو نہیں کس خوبصورتی سے اور کتنے مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے

قل ھو اللہ احد۔ اے رسولؐ لوگون سے کہدو کہ ہمارا معبود اللہ واحد و یکتا ہے اوسکا کوئی ثانی نہیں۔

اللہ الصمد۔ نہ صرف وہ واحد یکتا ہے بلکہ وہ ایسا یکتا ہے جسے کسی جہات میں بھی ہم فرض نہیں کر سکتے نہ وہ کسی کے مافوق اس طرح کہ اوسکے تحت ہی کوئی شئے نہ وہ کسی کے تحت میں جسکے مافوق کوئی شئے ہو علیٰ ہذا القیاس اس طرح جمع جہات میں بھی صورت دائر و سائر ہو گی۔ مگر پھر بھی وہ سب کے مافوق مگر اوسکے تحت میں کوئی نہیں وہ سب کے تحت میں مگر اوسکے مافوق کوئی نہیں۔ وہ سب کے آگے مگر اوسکے عقب میں کوئی نہیں۔ وہ سب کے عقب میں مگر اوسکے آگے کوئی نہیں وہ مرکز کل محیط۔ مگر کسی کا محاط نہیں۔ وہ محیط کل محیط مگر اوسکا کوئی محاط نہیں۔ وہ مرجع و مرکز جمیع عوالم مگر پھر بھی سب سے الگ وہ باہمہ بھی ہے اور بے ہمہ بھی۔ وہ نہ نور ہے نہ نار نہ روح ہے نہ مادہ۔ نہ ملک ہے نہ انسان نہ نوع ہے نہ جنس نہ کم ہے نہ کیف۔ نہ فقط زمینوںکا حکمران بلکہ آسمانونکا بھی نہ فقط ذوی العقول کا بلکہ غیر ذوی العقول کا بلکہ ہر جز و کل کا پھر وہ کیا ہے اسکی خود نفی کر دی کہ میری حقیقت تمہاری سمجھ سے باہر ہے لیس کمثلہ شئی کیسی عمدہ اور صاف و ستھری تعلیم ہے اس کے بعد فرماتا ہے۔

لم یلد۔ انسانون کی طرح وہ کسی کو پیدا نہیں کرتا۔

ولم یولد۔ نہ وہ خود انسانون کی طرح کسی سے پیدا ہوا۔

ولم یکن لہ کفواً احد۔ بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی ہم سر و ہم کفو نہین

(باقی آئندہ)

اسلام اور عیسائیت کا تحقیقی مقابلہ

نوشتہ عالی جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب رضوی کراروی صدر الافاضل سرپرست شیعہ مشن کراری از مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

تاریخ عالم کے عمیق مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند عالم نے ان انبیاء کے سوا جن کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک طویل مدت حیات کا ضامن قرار دیا ہے اور جتنے انبیاء سطح زمین پر عالم وجود میں جن کر آئے اپنی مقررہ مدت کے بعد عالم اور باشندگان عالم کو خیرباد کہتے ہوئے حیات ظاہریہ سے دامن گردان لیا۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا۔۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انھیں میں کی ایک فرد ہیں جنکو خداوند عالم نے حیات طبعی سے کہیں زیادہ زندگی عطا کی ہے اسلامی اور عیسائی مسلمات سے ہے کہ خداوند عالم نے جناب عیسیٰ کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا ہے ہان البتہ ان دونون کے نظریات میں فرق اتنا ہے کہ اسلامیون کے عقائد کی بنا پر حضرت عیسیٰ اپنی حیات سمیت سطح ارض سے فلک چہارم پر اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ قرآن مجید بہانگ دہل کہہ رہا ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی الخ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندگی ہی کے عالم میں اٹھائے گئے ہیں اور اسوقت تک نزول نہ فرماوینگے جب تک حضرت امام مہدی آخر الزمان عجل اللہ کا ظہور نہ ہوگا جنکے متعلق حضرت محمد مصطفےٰ صلعم حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا کرتے تھے ابشری یا فاطمۃ المہدی منک فاطمہ یقین بشارت ہو کہ امام مہدی آخر الزمان تمہاری ہی اولاد سے ہوگا کنوز الحق بر حاشیہ جامع صغیر ج ۱ ص طبع مصر اسلامی کتابین صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ پہلے حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا اوس کے بعد جناب عیسیٰ آسمان سے نازل ہو کر اون کے پیچھے نماز پڑھینگے ملاحظہ ہو صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۵۸ طبع مصر مشکواۃ شریف ص ۴۸۱ طبع لکھنؤ تفسیر کشاف ج ۳ ص ۸۳ طبع مصر

تفسیر بیضاوی طبع لکھنؤ ارجح المطالب ص۳۷۵ طبع لاہور معالم التنزیل ص۱۱۶ لباب التاویل ج ۶ ص۱۱۶ طبع مصر المواہب اللدنیتہ ج ۱ ص۴۲۳ طبع مصر ۱۳۲۸ء ینابیع المودۃ باب ۸۰ ص۴۴۷ طبع بمبئی۔ مطالب السؤل علامہ شیخ طلحہ ابن شافعی وغیرہ وغیرہ

عیسائیون کا خیال ہے کہ ان کو یہودیون نے سولی دیدی جب وہ مرچکے تو تیسرے دن اللہ نے اُٹھالیا۔ میں کہتا ہون کہ یہ اون کا نظریہ درست نہیں ہے حضرت عیسیٰ کو نہ سولی دیگئی اور نہ وہ مرے بلکہ زندگی ہی کے عالم میں وہ زمین سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے قرآن مجید کہتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم نہ عیسیٰ کو ان لوگون نے قتل کیا اور نہ سولی دیسکے بلکہ صورت یہ ہوئی کہ وہ اشتباہ مین پڑگئے۔ بات اصل یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کو لوگون نے قید خانہ مین بند کرنے کے بعد سولی دینے کی ٹھہرائی یہان تک کہ جب سولی دینے کا وقت ہوا تو ایک شخص حضرت عیسیٰ کو قید سے باہر لانے کے لئے اندر گیا اوسی وقت خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اُٹھالیا اور اوس قید خانہ میں جانیوالے شخص کو حضرت عیسیٰ کی صورت کا کردیا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ باہر آکر کہنے لگا کہ عیسیٰ قید خانہ میں نہیں ہیں تو لوگون نے اوسے عیسیٰ سمجھکر پکڑ لیا اوس نے ہرچند سمجھایا کہ میں عیسیٰ نہیں ہون مگر ان لوگون نے ایک نہ سُنی اور سولی دے ہی دی اس خدائی راز کو بھلا عیسائی کیا سمجھ سکتے آخر وہ دھوکے میں پڑگئے کہ عیسیٰ قتل ہوگئے ہیں خدا نے ان کے ان غلط خیال کی روایت مذکورہ سے کردی۔

احمد مصطفےٰ ؐ کے بعثت کی بشارت

حضرت عیسیٰ ۲۱۔ رمضان المبارک شب جمعہ کو آسمان پر اُٹھائے گئے۔ ارشاد مفید ج ۲ ص۲ ایران۔ عروج سے پہلے آپ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے آنے کی بشارت جابجا انجیل میں دی تھی گو کہ عیسائیون نے انجیل میں اس کثرت سے ترمیم و تنسیخ کی ہے کہ وہ حد اعتبار سے قطعاً نکل چکی ہے لیکن ہم بمجبوری اوس سے تمسک کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے عیسیٰ کی زبانی بنی اسرائیل تک ہمارے پیغمبر اسلام کے آنے کی بشارت دی ہے انجیل یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۶ صفحہ ۱۳۱ طبع لاہور ۱۹۱۰ء میں ہے لیکن جب وہ وکیل آئیگا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی حق کی روح جو باپ کی طرف سے نکلتی ہے تو وہ میری گواہی دیگی اسی طرح انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ میں ہے "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہون کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤنگا تو وہ "فارقلیط" (احمد مصطفےٰ) تمہارے پاس نہ آئیگا اور اگر میں چلا جاؤنگا تو اوس کو تمہارے پاس بھیجدونگا۔ اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہوا قرآن مجید کہتا ہے واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" پ ۲۸ سورہ الصف (اے رسول وہ وقت کو یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہون اور جو کتاب توریت میرے سامنے موجود ہے اوس کی تصدیق کرتا ہون اور ایک پیغمبر کا نام احمد ہوگا میرے بعد آئینگے اون کی خوشخبری سُناتا ہون۔

انجیل یوحنا کے باب ۱۶ آیت ۱۳ ص۱۳۱ طبع لاہور میں ہے "لیکن جب وہ یعنی حق کی روح آئیگی تو تم کو تمام حق کی راہ دکھائے گی اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگی لیکن جو کچھ سُنے گی وہی کہے گی" اس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے ارشاد ہوتا ہے" وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ ہمارا احمد مصطفےٰ بلا میری وحی کے کچھ کلام نہیں کرتا انجیل میں سیکڑون مقام پر پیشگوئیان اور بشارتین موجود ہیں ہم نے مثال کے طور پر یہ دو تین لکھدین اب جی چاہتا ہے کہ کم از کم ایک ہی بشارت توریت سے بھی لکھدین ملاحظہ ہو۔ توریت بشارات عشلیتہ مترجمہ عربی میں ہے" احمد الضحوک القتال یرکب البعیر و یاخذ الشملۃ و سیفاً متعنتر و اوجزہ لامۃ عظیمۃ" احمد متبسم کرنیوالا جہاد کرنیوالا اونٹ پر سوار ہوگا اور شملہ کو لٹکائیگا اور قریب ہے کہ اوس سے بارہ بزرگ پیدا ہون اور میں اوس کو ایک عظیم الشان اُمت کیواسطے ذخیرہ کرونگا

اس عبارت سے جہاں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ مبعوث ہوں گے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہی کی نسل سے بارہ امام ہوں گے جو آپ کے حقیقی جانشین اور خلیفہ ہوں گے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیغمبر اسلام صلعم فرماتے ہیں لایزال الدین قائماً حتی تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفہ کلھم من قریش، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۵ کتاب الفتن طبع لکھنؤ و صواعق محرقہ ارجح المطالب وغیرہ یعنی دین اسلام تا قیام قیامت قائم رہے گا اور اس میں قریش ہی سے بارہ خلیفہ اور امام گذریں گے صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے علامہ شیخ سلیمان الحسینی الحنفی اور علامہ سید علی ہمدانی اور عبید اللہ امرتسری نے نقل کر دی ہے کہ وہ بارہ خلیفہ جو خاص قریش سے ہوں گے اول ان کے علیؑ اور آخر حضرت امام مہدی آخر الزمان ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلعم فرماتے ہیں، ان خلفائی و اوصیائی و حجج اللہ علی الخلق بعدی الاثنا عشر اولھم علی و اخرھم ولدی المہدی ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۲ مودۃ القربیٰ ارجح المطالب۔ مطالب السئول وغیرہ یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے خلفا اور میرے اوصیا اور حجت اللہ میرے بعد بارہ ہوں گے اول ان کے حضرت علیؑ اور آخر میرے لخت جگر مہدی ہوں گے۔

زمانہ فترت اور آنحضرت کی بعثت

یہ معلوم ہے کہ ہمارے نبی کی بعثت سے قبل سطح زمین خصوصاً ارض مکہ اور اس کے اطراف میں جس زور و شور سے بت پرستی اور طرح طرح کے کفر آمیز امور بجا لائے جاتے تھے لوگ بت پرستی ستارہ پرستی کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے درختوں کو اپنا بہت بڑا سربلند معبود سمجھکر پوجا کرتے تھے۔ عورتوں کی یہ حالت تھی کہ زنا کو اپنا فخر تصور کرتی تھیں۔ بہیمیت کا زور تھا انسانیت کا فقدان تھا جہالت اپنے پورے پاور پر تھی۔ کسی کا مال لے لینا کسی کو مار ڈالنا کسی کو قتل کر دینا ان عربوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اگر کسی نے بھولے سے بھی خدا کو واحد کہہ دیا تو پھر اوسکی خیر نہیں۔ سقراط حکیم نے بت پرستی کو بری نظر سے دیکھا ہی تھا کہ سطح ارض سے اُسکا وجود ہی فنا کر دیا گیا عرب کی یہ مختصری کیفیت تھی جو قلمبند کی گئی اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت عیسیٰ کے عروج اور حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیدائش میں کتنا بعد ہے کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف چھ سو برس کا فصل تھا چنانچہ صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۲۱ طبع مصر میں ہے عن سلمان قال فترۃ بین عیسیٰ و محمد ستمائۃ سنۃ سلمان کہتے ہیں کہ جناب عیسیٰ اور محمد مصطفےٰ صلعم میں چھ سو سال کا فصل تھا اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اوس زمانہ میں جبکہ دو دو ہزار سال کی عمر بھی ہوا کرتی تھیں اوس زمانہ میں چھ سو کی مدت کوئی زیادہ مدت نہیں ہے پھر کفر و الحاد کا اتنا زور کیونکر پیدا ہو گیا اوس کا جواب یہ ہے کہ کفار کی ہمیشہ کثرت رہی حضرت عیسیٰ کے بعد جو مومن رہ گئے تھے وہ اپنے کو پوشیدہ کئے ہوئے تقیہ کے عالم میں تھے اور خوف کے مارے کچھ بول نہ سکتے تھے۔ کفار بالکل مطلق العنان ہو گئے تھے اس لئے اون میں کفر و الحاد نہایت سرعت سے ترقی کر گیا غرضکہ حضرت عیسیٰ کے بعد چھ سو برس تک کوئی نبی نہیں ہوا انتظار کرنے والوں کی آنکھیں پتھرا گئیں سن عام الفیل میں فترت کا زمانہ ختم ہوا عبد المطلب کا خانہ فیض کا شانہ نور الٰہی سے منور و مشرف ہوا محمد مصطفےٰ ختم نبوت کا زریں تاج لئے ہوئے سطح ارض پر تشریف لائے وقت ولادت سے لیکر چالیس سال تک جتنے محیر العقول آثار نمودار ہوتے رہے وہ آپ کی بعثت کا پیش خیمہ ہے اوس وقت تک آپ نے ظاہر بظاہر تبلیغ کی گتھی کو نہیں سلجھایا جب تک امین وحی پیغام الٰہی لیکر خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تاریخ ابو الفدا ج ۱ صفحہ ۱۱۵ طبع مصر میں ہے کہ جب آپکی عمر مبارک چالیس سال کی ہو چکی اور بڑھاپے کا دور آگیا شباب کی منزلیں طے ہو گئیں دنیا زبردست تجربوں اور مشاہدوں کے بعد آپکی سچائی دیانتداری اور جملہ محاسن کا اعتراف کر چکی اور علیؑ سا جانباز جان نثار بھی پیدا ہو چکا اور اوسکے خدا کے بازوؤں میں طاقت و توانائی آچکی تو خلاق عالم نے ۲۷ رجب کو حبیب کو مبعوث برسالت فرمایا غار حرا۔ میں انوار خدا سے منور پیامبر امین وحی نے لوح رسالت سر اقدس پر رکھا اور سورہ اقرا کے آیات سنائیں نہایت [illegible]

(باقی آیندہ)

وجہ بعثت انبیاء علیہم السلام

نوشتہ عالیجناب مولانا سید محمد المہدی الکشمیری اچھ گامی مولوی عالم و فاضل ادب و فاضل حدیث و صدر الافاضل

ہر ذی فہم و ذی عقل جب بھی اس امر کے جانب رجوع کریگا اور ذرہ عقل کو تھوڑی سی مہمیز لگائے گا تو بخوبی اور آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ کائنات عالم میں چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی اپنے اندر کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور مضمر رکھے ہوئے ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عقل اس شے کے اس راز مضمر کی گرہ کو نہ کھول سکے جب عقل اجمالاً ہر شی میں کسی نہ کسی فائدہ کو تجویز کرتی ہے (اور واقع میں ہے بھی ایسا ہی) تو اسی کے ساتھ ہی ساتھ یہ حکم بھی عقل لگاتی ہے کہ کوئی شے عبث اور بے فائدہ کتم عدم سے جیز وجود میں نہیں آئی ہے بلکہ ہر شے کے دامن کے ساتھ کوئی نہ کوئی راز وابستہ ہے جب عقل نے ایک معمولی شے کے بارے میں یہ حکم لگایا کہ وہ عبث اور بے فائدہ مخلوق نہیں ہوئی تو کیا عقل اشرف المخلوقات یعنے انسان کے شان میں یہ کہے گی کہ انسان کی خلقت عبث اور بلاوجہ ہوتی ہے نہیں نہیں بلکہ عقل اس بات کے سمجھنے پر مجبور کرتی ہے کہ خلقت انسان بھی کسی نہ کسی غرض اور غایت سے وابستہ ہے بلکہ عقل تو یہ بتلاتی ہے کہ اشرف المخلوقات کی غرض خلقت کسی اعلیٰ ترین اور اہم ترین مقصد کے ساتھ وابستہ ہے چنانچہ اسی عقل کے تجویز کو قرآن کے الفاظ یوں دہرا رہے ہیں افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون یعنے اے میرے بندو کیا تم اس خیال میں ہو کہ تمہاری وجہ خلقت عبث ہے اور تم کو ہمنے بے فائدہ خلق کیا ہے یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہاری بازگشت ہماری طرف نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہوا کہ تمہاری پیدائش عبث نہیں ہے اور تمہاری بازگشت ہمارے طرف ضرور بالضرور ہوگی۔ یہ بھی عقل کے نزدیک ایک مسلم الثبوت مسئلہ ہے کہ جو شے جس شان کی خوبی اپنے میں لئے ہوئے ہے۔ اس کو اسی لحاظ سے استعمال میں لانا چاہئے اگر اسکو کسی اور شے میں جو اس کے شان سے ہو استعمال کریں یا یونہی مہمل چھوڑ دیں تو یہ عقل کے نزدیک

قبیح ہے اور عقلا کے نزدیک ایسا تیر مذمت کا نشانہ ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ مکان کی شان سے یہ ہے کہ اس میں سکونت اختیار کیجاوے یا اور اسباب زندگی کو مصرف میں لائے لیکن اگر یہی انسان کسی مکان کو بنانے کے بعد یونہی خالی چھوڑ دے تو یہ بات عقل کے نزدیک مہمل ہوگی اور اس کے بانے کو فاتر العقل فرض کریگی۔ اس مختصر تمہید کے بعد انسان کو دیکھئے جس کے سر پر اشرف المخلوقات ہونے کا مزین تاج رکھا ہے۔ اسمیں قدرت نے وہ جوہر ودیعت کر دیا ہے کہ جس کے ذریعے اگر یہ چاہے تو حقیقت میں یہ سلطان اور اشرف المخلوقات ہو سکتا ہے لیکن اگر اس حضرت انسان نے اس اعلیٰ جوہر کو بیکار کر دیا اور اس کو کام میں نہ لایا تو یہی انسان حیوانی زمرہ میں بلکہ اس سے بھی کم درجہ والی شئی میں شامل ہوگا۔ یا بالفاظ دیگر یوں عرض کروں کہ انسان کا جوہر انسانیت تب ہی کھل سکتا ہے جبکہ وہ اپنی غرض خلقت کے تکمیل کے درپے رہے اور اسی کیلئے باعث بسعی یہی ہے کہ وجہ خلقت کی تکمیل کی حدود میں نہ رہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کو اس غرض کی تکمیل کیلئے کچھ احکام ایسے ہوں گے جنکی پابندی سے وہ اپنی منزل کی طرف تیز رفتاری سے گامزن ہوگا ان احکام میں کچھ تو اوامر ہوں گے جنکا بجالانا مفید اور ضروری ہوگا کچھ نواہی ہونگے جنکا ترک فائدہ رساں اور لازمی ہوگا یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان احکام کے بتلانے والا ہونا چاہئے۔ کہ جو انسان کے تمام رموز سے اور اس کیلئے جو باتیں مفید ہوں یا مضر ہوں ان سب کا علم رکھتا ہو چنانچہ طبیب کو دیکھئے جب تک کہ وہ انسان کے مزاج اور اس کے مرض سے واقف نہ ہوگا تب تک کیونکر وہ اس کے لئے کوئی نسخہ تجویز کر سکتا ہے اور مریض کو کیسے وہ کسی چیز کے ترک کا حکم دیگا لہذا معلوم ہوا کہ پہلے ان امور کے متعلق علم کا ہونا درکار ہے پھر وہ اپنے اوامر و نواہی کو جاری کر سکتا ہے۔ نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے۔ کہ خلاق عالم نے انسان کو پیدا کیا کہ وہ انسان اس قوت کے ذریعہ سے جو اس میں ودیعت فرمائی ہے اگر اس انسان کو خلاق عالم یوں ہی

جہل چھوڑ دیتا اور وہ راہ جو اس کے چلنے کیلئے مفید ہوگا اور وہ راستہ جس پر انسان کا گامزن رہنا اس کے لئے مضر ہوگا اگر خداوند کریم کے جانب سے اس کی ہدایت نہ کی جاتی اور خلاق عالم اس کو اپنے اوامر و نواہی کے احکام سے خبردار نہ کرتا تو یہ ترک عقل کے نزدیک بہت قبیح تھا کیونکہ جب انسان میں یہ قوت دے دی ہے کہ وہ اوامر و نواہی کی پابندیوں سے انسانیت کی تکمیل کر سکتا ہے اور اس کے شان سے یہ ہے کہ وہ مکلف بنایا جاوے پھر اسکو تکلیف نہ دینا برا اور مذموم تھا جیسا کہ اوپر مکان کی مثال سے واضح ہو گیا اور ذات واجب الوجود ارتکاب قبائح سے مبرہ و منزہ ہے اس نے اس وجوب حکم کو یوں تمام کیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو احکام تبلانے کے لئے مبعوث کیا خلقت انسان نے جیسا جوہر عقل کو روشن کیا ویسا ہی نبی ان کے لئے بھیجا گیا یہاں تک کہ انسان کی استعداد جب اس حد پر آگئی کہ اسکو کل احکام کی تعلیم دی جا سکے اور اس پر نعمات الٰہی کا اتمام ہو سکے تو خلاق عالم نے اپنے حبیب خاص جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کو مبعوث فرمایا اور اپنے بندوں پر آپ کے واسطہ سے نعمات کو کامل کیا آپکو خاتم النبین کا برگزیدہ لقب عطا کیا آپکی لائی ہوئی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ قرار پائی

آپکی بعثت ۲۷ ماہ مبارک رجب میں ہوئی جو اسلام اور اہل اسلام کیلئے باعث مسرت ہے ۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

ہادی عالم کی بعثت کا زمانہ

(فرستادہ عالیجناب عاشق حسین صاحب لبوبی انصاری کانگڑوی)

میں یہ مضمون اخبار المومنین لکھنؤ کے ۱۵ ذالحجہ ۱۳۰۷ھ کے پرچہ سے نقل کرکے بھیج رہا ہوں جو پورے پچاس سال کے بعد اب اخبار الواعظ لکھنؤ میں ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ہونا شاید مفید ہو۔

ایک زمانہ جس کو اسلام اور اہل اسلام سے کوئی تعلق نہین ہے وہ تھا جس مین بڑے بڑے حکیم اور فلسفی تو موجود تھے لیکن خدا اور رسول اور ثواب و عقاب پر کسی کو اعتقاد نہ تھا۔ خدا کے بدلے وہی زمانہ ان کا خدا تھا۔ علماء و فضلا کی ہدایت اور رہنمائی کی یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی اندھا کسی اندھے کی رہنمائی کرے۔ فریب و دغلبازی و دغابازی ہر شخص کا وتیرہ تھا سڑکوں پر کھڑے ہو ہو کر اور لوگوں کو دکھلا کر عبادت کی جاتی تھی کہ لوگ ان کی بزرگی اور تقدس کے قائل ہوں ہر شخص نام اور تعریف کا خواستگار تھا ایک دوسرے کو بالکل ذلیل اور ناچیز اور اپنے کو ہر بات میں تمام دنیا کے لوگوں سے افضل سمجھتا تھا اور یہی چاہتا کہ لوگ اس کو "ربی ربی" کہہ کر پکاریں ظاہر کے نہانے دھونے اور صفائی کا بہت اہتمام تھا لیکن طبعیت کی پلیدی کہ العیاذ باللہ ۔ تمام جہان کی خباثت دل میں بھری ہوئی تھی غصہ اور غضب کا یہ حال تھا کہ ذرا ذرا سی بات پر جان دینے اور جان لینے کو موجود ہو جاتے اگر بیوی دال میں زیادہ نمک ڈال دیتی تو اتنے قصور پر بیوی کو طلاق دیدیتے تھے اپنے گھر سے نکال دیتے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ قوم کی قوم جاہل مطلق اور حیوان سے بدتر تھی علم و عقل کا نام و نشان

تھی نہ تھا خدائے واحد کے بدلے پتھر اور مٹی کے بے حس اور بے جان
اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بت خدا کی طرح پوجے جاتے تھے۔ قیامت
اور جزا و سزا کا کسی کو خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ نہ کسی قانون اور
نہ کسی شریعت کو کوئی مانتا تھا دنیا کا کوئی عیب ایسا نہ تھا جو لوگوں
سے بچا ہو تمام جہان کی بے عزتی اور بے حیائی اور بے ایمانی انہیں
لوگوں کے حصہ میں آ گئی تھی۔ دولت مند امیروں کی بہو بیٹیوں
اور بیٹوں کے برے عیبوں کی حالات نظم کر کر کے تعریف کے
قصیدوں کی طور پر پڑھے جاتے اور سن کر خوش اور محظوظ ہوتے
عورتیں اپنے مکانوں پر اس بات کا نشان دینے کیلئے کہ یہاں
فحش کی دوکان رکھی ہے جھنڈیاں گاڑے رکھتیں اور یہ عورتیں
عربی زبان میں "ذوات الاعلام" یعنی جھنڈے والیاں کہلاتی
تھیں امیروں کے گھروں پر اس بات کے واسطے لونڈیان نوکر
تھیں کہ وہ کما کما کر لاتیں اور ان کی دولت اور تجارت کو ترقی
دیں جو حرام کاری کی بیچاری نہ تھیں بلکہ ان پر اس بات کیلئے جبر
کیا جاتا تھا۔ جوا خاص شغل اور پیشہ تھا۔ شراب کی وہ بدمستی
کہ الغلطة للہ اور اس کے ساتھ روزانہ کا کشت و خون اور طوفان
بے تمیزی۔ ٹھگی اور ڈکیتی اور چوری تو گویا روزمرہ کے معمولی کارنمایان
تھیں۔ ایک کو دوسرے سے عداوت اور دشمنی ہر شخص اس فکر
میں کہ اپنے حریف مقابل کو کب قتل کرے۔ قبیلے کے قبیلے سالہا
سال کے مرتے رہتے قساوت اس حد تک کو پہنچ گئی تھی کہ مرد
و مرد عورتیں اپنے مقتول دشمنوں کا خون مزا لے کر پیتی تھیں
اور ان کا دل و جگر نکال کر دانتوں سے چباتیں اور ناک کان
حتی کہ اعضائے تناسل کو کاٹ کاٹ کر اور تاگے میں پرو پرو
کر کمال بے شرمی سے زیور کی طرح گلے اور ہاتھوں میں
پہنتے اور اس پر فخر کرتی تھیں۔ بیٹا باپ اور باپ بیٹے کی
جورو پر قابو حاصل کرتا اور عورتیں میراث کی طرح ترکہ میں
تقسیم ہوتی تھیں۔ یتیم لڑکے اور لڑکیاں صرف اس غرض سے
مار ڈالی جاتی تھیں کہ اس کے متروکہ پر قبضہ حاصل ہو جائے
معصوم بچے بھینٹ چڑھائے جاتے اور اکثر لڑکیاں پیدا
ہوتے ہی گلا گھونٹ کر مار ڈالی جاتیں کہ ان کو بیاہنا نہ پڑے
یہ بے نصیب لڑکیاں زمین میں دفن کر دی جاتیں کبھی پہاڑ پر
سے دھکا اور کبھی پانی میں ڈبو کر مار ڈالی جاتیں کبھی ایسا بھی
ہوتا تھا کہ ذبح کر ڈالی جاتی تھیں۔ وہ ننھی سی جان تو محبت
بھری آنکھوں سے بے درد باپ کا منہ تکتے اور توتلی زبان سے
"یا ابت یا ابت" یعنی اے ابا اے ابا کہتے کہتے دنیا سے
گذر جاتے اور وہ جلاد باپ جب تک ذبح نہ کر لیتا اس وقت
تک منہ سے کچھ نہ کہتا یہ وہ زمانہ تھا جب ہمارا ہادی ہمارا رسول
ہمارا پیغمبر صلعم مبعوث برسالت ہوا اور رسم و رواج اہل عرب
میں آزادانہ طور پر مدتوں سے قائم اور جاری رہتے اسلئے وہ
اس نوبت کو پہنچ گئے تھے اور میرے نزدیک جس قوم میں
رسم و رواج ناشائستہ کی اصلاح اور اس کی اصلی شریعت
کی پابندی کا خیال کسی بڑی مدت تک نہ پہنچے گا آخر
وہ اسی نوبت کو پہنچ جائے گی اور اس کی اصلاح میں جس
قدر زیادہ تاخیر ہوتی جائے گی اسقدر زیادہ خرابیاں
پیدا ہوتی جائیں گی اور قوم کے لوگ اس رسم و رواج کے
قائم رکھنے پر زیادہ مصر اور قیدی ہوتے جائیں گے تا آنکہ وہی
رسوم مذموم شریعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اب اسی
کے متصل اور اسی سلسلہ کے متعلق بعض اور راز مہنہ کا حال سن
لیجئے جو بسبیل اختصار درج کیا جاتا ہے۔

جب بعد بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے
خاندان پر اپنے مواعظ کا کچھ اثر نہ پایا تو حرم کعبہ میں تشریف لا کر
با آواز بلند ارشاد فرمایا کہ گروہ قریش و قبائل عرب میں تمکو
خدا کی توحید اور اپنی رسالت کی طرف بلاتا ہوں پس اس کو
مانو اور شرک اور بت پرستی کو چھوڑ دو تاکہ عرب اور عجم دونو
کے بادشاہ ہو جاؤ اور آخرت کی بادشاہی بھی تمہیں کو حاصل
ہو جائے جس کو سن کر کفار ہنسنے لگے کہ محمد کو معاذ اللہ جنون ہو گیا ہے
اب یہ حال تھا کہ کفار ناہنجار اگرچہ کوئی جسمانی تکلیف آپکو نہیں
دیتے تھے لیکن پند و نصیحت کو نہ مانتا اور بشدت استہزا اور

حقارت کرنا آپ کے لیے سب تکلیفوں سے زیادہ سوہان روح تھا اور اون کی نادانی اور جہالت کی حرکتوں سے آپ کا دل نہایت ہی کڑھتا تھا۔ کچھ عرصہ تک آپ نے صرف توحید کے وعظ پر قناعت فرمائی مگر جب دیکھا کہ لوگ اپنے پتھر اور لکڑی کے ناپاک و ناچیز بتوں کی محبت اور عقیدت سے باز نہیں آتے اور خدائے واحد کی صفات اور عادات میں ان کو شریک کرتے ہیں تو آپکو بقول ایک مورخ انگریزی کے واجب طور سے غیظ آگیا اور بتپرستا مشرک کے ذلیل لقب سے مخاطب کرنا اور اون کے دین کو سراسر گمراہی اور ضلالت بتانا شروع کیا اور اس میں یہاں تک اصرار فرمایا کہ جہلائے قریش کو نہایت طیش آگیا پس پہلے تو انہوں نے حضرت ابی طالب کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے بھتیجہ کو روکیں کہ وہ ہمارے رسوم و رواج میں خلل نہ ڈالیں اور اس کی ہجو و حقارت کرنے سے روکیں کہ وہ اون باتوں سے باز آئے لیکن جب اس کا کچھ اثر نہ دیکھا تو چند بڑے بڑے رئیس قوم اکٹھا ہو کر اون کے پاس گئے اور کہا کہ اب تک ہم آپ کے کبر سن اور جلالت قدر کا لحاظ کرتے رہے لیکن اب صبر نہیں ہو سکتا پس یا اپنے بھتیجے کو ان باتوں سے روکیے یا اوسکو اور ہم کو بحال خود چھوڑ کر کنارے ہو جائیے تاکہ دو میں ایک رہ جائے۔ چنانچہ حضرت ابی طالب نے قریش کی گفتگو سے آپ کو مطلع کیا اور کہا کہ اپنے اور میرے جانکو ہلاکت سے بچائیے اور اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالیے جو میری طاقت سے زیادہ ہو آنحضرت نے اس کا جواب کچھ زیادہ غور اور توجہ کے قابل ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے چچا اگر یہ لوگ اس مطلب سے کہ میں اس امر عظیم کی بجا آوری کو چھوڑ دون بفرض محال آفتاب اور ماہتاب کو میرے داہنے اور بائیں ہاتھ پر لا رکھیں تو بھی میں اس کو ہرگز ترک نہ کرون گا تا وقتیکہ خدا اپنے دین کو اور ادیان پر غالب نہ کرے یا میں ہی اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤن۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید ؛ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

آنحضرت کے اس ارشاد کا اثر حضرت ابی طالب کی طبیعت پر ایسا ہوا کہ انہوں نے بے اختیار ایک کہن سال جوان مرد عرب کے طنطنہ سے کہا کہ اذهب یا ابن اخی فقل ما احببت فواللہ لا اسلمك لشئ ابداً "یعنی اے فرزند برادر جاؤ اور جو چاہو کہو واللہ یہ کسی طرح نہ ہوگا کہ میں تم کو دشمنوں کے حوالہ کردون چنانچہ اس بزرگوار نے مرتے دم تک ایسا ہی کیا۔ (افسوس ہے، ایسے باوفا کو بھی لوگوں نے کافر بتایا ہے حالانکہ جو ایسا خیال کرے میرے نزدیک وہ خود کافر ہے)

اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ خدا کسی دشمن کو بھی نصیب نہ کرے قریش کا غضب اس قدر بڑھ گیا کہ العیاذ باللہ اعدائے دین طرح طرح کی اذیتیں پہونچانے پر آمادہ ہو گئے جہان جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تشریف لے جاتے وہیں یہ بھی پہونچتے نماز میں مصروف دیکھتے تو پتھر مارتے اور ناپاک اور نجس چیزیں لاکر ڈال دیتے حرم کعبہ میں نماز پڑھنے بلکہ آنے جانے میں کنت مزاحم ہوتے قران مجید کو پڑھتے سن کر غل مچاتے اور اپنی طرف سے مہمل فقرات اور کفر کے کلمے گڑھ گڑھ کر آیات قرآنی میں جوڑ لگاتے مثلاً ایک دفعہ آنحضرت حسب معمول نماز میں سورۃ النجم پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہونچے کہ افرائیتم اللات والعزیٰ ومنات الثالثۃ الاخریٰ تو شیاطین قریش میں سے ایک شیطان نے اس خیال سے کہ مبادا آگے بتوں کی ہجو کریں اسطور پر کہ لوگ سمجھیں کہ گویا کہ وہ مردود اوس آیت کے بعد کی عبارت پڑھ رہا ہے یہ جوڑ لگایا کہ تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی۔ حضرت نے جو آیت پڑھی تھی اوس کا مطلب یہ تھا کہ کیا تم نہیں دیکھتے لات اور عزے اور سب کے بعد تیسرے بت منات کو اسمیں جوڑ لگا کر جو جملہ بڑھایا گیا اوس کے معنے یہ ہیں کہ یہ بت بڑے دیوتا ہیں اور انہیں سے شفاعت کی امید رکھنا چاہیئے" (اللہ اکبر یہ شیطنت اور تمسخر رسول اللہ کے ساتھ) لیکن یہ کیا ہے ابھی آگے سنئے بعض ہانڈی میں حضرت کا کھانا پکتا تھا اوس میں اونٹ کی اوجھڑی کے ٹکڑے لاکر ڈال دیتے تھے راستہ چلنے میں سر مبارک پر خاک مٹی اور کوڑا کرکٹ پھینکتے اور برا بھلا کہتے تھے اور بعض روسیاہ تو برا و سخت سست کہتے اور گالیان دیتے تھے اور مرد ہی نہیں بلکہ بچے بچا

عورتیں بھی ان افعال قبیحہ کی مرتکب ہوتی تھیں چنانچہ ابولہب کی جورو ام جمیل جو آپ کی ہمسائی تھیں ہمیشہ نجس اور ناپاک چیزیں اور کانٹے لاکر آپ کے راستہ میں ڈال دیتی اور آپ سب کچھ برداشت کرتے اور فرماتے کہ تم کیا اچھی ہمسائی ہو۔ کافروں نے محمد کے بدلے مذمم آپ کا نام رکھا تھا اور آپس میں عہد کر لیا تھا کہ کوئی آنحضرت کے پاس نہ بیٹھے اور نہ آپ کی بات سنے چنانچہ عقبہ نامی ایک شخص نے آنحضرت کے پاس بیٹھ کر چند آیتیں قرآن کی سنی تھیں اوسپر اوس کے ایک دوست نے ملامت کی کہ مجھکو تیری صورت دیکھنی تیری بات سنی حرام ہے جبتک یہ بھی نہ ہو سکا کہ اوس کے منھ پر تھوک دیتا چنانچہ اوس دشمن خدا یعنی عقبہ نے ایسا ہی کیا۔ الغرض ایذا رسانی اور تکلیف دہی پر لوگوں نے مستحکم کمر باندھی تھی اور عہد کر لیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو آپ اور آپ کے اصحاب کی تکلیف دینے کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا جائے چنانچہ اون بیچارے مسلمانوں کو جن کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا مشکیں باندھ کر نیلے تو خوب مارتے اور پھر شدت کی دھوپ میں جلتی ہوئی ریت پر بھوکا پیاسا کبھی اوندھا اور کبھی سیدھا لٹا دیتے اور بڑے بڑے بھاری پتھر اوپر سے رکھ دیتے جس کے بوجھ کے مارے زبان باہر نکل پڑتی اور بعد اس کے اون سے کہتے کہ یا تو محمد اور اوس کے خدا کو گالیاں دو اور ہمارے بتوں کی تعریف اور اوس کے پوجنے کا اقرار کرو ورنہ اسیطرح سے بے عزت اور ہلاک ہونا قبول کرو۔

عمار ابن یاسر کی مشکیں باندھی گئیں جلتی ریتی پر لٹا کر پتھر رکھا گیا اور پانی میں ڈبو ڈبو کر اور غوطے دے دے کر اسلام کے چھوڑنے اور بت پرستی اختیار کرنے پر اصرار کیا گیا خباب کو برہنہ کر کے ریت پر لٹایا اور آگ میں گرم کر کے بڑے بڑے پتھر چھاتی پر رکھے گئے صہیب۔ بلال۔ اور عامر کو طرح طرح کی اذیتیں پہونچائی گئیں ابوفکیہ جو اسم بامسمی افلح تھا اوس مظلوم کے پاؤں میں رسی باندھ کر گرم زمین پر اوس کو گھسیٹتے تھے اور گلا گھونٹ کر اوس کو نیم جان کر دیتے یہ کیفیت تو دیندار مردوں کی تھی۔

اب عورتوں کا حال سنئے کہ ان پر کیسی کیسی مصیبتیں گذریں۔

عمار ابن یاسر کی والدہ کو ابوجہل ملعون نے جس عذاب سے مارا ہے اوسکو دکھ کوئی غیرت مند آدمی بیان کر سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے بس اس قدر اشارہ کافی ہے کہ اوس پاک دامن بی بی کو ایک حربہ سے مار کر اوس ظالم نے شہید کیا جس کی ضربت تو ٹانگوں پر پڑی تھی اور نہ اوپر سکے آدھے دھڑ پر۔

زنیرہ اور ام عبیس پر جو سختیں ہوتی تھیں خدا دشمن کی عورتوں کو بھی نصیب نہ کرے۔ زنیرہ کو ابوجہل نے اس قدر تکلیف دی کہ اندھی ہو گئی اور جب ابوجہل کو معلوم ہوا کہ وہ اندھی ہوئی تو کہا کہ لات و عزے نے تجھکو اندھا کر دیا لیکن اوس مومنہ نے جواب دیا کہ لات و عزے کو تو خود نہیں سوجھتا کہ اونکو کون پوچھتا ہے وہ اور دوں کو کیا اندھا کریں گے۔ نہدیہ ایک کافرہ اس قدر اذیت دیتی تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور تو اور خود حضرت عمر بن خطاب لبنہ کو اس قدر مارتے تھے کہ جب تک ہاتھ تھک نہیں جاتا تھا اس وقت تک باز نہیں آتے تھے اور وہ مظلومہ سوائے اس کے کچھ نہ کہتی تھی کہ جس طرح تو میرے ساتھ کرتا ہے اسی طرح خدا تیرے ساتھ کرے گا اگر تو مسلمان نہ ہوا۔ اللہ اللہ یہ ملعون روسیاہ قریشی کیسے شقی اور سنگدل تھے کہ بے بس عورتوں پر اس قدر ظلم اور جبر کرتے تھے لیکن اللہ اکبر کلام الہی کے اثر نے دیانت کی روح کس قدر دلوں میں پھونک دی تھی کہ مرد تو مرد دیندار عورتیں ایمان و آخرت کے لئے دنیا کو ہیچ سمجھ کر ایسی ایسی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتی تھیں رحلت رسول کے بعد پھر جو جو زمانے آئے کس قلم میں قدرت ہے کہ ان مصیبتوں اور اذیتوں کے واقعات جو برگزیدگان خدا پر گذر گئے بیان کر سکے بس یہ کافی ہے کہ حضرت خیر البشر اور خیر النسا سے لے کر حضرت قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام تک جنہوں نے یہ حالتیں دیکھ کر مشیت ایزدی اور ارشاد خداوندی سے غیبت اختیار کی ان میں سے ایک معصوم علیہ السلام بھی مرگ طبعی سے فہا جرجنت نہیں

ہوئے کسی کو زہر دیا گیا کسی کے پہلو پر در گرایا گیا۔ کسی کے
فرقِ مبارک پر سجدہ میں تلوار ماری گئی کسی کے جنازہ
پر شہید مسموم ہونے کے بعد تیروں کا مینہ برسایا گیا اور
اس کے بعد جو ذبح عظیم وقوع میں آیا اور جس
طرح بربادی خاندان رسالت کی ہوئی اس کو تو ناظرین
کا دل اور آنکھیں خوب جانتی ہیں۔

باران سے ہر ایک خشک شجر سبز ہوا
جو نخل چمن تازہ و تر سبز ہوا
پر باغیوں نے گلشن شاداب بتول
ایسا کاٹا کہ پھر نہ سر سبز ہوا

محبوب خدا

نتیجۂ فکر عالیجناب سید محمد حسن صاحب احسن طباطبائی ایم اے بی ٹی لکھنوی

محبوب خدا مدح تری کیا ہو بشر سے — افضل ہے پس معبود تری ذات گرامی
چمکا جو افق پر ترے اخلاق کا خورشید — کافور ہوئی تیرگی شام غلامی
محتاج و غنی دونوں کو اک صف میں بٹھایا — دنیا کے غریبوں پہ کرم تیرا دوامی
عامل ترے احکام پہ مسلم رہے جب تک — اقوام جہاں میں رہے ممتاز و گرامی
حریت انسان کا مژدہ دیا تو نے — پیران کلیسا نے دیا درس غلامی
آپس میں مسلمان ہیں اب دست و گریباں — ہے دین ترا امن و مساوات کا حامی
تحقیق میں مشہور رہے اسلام کے عالم — اس دور میں مفقود ہوئے طوسی و جامی
افریقہ و یورپ میں بھی کتنے تھے سلاطین — اخلاف میں کس لیے یہ سست خرامی
آپ نے غلاموں کو شہنشاہ بنایا — فرزندوں میں باقی نہیں احساس غلامی
آغاز رسالت پہ بہت چھائی تھی ظلمت — گمنام زبونوں میں ہی تھے کبھی نامی
کیوں نشۂ صہبائے ازل کم ہو ساقی — سنتے ہیں کہ مے عشق میں ہوتی نہیں خامی
پھر دور ہو بیٹھے ہیں اسی تک میں میکش — میخانۂ اسلام کا ہے فیض دوامی
سن لے مری فریاد جو احسن مرا ساقی — سمجھوں کہ ہے مقبول مری شعلہ کلامی

مطلوب خدا

نوشتۂ عالیجناب مولانا ملک محمد شریف صاحب شاہ پوری ملتانی عالم متعلم سند الافاضل سلطان المدارس لکھنؤ

کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس بات کی شہادت دیرہا ہے کہ نظام فطرت کا کوئی نہ کوئی پیدا کرنیوالا ضرور ہے اسلیے کہ اثر بغیر مؤثر کے نہین پایا جاتا اور وہ موثر وہ ہے جسکو لسان متشرعین مین واجب الوجود اور خدا وند عالم سے تعبیر کرتے ہین خداوند عالم کی فیاضی وجود اس بات کو مقتضی تھا کہ اس عناصر عالم کو پیدا کرے چنانچہ اسنے دنیا و مافیہا کو خلق کیا کسی کو حاکم کسی کو محکوم گردانا۔ اور تمام مخلوقات پر بنی آدم کو فضیلت دیکر مکرم بنایا لقولہ ولقد کرمنا بنی آدم یعنے اولاد آدم کو مکرم بنایا۔ اور پھر اولاد آدم مین بعض کو بعض پر فضیلت عنایت فرمائی۔ غلام کو آقا کا مطیع اور منقاد قرار دیا۔ ہر جائز اور ممکن الوجود حکم غلام کے لیے واجب العمل ہوا اور زوج کو زوجہ پر سرداری دی الرجال قوامون علی النساء مرد عورتون کے سردار ہین یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص اپنی دستار اتار کر عورت کے سر پر رکھدے اور پھر خداوند عالم نے جملہ بنی آدم پر انبیاء علیہم السلام کو افضل بنا کر تدریجاً ہدایت کے لیئے مامور کیا تاکہ انکی معاش او معاد کی اصلاح کرین اور انکی بڑھتی ہوئی خواہشات کو حد اعتدال پر لائین اور ظلمت سے نکال کر ہدایت کی تلقین کرین۔ یخرجھم من الظلمت الی النور پارہ ۳۔ اسلیے کہ فطرتاً انسان کا میلان دنیاوی چیزون کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ حقوق الناس اور حقوق اللہ کو جلد فراموش کردیتا ہے۔ پھر خداوند عالم نے انبیا علیہم السلام مین سے مرسلین کو فضیلت دی لان الرسالۃ فوق النبوۃ۔ رسالت کو نبوۃ پر فوقیت حاصل ہے رسول وہ ہوتا ہے جس پر نئی کتاب اور شریعت نازل ہو بخلاف نبی کے وہ دوسرے کی شریعت کا مبلغ ہوتا ہے پھر خداوند عالم نے مرسلین مین سے جو اولوالعزم ہین انکو مرسلین پر فضیلت دی کما قال فی کتابہ

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ و رفع بعضھم درجات سورۂ بقر پ ۳

یہ حضرات مرسلین ایسے ہین کہ ہمنے ان مین سے بعضون کو بعضون پر فوقیت بخشی ہے اور بعض ان مین سے وہ ہین جو اللہ تعالے سے ہمکلام ہوے اور بعضون کو انمین بہت سے درجون مین سرفراز کیا

ترجمہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ اصح المطابع دہلی

پھر خداوند عالم نے جملہ اولوالعزم مرسلین پر اپنے آخری مرسل جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو افضل گردانا اور تمام مخلوقات پر آپکے رتبہ عالیہ کو بلند اور ارفع کیا کیونکہ آنحضرت ہی مطلوب اور مقصود خداوند عالم تھے بمقتضائے حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک اے محمد مصطفے اگر آپ نہوتے اور آپ کا پیدا کرنا مطلوب نہوتا تو مین زمین و آسمان کو خلق نکرتا آپکے اہتمام کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا ہے تمام بنی نوع کے آپ نبی بنکر آئے تھے خواہ انسان ہون یا حیوان جن ہون یا ملائکہ یہ سب آپکی امت مین داخل ہین اور آپ سب کے رسول ہین حتی کہ خود انبیاء علیہم السلام بھی آپکی امت مین نظر آتے ہین میرے مدعی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسکو صاحب مشکوۃ نے جلد اول مین نقل کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ایک روز جناب خلیفہ ثانی آنحضرت کے سامنے توریت کی تلاوت کرنا شروع کیا جب آنحضرت نے سنا تو مارے غصہ کے آپ کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا خلیفۂ اول نے خلیفۂ ثانی کو ڈانٹ کر کہا کہ وائے ہو تجھ پر رسول کی حالت نہین دیکھتے کہ غصہ سے سرخ ہو رہے ہین تب آنحضرت نے فرمایا کہ قسم خدا کی کہ اگر موسیٰ اسوقت موجود ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کرتے اگرچہ جناب محمد مصطفے آخر مین تشریف لائے لیکن خداوند عالم آپکے نور کو تمام خلق کے پہلے خلق فرمایا تھا جیسا کہ آپکا ارشاد ہے اول ما خلق اللہ نوری معارج النبوۃ رکن چہارم۔ اس نور رسالت کے اہتمام کے لیے خداوند عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا سب بطور مقدمات تشریف لائے اور آنیوالے کی خبر دیکر چلے گئے اور حضرت عیسے نے آنیوالے کی یون خبر دی

جسکی ترجمانی قرآنمجید یون کرتا ہے واذ قال عیسے بن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورات ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد "

پارہ ۲۸ سورہ والصف

اور جب کہ عیسے ابن مریم نے فرمایا کہ ای بنی اسرائیل مین تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہون کہ مجھ سے پہلے جو توراۃ ہے مین اُسکی تصدیق کرنیوالا ہون اور میرے بعد ایک رسول آنے والے ہین جن کا نام احمد ہوگا مین انکی بشارت دینے والا ہون۔

ترجمہ اشرف علی

جب خلاق عالم نے اپنے در مقصود کو ہیکل بشری مین سرزمین مکہ مین نمودار کیا تو کفر اور ظلمت کی گھٹائین کافور ہونے لگین ہر چہار طرف عالم مین نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ڈنکا بجنے لگا لات منات عزی یغوث نسر یعوق ہبل سواع کے پجاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگے وہ سرزمین مکہ جسکے ساکنان انسان صورت حیوان سیرت تھے انسان کامل بنگئے وہ معصوم بچیان جو زندہ درگور کی جاتی تھین لطف حیات اُٹھانے لگین ظلم نے اپنا بستر سمیٹا عدل نے اپنی مسند بچھائی کفر دفن ہوا اسلام نمودار ہوا وہ اللہ کا بندہ جسکو اسنے ہزارہا برس سے مخفی کر رکھا تھا آج مکہ و مدینہ کی گلیون مین خلائق عالم کو اُس وحدہ لاشریک لہ کی طرف بلا رہا ہے وہ اللہ کا بندہ جسکے اہتمام کے لیئے تمام دنیا پیدا کی گئی تھی آج مسند رسالت پر جلوہ افروز ہے اور خلائق کو پکار کر کہہ رہا ہے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (پارہ ۹ سورہ اعراف) آپ کہدیجیئے (ای محمد) ای لوگو مین تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہون۔ اور مین تم سب پے حکمران ہو کر مامور کیا گیا ہون وہ نبی جسکی نبوت کا اعلان خداوند عالم نے عالم ارواح مین کیا تھا اور تمام روحون سے اسکی نبوت پر میثاق لیا تھا آج دنیا کے گوشہ گوشہ مین اسلام پھیلا رہا ہے اور توحید کے پرچار مین مشغول ہے رہ نا عاقبت اندیش لوگ جو آپکو ساحر جادوگر کاہن شاعر کہتے تھے آج آپ ہی کی بدولت نعمہائے دنیاوی اور اُخروی سے مالا مال ہو رہے ہین غرضکہ جناب محمد مصطفے نے خدا کے دین اسلام کو مشرق سے لیکر غرب اور جنوب سے لیکر شمال تک پھیلایا اسلام مین لوگ گروہ گروہ ہو کر داخل ہونے لگے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا پارہ ۳۰ سورہ نصر

(ای محمد) آپ لوگونکو اللہ کے دین مین جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیتے (ترجمہ اشرف علی)

خداوند عالم کا مقصد حاصل ہوا نبوت ختم ہوئی خاتم النبیین کی سند عطا ہوئی نبوت کے دروازے مسدود ہوے۔

دین اسلام مکمل ہوا مقام غدیر سجا گیا پالانون کا ممبر بنا خاتم النبیین بالائے منبر جلوہ افروز ہوے سید الوصیین کی امامت کا اعلان ہوا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ جسکا مین سردار ہون اسکے علی ابن ابی طالب بھی سردار ہین۔ خلیفہ ثانی نے بخ بخ کہکر مبارکباد دی سر العالمین ص۹ مطبوعہ بمبئی آیت نے اتر کر تکمیل دین پر نص کردی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ آج کے دن ہمنے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے دین اسلام سے خوش ہو جناب محمد مصطفے نے اسلام کی حفاظت کے لیے قرآن اور اپنے اہلبیت کو چھوڑا اور فرمایا کہ مین تم مین دو بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا دوسرا اپنے اہلبیت (کتاب مین اسلام کے احکام ہین اور اہلبیت انکے بیان کرنیوالے ہین) اگر تم لوگ ان دونون سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے ورنہ گمراہ ہو جاوگے صواعق محرقہ) جس شخص کو حقیقی اسلام تلاش کرنا ہو اسکو چاہیے کہ محمد و آل محمد کے دروازے پر آئے اور انکی سیرت پر نظر کرے اور انکے اقوال پر عمل کرے کیونکہ یہی حضرات بانی اسلام ہین اور انھین کی وجہ سے اسلام باقی ہے یہی خدا کے مطلوب ہین یہی آئینہ مظہر قدرت ہین انھین کی وجہ سے آسمان ہے زمین ہے پانی ہے مٹی ہے افلاک ہین اگر یہ نہوتے تو کچھ نہوتا حقیقی نجات و اسلام محمد و آل محمد کی اطاعت پر موقوف ہے فافہم و تدبر۔ وما علینا الا البلاغ

نوشتہ عالیجناب مولوی ماجد حسین صاحب مدرسہ احسن المدارس
شکارپور بلند شہر

ملک عرب کا سنگلاخ اور چٹیل میدان جو کہ بر اعظم ایشیا کا سب سے بڑا ریگستان ہے جس میں دور تک پانی نہیں ملتا دریا نایاب ہیں ایسے سخت اور مخدوش ملک میں حق سبحانہ تعالیٰ نے متعدد رسول صراط مستقیم قائم رکھنے کیلئے بھیجے مگر نا اہل عربوں نے کبھی بھی اُن سرچشمہ ہدایت سے فیض یاب ہو کر صراط مستقیم پر آنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جناب ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام کے تعمیر کئے ہوئے بزرگ و محترم گوشۂ عبادت کو تین سو ساٹھ ناپاک بتوں سے خراب کیا اور حرمت خانہ کعبہ زائل کر دی اُس مہلک زمانہ میں مذہبی حالت بہت خراب تھی کثیر تعداد عرب کی بت پرست تھی کچھ فرقے عیسائی اور یہود مذہب کے پیرو تھے بعض زرتشت کے پابند تھے۔ مدائن کا کل حصہ شاہ ایران کے زیر حکومت تھا اکثر شاہان ایران شیوخ کو تحائف سے خوش رکھتے تھے اور بہت سے بندہ عرب جنکی قسطنطنیہ یا خسرو کے دربار شاہی میں رسائی ہو گئی تھی وہ شاہی مذہب کی تقلید کرتے تھے اور بقول مورخ ابو الفدا بہت سے عرب دہریہ بھی تھے مورخ میور صاحب مذہب مسیحی کی حالت ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں عیسائیوں نے پانچسو برس تک عرب کو تعلیم و تلقین کی اس پر بھی اکا دکا عیسائی کہیں کہیں نظر آتے تھے یعنی بنی حارث نجران میں بنی حنیف یمامہ میں بنی طے تیمہ میں عیسائی تھے۔ ممکن ہے کہ مذہب مسیحی نے دل پذیر اثر نہ کیا ہو اگرچہ بنی اسرائیل کی حکومت مستحکم نہ تھی لیکن دین مسیحی کے مقابلہ میں زیادہ کامیابی حاصل کی مگر یہ مذہب یہود بھی بت پرستی کے عنصر سے خالی نہ تھا دین زرتشتی کے تابعین نے ایسے کریہہ اور ناپسندیدہ اصول قائم کئے کہ جسکی وجہ سے دین زرتشتی فروغ حاصل نہ کر سکا عرب میں ہندو مذہب ہندوستان سے پہونچا اس مذہب کا خاص اصول بتوں کی پوجا (عبادت) اور یگیہ (قربانی) کرنا تھا اور بمقابلہ دیگر مذاہب کے آسان اور سہل العمل تھا اس لئے صحرا نشین عربوں نے اس کو جلد قبول کر لیا اور ہر روز کے لئے ایک نیا بُت (خدا کی شکل) بناکر عبادت کرتے تھے چھ سو صدی عیسوی میں ہندوستان کے ایک شہر کو اتنے بُت رکھنے کا فخر حاصل تھا جتنے کہ تمام ملک عرب میں نہ ہوں گے یہ اُس زمانہ کا پولٹیکل فوٹو .... تھا

اب عرب کے کیرکٹر (اصول اخلاق) ملاحظہ ہو اُس وقت اعراب کی جاہلانہ حمیت جوش میں تھی اُن میں انتقام لینے کا مادہ عزائم سے کہیں زیادہ تھا وہ دختر کشی کو گناہ نہ سمجھتے تھے اُنکے توہمات باطلہ کی کوئی حد نہ تھی۔ زنا۔ شراب۔ جوا قتل روزانہ کے مشاغل تھے اُن کی شاعرانہ طبیعت کبھی کسی لیلیٰ وش کے پیچھے اونٹ دوڑایا کرتی تھی وہ حسن پرستی اور عشق میں سرشار رہتے تھے اور عکاظ کے میلہ میں داد کے متمنی رہتے تھے اس میلہ میں اطراف و جوانب کے فرقوں سے ملاقات ہوتی تھی اور نایاب اشیاء دستیاب ہوتی تھیں لیکن اگر خفیف سی بات پر تلوار کھنچ گئی یا کسی نوجوان کی دست درازی کسی معشوقہ کے خلاف مزاج ہوئی تو بس آل فلاں آل فلاں نے تہلکۂ عظیم برپا کر دیا اور مقام سیر و تفریح قتل و غارت کا بازار بن گیا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ صدہا برس جنگ قائم رکھنے کا وسیلہ ہاتھ آگیا انتقام کے جوش کو نازنینان ابھی مست اور جادو بھری اداؤں سے مشتعل کرتی تھیں اور دف بجا بجا کر ہمت بڑھاتی تھیں اسی باعث ایک قبیلہ بالکل نیست و نابود اور برباد ہو جاتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کے واسطے اُس کا بہ نش اور خفیف سا اشارہ بہت بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ عرب اصول اخلاق اور مذہب کا بالکل پابند نہ تھا اس کی ذہنیت میں مذہب عورت۔ تلوار۔ روپیہ اور انتقام تھا مگر عرب اُس وقت میں بھی سیاست اور تمدن سے بالکل بے بہرہ نہ تھا اس نے مکہ میں ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت قائم کی تھی

اور خاندان قریش کے معزز سردار کو اپنے بزرگ محترم معبد خانہ
کعبہ کا کلید بردار انتخاب کیا تھا اس عہد سے عامہ عرب کے
جاہلانہ عقیدہ میں بنی ہاشم پیشوا اور سردار مانے جاتے تھے اسی
زمانہ میں حبش کے بادشاہ ابرہہ کعبہ کے استیصال کا عزم
بالجزم کرکے ایک لشکر عظیم کے ساتھ جس میں کثیر تعداد فیل نشینوں
کی تھی چڑھ آیا۔ خانہ کعبہ کے کلید بردار جناب عبدالمطلب
علیہ التحیۃ والثنا نے اس کو سپرد بخدا کرکے اپنے پائے استقلال کو
جنبش نہ ہونے دی اور فرمایا کہ جس کا گھر ہے یا جس کے نام سے
موسوم ہے خود حفاظت کرے گا یہ بنفسہ ایک دعا تھی جو کہ لب
ہائے مبارک سے ادا ہوتے ہی درجہ قبولیت پر فائز ہوئی اور
الم تر کیف الخ کا ظہور منجانب قدرت رونما ہوا اور خانہ کعبہ
ظلم و تعدی کفار سے محفوظ رہا۔ عرب کو جو فطرتاً شاعر ہے موقعہ
مل گیا اور حساب کے لئے سن عام الفیل قائم کر لیا۔ اسی سنہ
کے شروع میں غالباً ماہ محرم میں جناب عبدالمطلب علیہ السلام کے
بڑے فرزند جناب عبداللہؑ کا بہ عالم شباب بعمر بست و پنجسالہ
انتقال ہوا اور جناب عبدالمطلبؑ کو اس سانحہ سے صدمہ عظیم
پہنچا لیکن پروردگار عالم نے جناب عبدالمطلبؑ کے حزن و ملال
کا بیش بہا نعم البدل جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے
فرد کامل کی شکل میں مرحمت فرمایا جو کہ دنیا کو کفر و ضلالت کی
گمراہی کے حلقہ سے نکال کر صراط مستقیم پر کھڑا کر دیا
جس کے پر نور فیض گنجور وجود سے کفر میں مبتلا کرنے والی
ظلمت کافور ہو گئی اور دنیا میں تلافی عالم کی معرفت کاملہ
حاصل کرکے نجات اُخروی حاصل کی۔ یعنی جناب عبداللہؑ
کے ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء
بروز جمعہ بوقت صبح مولود مسعود پیدا ہوا جس کے وجود
با برکت سے ہزار سالہ آتش کدہ ایران گل ہو گیا۔ بت ہائے
خانہ کعبہ سر بسجود ہو کر تقدیس و تہلیل پروردگار میں مشغول
ہو گئے قیصر کسریٰ کے ایوان شاہی کا بالائی حصہ مرعوب ہو کر جھک
گیا اور سر نیاز کو سجدہ میں رکھ دیا قدرت نے ثابت کر دیا کہ
آج وہ کامل ترین انسان پیدا ہوا ہے جو کہ دنیائے کفر کو
اسلام برحق کی شکل میں تبدیل کرکے مغرب سے تا مشرق اسلامی
توحید کا پرچم لہرا دیگا آپ کی پیدائش کے عظمت و جلال اور
معجزات نے ثابت کر دیا کہ آپ ہی پیغمبر اولوالعزم اور نبی آخرالزمان
ہیں اور تا قیامت آپ کا کامل دین اسلام قائم رہیگا۔ آپ ایسے
معزز گھر کے چشم و چراغ تھے کہ آپ کی پیدائش کی خوشی میں تین
روز برابر جشن ہوتا رہا اور شفیق جد امجد جو کہ بجائے والد کے تھا اپنی
چشمہائے بے نور کا نور سمجھتی تھی اور پرورش کرتا رہی جب آپ کی عمر
تین سال کی ہوئی تو مشیت ایزد منان سے بے انتہا خدمت کرنے
والی شفیق والدہ گرامی نے سنہ ۳ عام الفیل میں آپ کے
ننھے سے دل پر داغ مفارقت دیکر انتقال فرمایا۔ آپ کو سہ سالہ
عمر ہی میں یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنا پڑا اب مہربان جد کی
نوازشیں بڑھ گئیں مگر قدرت جو چاہتی ہے وہی ظہور پذیر ہوتا
ہے آپ کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے والا آنکھوں کا نور سمجھنے والا
سنہ ۸ عام الفیل میں علیل ہو جاتا ہے اب جناب عبدالمطلبؑ
اپنے فرزند ابی طالب کو طلب فرماتے ہیں اور وصیت کرتے ہیں اے
فرزند امیرے مرنے کی خبر محمد کو نہ کرنا شاید غم سے اس کی روح
قفس عنصری سے پرواز نہ کر جائے اور اس کو اپنی اولاد سے
زیادہ عزیز رکھنا۔ یہ فرماتے فرماتے جناب کی روح مطہرہ
جسم خاکی سے عالم ارواح کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔ کچھ دن
بعد آپ کو جد امجد کے انتقال کی خبر ہوئی اور جناب تمام عمر
اس صدمہ میں گریہ فرمایا کئے آپ صغر سنی میں حلیم الطبع بردبار
اور متین و سنجیدہ مزاج تھے آپ کے اخلاق حمیدہ اور اطوار
پسندیدہ کو دیکھ کر بحیرہ راہب نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ بچہ بڑا
ہو کر ملک کا آزاد کنندہ اور نجات دہندہ ہوگا۔ آپ کی راست بازی
اور ایمانداری دیانت چلنی نے وحشی عربوں سے امین کا معزز
خطاب دلایا تھا اور آپ امین ہی کے نام سے موسوم تھے آپکے
ہر ایک قول پر عربوں کو اعتماد کل حاصل تھا آپ نے بہ عمر
بست و پنجسالہ یعنی ۱۰ ربیع الاول ۲۵ سنہ عام الفیل بروز پنجشنبہ

حضرت خدیجہ سے عقد کر لیا اور جناب ابی طالبؑ کا خطبہ نکاح عرب کے لئے بہترین اور سبق آموز تھا جس سے جی چاہے مقابلہ کر و محمدؐ راجح نکلے گا یہ خطبہ اُن خیالات کی بنا پر تھا جو کہ جناب ابی طالبؑ ہر لحظہ ملاحظہ فرماتے تھے۔ آپ کے آثار جلالت اور کمالات عقلی و محامد اخلاق معراج کمال حاصل کئے ہوئے تھے اور لقبوسے در جس سے سابقہ پڑا اثر لیفتہ ہو گیا، جتنی عربوں پر آپ کے اخلاق حمیدہ کا بڑا کافی اثر تھا۔ بعد نکاح آپ کی مالی حالت درست ہو گئی ۱۳۔ رجب سنہ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ بساعت مریخ خانہ کعبہ میں آپ کے شفیق اور سرپرست چچا کے مولود مسعود پیدا ہوا جو کہ آئندہ چل کر قوت بازوئے اسلام ہوگا اور اپنے وجود سے اسلام کو از سر نو حیات جاوید بخشے گا۔ اسی سنہ میں آپ نے عربوں کو ان کا ایک عہد یاد دلا کر اپنے عظمت و جلال کا سکہ قائم کر دیا۔ یہ قدیم زمانے میں اس لئے ہوا تھا کہ اندرون دیوار مکہ ... اور بد عنبن نہ ہونے پائیں چار پانچ بڑے خاندانوں نے ملکر ضعفا اور مظلومین کے لئے عہد کیا حضرت رسولؐ اپنے شہر کے بڑے موید اور محرک تھے آپ کی سعی سے حلف الفضول دوبارہ قائم ہوا۔ سنہ۳۵ عام الفیل میں مکہ میں قحط عظیم پڑا آپ نے اپنے چچا کی امداد کی اور جناب علی مرتضیٰ کو اپنی تعلیم و تربیت میں لے لیا اسی سنہ میں آپ نے جو کہ مصلح بنی آدم کا فرض آپ کے ذمہ تھا بہ صورت تصفیہ نصب حجر اسود ادا کیا اور عربوں کو خونریز جنگ سے محفوظ رکھا غالباً اسی سنہ میں یا بعد ایک عرب عثمان بن حویرث نے دربار شاہی قسطنطنیہ میں دین مسیحی قبول کیا اور قیصر سے روپیہ لیکر اس غرض سے آیا کہ مکہ میں یونانی حکومت کا پرچم لہرا دے حضرت کی کوشش سے اس کا یہ ارادہ آپ پر ظاہر ہو گیا اور اسے ناکامی ہوئی اس طرح آپ نے اپنے مولد اور وطن کو قیاصرہ کے ظلم سے بچایا (تاریخ ابن خلدون مطبوعہ مصر) یہ ایسا امر عظیم تھا کہ بنی آدم کی دائمی شکر گزاری کا باعث ہوا ۲۷ رجب سنہ۴۰ عام الفیل کی مسعود تابنخ اور صبح کا سہانا وقت ہے علیؑ کا معلم کوہ حرا کی صاف اور شفاف چٹان پر استراحت پذیر ہے نسیم روح پرور کے تیز و تند جھونکے کسی کے غمزدہ خیالات میں تلاطم برپا کر دیتے ہیں۔ پہاڑ کا خاموش منظر پرلطف فضا اور زیر صاف رصدی آسمان قدرت کی صناعی کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کر رہے ہیں آپ کا پاک و صاف نفس جلال خداوندی دیکھنے میں مشغول ہے۔ اور دماغ اُن سخت دشواریوں پر جو کہ مستقبل میں ہدایت خلق کی راہ میں پیش آنے والی ہیں غور کر رہا ہے دفعتہً اک عالم طاری ہو جاتا ہے اور پہاڑ کی خاموش اور سنجیدہ فضا میں ایک آواز آتی ہے۔ یاایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر (اے وہ شخص جو اپنی چادر میں لپٹا ہوا ہے اٹھ! اور تنبیہ کر اور اپنے پروردگار کی بزرگی ظاہر کر) اس نئے طرز کی آواز نے یکایک اضطراب پیدا کر دیا لیکن فوراً ہی دوسری آواز نے تسکین دی۔ اضطراب دور کر اور بنی آدم کا فرض جو تجھ پر ہے ادا کر۔ بموجب صاحب خیارات القلوب وہ آواز یہ تھی اقرا باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ (کہہ نام سے اپنے پروردگار کے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے) آپ پر اس مخاطبہ سے اک عالم طاری ہوتا ہے اور آپ اُس حالت میں محسوس فرماتے ہیں کہ ہر ذرات عالم اور پہاڑ سنگریزوں نے زبان حال سے تسبیح و تہلیل خدا شروع کی ہے اور اک نور کا سیلاب تمام دنیا میں لہریں مار رہا ہے دنیا سے دل برداشتہ بکیم صاف باطن رسول پہاڑ سے نیچے تشریف لاتے ہیں پھر اشیار عالم سنگریزہ و ممکنات السلام علیک یا نبی اللہ کہتے ہیں آپ خانہ خدیجہ میں تشریف لاتے ہیں۔ ردائے مبارک اوڑھ کر استراحت فرماتے ہیں مگر پھر وہی سُنی ہوئی آواز آئی یا ایھا المدثر آپ اُٹھے اور کانوں میں انگلی ڈالکر اللہ اکبر کی صدا بلند کی آپکے اس فقرہ کا اعادہ تمام اشیاء عالم نے کیا اور صدائے اللہ اکبر سے تمام دنیا گونج گئی اور فضائے ... کفر تزلزل میں آگئی اور آج ہمارے فخر بنی آدم رسول عربی نے امین کو پروردگار نے بعثت ظاہری پر فائز کیا آج شمس رسالت منور کرنے عالم میں طلوع ہو کر اپنی ضیا پر نور سے دنیا کو م

رحمۃ للعالمین

نوشتہ عالیجناب مولانا سید محمد ابو جعفر صاحب نقوی امروہوی

جبکہ کفر اپنے پورے شباب پر تھا۔ جبکہ ہدا عالیان کمل حسن سے مزین تھیں۔ جبکہ خدائی قلعہ (کعبہ) خود ساختہ خداؤن کا مسکن بن چکا تھا۔ جبکہ لڑکیاں واجب القتل تصور کیجاتی تھیں۔ جبکہ جذبات عریانی کی حکمرانی تھی۔ لوٹ وغارتگری کا سکہ تھا۔ عدل و انصاف شہوات نفسانیہ کے محکوم بن چکے تھے جبکہ تمام روئے زمین پر ظلم وجور کی سیاہ آندھیان ہر چہار طرف سے چھائی ہوئی تھیں جبکہ درندگی بربریت۔ بہیمیت انسانیت پر پورا تسلط کر چکی تھی۔ جبکہ ظلم وجور فسق و فجور کے ہاتھون تہذیب وتمدن کا گریبان تار تار ہو چکا تھا۔ جبکہ صلہ رحم۔ مواخات ہمدردی بنی نوع کی قابل قدر تصویرین۔ نفس پرستی عیش پرستی کے صندوقون میں مقفل ہوکر ظلم وجور۔ قتل وغارت کے خلیج میں بہائی جاچکی تھیں اس وقت دریائے رحمت جوش میں آیا خدا رحمن ورحیم نے حضور ختم المرسلین سید النبیین۔ رحمت للعالمین۔ احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت للعالمین بناکر مبعوث برسالت فرمایا اور غار حرا سے نور رحمت کی چھوٹ پڑی۔ شمع ہدایت کی ضوفگنی شروع ہوئی۔ ابر رحمت مکہ کی پہاڑیون پر بلند ہوا۔ نور رسالت بشری لباس میں ضوفگن ہوا اور اولاد آدم کی صدا کرتا ہے او ناداں تو اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود احسن المخلوقات یعنے پتھرون کی طرف کیون جارہا ہے تو پتھر کو سجدہ کر رہا ہے حالانکہ خدا نے تجھے اس قدر بلند (؟) فرمایا تھا کہ تیرے علم کے آگے ملائکہ کی پیشانیاں جھک چکی ہیں۔ آؤ میں تمھین بتادون کہ خدا کیونکر مل سکتا ہے۔ معبود حقیقی کو فراموش کرنے والو! کا خالق ارض وسما ایک ہے۔ لاشریک ہے۔ قہار ہے جبار ہے میں اس کا بندہ ہون تمہاری اخلاقی معاشرتی تمدنی مذہبی اصلاح کے لئے طبیب روحانی بناکر بھیجا گیا ہون۔ میں تمہاری فلاح اور بہبودی کے لئے اسلام لیکر آیا ہون۔ بابی انت وامی یا رسول اللہ اس بے سروسامانی اس کس مپرسی کے عالم میں اُن وحشی سیہ کارون۔ وحشی جنگجو اعراب کے سامنے اس بے جگری اور دلیری کو دین۔ اسلام کو پیش فرمانا صرف آپ ہی کا کام تھا آپ نے اپنے رب پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اس امر اہم کا آغاز فرمادیا جس کے لئے بڑی قوت بڑی طاقت مال ودولت کی ضرورت تھی تاکہ مال کا مقابلہ مال سے تلوار کا مقابلہ تلوار سے فوج کا مقابلہ فوج سے بسہولت کیا جاسکتا۔ لیکن اس مصلح عالم رحمت مجسم کے پاس نہ فوج ہے نہ لشکر نہ مال ہے نہ زر حالت یہ ہے کہ ایک طرف تمام عرب خون کے پیاسے اپنی طاغوتی طاقتون سے اس نور خدا کے بجھانے کے لئے پوری قوت سے کام لے رہے ہیں دوسری طرف یہ حق وصداقت کا مجسمہ عزم واستقلال کا پہاڑ۔ سچائی کا پیکر نہایت پُرامن طریقے سے اعلان کلمۃ الحق فرمارہا ہے۔ ایک جانب کفر پوری سعی کے ساتھ اس شمع رسالت کے بجھانے میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہا ہے دوسری جانب نور ایمان اپنی پوری دل آویزی سے کفر کے ظلماتی قلعون کو اپنی نورانیت سے منور کر رہا ہے۔ ادھر شرک کی باد سموم کے جھونکے اسلام کے نازک پودے کو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں اُدھر بانئے اسلام کے مواعظ حسنہ اخلاق عظیمہ کی آبیاری سے شجرۂ اسلام اپنے قدرتی نشو ونما سے بارآور ہو رہا ہے۔ کفار عرب کی خون آشام تلوارین ادھر بانئے اسلام کے خون طلب کی پیاسی بے نیام ہو رہی ہیں اُدھر اس مبلغ توحید کے اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ ابر رحمت بنکر برس

ہے حقیقت تو یہ ہے کہ خلاق عالم نے انہیں وحشی سیہ کاروں زندہ ستانے والے انسانوں۔ تمدن و تہذیب سے ناآشناؤں کے درمیان حضور رحمۃ للعالمین کو مبعوث برسالت فرماکر دنیا کو بتا دیا سمجھا دیا کہ ایسے بگڑے ہوئے ماحول میں عمر شریف کا کافی حصہ یعنے چالیس سال کامل گذارنے والا۔ اپنے دامن عفت و عصمت کو تمہارے فواحشات کے بدنما داغوں سے بچاتا ہوا کس طرح تم کو شمع ہدایت بنکر صراط مستقیم پر لے آتا ہے۔ اور کس طرح تم کو آسمان تہذیب و تمدن کا چمکتا ہوا تارہ بنا دیتا ہے۔ آخر ظلم ڈھانے والے تھک گئے۔ ظلم سہنے والا مستقل ترین انسان نہ تھکا ستانے والے تھک کر انگشت بدندان ہو گئے لیکن مظلوم مبلغ مصلح عالم۔ رحمت مجسم کی پیشانی استقامت پہ شکن نہ آئی خود ہی ارشاد فرماتے ہیں

میرے برابر کوئی نبی نہیں ستایا گیا۔ رحمۃ للعالمین پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے زندگی دو بھر ہو گئی۔ لیکن رحمت مجسم نے بددعا نہیں فرمائی بلکہ رحمت بھری آواز میں فرمایا **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون** بار الہا میری قوم کو ہدایت فرما یا اسلئے کہ وہ کھلی ہوئی بات نہیں جانتی۔ ایسے کھلے واقعات اور بدیہی حالات کے باوجود بھی کوئی صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ اسلام سلاطین اسلام کی ترکتازیوں اور قتل و غارت کا ذمہ وار نہیں وہ کسی خود ساختہ امیر۔ تسلط یافتہ بادشاہ کے افعال کا ذمہ وار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اسلام پر یہ اعتراض اسی وقت عاید ہو سکتا ہے جبکہ بانئے اسلام داعی اسلام اور ان کے حقیقی جانشینوں کی پاک زندگی میں کوئی ایسی مثال پیش کیجائے۔ تاریخ میں مجھکو کوئی ایسا واقعہ نہیں مل سکتا کہ جسکی بناپر کہا جا سکے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ بانئے اسلام کے پاس لوہے کی تلوار نہ تھی بلکہ اخلاق کی تلوار تھی جس نے ملکوں کو فتح نہیں کیا بلکہ دلوں کو مسخر کیا۔ حضور سرور کائنات بلا تشبیہ ایک طبیب روحانی بنا کر اہل عالم کے امراض روحانیہ کے معالجہ کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے جس طرح ایک کامل اور حاذق طبیب جسمانی کا یہ فرض ہے کہ اپنے زیر علاج مریضوں

کے ساتھ پر شفقت و محبت پیش آئے اور ان کی بد اخلاقیوں گستاخیوں پر توجہ نہ کرتے ہوئے تشخیص مرض کے بعد معالجہ کرے۔ اگر مریض امراض ساریہ میں مبتلا ہو۔ جس سے طبیب کو یہ خطرہ ہو کہ مبادا مرض کا ناقص مادہ سرایت کر کے دیگر اعضائے صحیحہ کو خراب کر دیگا تو عضو ماؤف کو قطع کر دے۔ تاکہ دیگر اعضاء محفوظ رہیں اسی طرح رسول اکرم اور ان کے حقیقی جانشینوں نے جب ان لوگوں کا علاج شروع کیا جو امراض شرک و کفر میں مبتلا تھے۔ کمال شفقت و اخلاق حسنہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تیر بہدف نسخہ سے علاج کیا۔ جن مریضوں میں مرض کفر کا کچھ کم اثر تھا۔ جلد شفایاب ہو گئے۔ جن میں زیادہ اثر تھا بدیر شفایاب ہوئے بعض ایسے تھے کہ جن میں مادہ فاسدہ پورا اثر کر چکا تھا۔ اور خوف تھا کہ ان کے امراض متعدیہ کا مادہ فاسدہ دوسروں تک سرایت کر کے صحیح المزاج مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوگا۔ تو اس وقت بجز قطع وریدا ور قتل کے اور کوئی علاج ہی نہ تھا اسلامی غزوات روحانی معالجہ کی آخری تدابیر تھیں جس کے علاوہ اور کچھ چارہ کار ہی نہ تھا۔ اگر رسول اکرم کفر و شرک کی متعدی وبا کو اس طرح دور نہ فرماتے تو یہ طاغوتی مادہ عام روحوں میں پھیل جاتا اور روحانیت مغلوب ہو جاتی اور دنیا میں کوئی بھی زندہ دل مسلمان نہ ہوتا جس طرح ایک طبیب جسمانی کا یہ طریقۂ علاج مستحسن سمجھا جاتا ہے اور اس کی مہارت و حذاقت کی داد دیجاتی ہے اسی طرح کیا اس طبیب روحانی کا یہ طریقۂ معالجہ بہ نظر استحسان نہیں دیکھا جائیگا۔ اسلام کو آمدار تلواروں کا رہین منت قرار دینے والے ذرا غور فرماویں۔ دنیا میں بہت سی ایسی قومیں گذری ہیں جنکے پاس بڑے بڑے لشکر تھے۔ کثرت سے تلواریں تھیں اسلحہ جنگ تھے ان کی سطوت عالم میں محیط تھی۔ لیکن جب زمانہ نے کروٹ بدلی ان کی تلواریں ٹوٹیں۔ لشکر فنا ہوا عظمت و قدرت خاک میں مل گئی پھر تو صفحہ ارض پر کوئی ان کا نام لینے والا

بھی نظر نہ آیا۔ اس کے خصوصیات نے تو قلوب عالم کو کچھ اس طرح مسخر کیا کہ دنیا صمیم قلب سے مطیع بنی۔ غزوات اسلام کے بہ نظر غائر دیکھنے کے بعد ہر صاحب انصاف اس نتیجہ پر بہ آسانی پہنچ سکتا ہے کہ مسلمانوں نے کبھی بھی جنگ کی ابتدا نہیں کی۔ بلکہ کفار نے ہی مسلمانوں پر چڑھائی کی اور مسلمانوں نے حفاظت خود اختیاری میں تلوار اٹھائی

آپ کے دربار کی شان

دنیا میں بہت سے دربار قائم ہوئے۔ ہر ملک اور ہر قوم کے فرماں رواؤں نے اپنے درباروں کی پوری صولت و شوکت دکھائی اور دکھاتے رہتے ہیں جمہور پر رعب ڈالنے اپنے جلال و عظمت کی نمائش کیلئے کیا کیا اہتمام نہیں کئے جاتے۔ خیل و حشم دربان و سپاہ سبھی کچھ ہوتا ہے۔ سر و سامان کی فراوانی۔ دولت و امارت کی درخشانی میں کسر نہیں اٹھا رکھی جاتی۔ لیکن شہنشاہ کونین سید الثقلین کے دربار میں نہ طنطنہ تھا نہ طمطراق۔ نہ شان و شوکت تھی نہ عظمت و سطوت۔ آستانہ مبارک پر دربان نہ تھا لیکن جلال نبوت سے ہر ذی روح پر ایک حیرت طاری ہو جاتی تھی۔ دربار نبوت میں ہر شخص آ سکتا تھا کسی کے لئے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ وحشی بدو وحشیانہ طور پر گفتگو کرتے تھے لیکن سرور کائنات علیہ و آلہ افضل الصلوات کمال تحمل و استقلال سے کام لیتے۔ دربار رسالت میں حلقہ حاضرین مودب بیٹھتے تھے۔ نام و نسب۔ مال و منال۔ گورے کالے کا کوئی امتیاز نہ تھا ہاں تقویٰ و طہارت تقرب بارگاہ احدیت کا ضرور امتیاز تھا۔ جو ہستیاں مقبول بارگاہ الٰہی تھیں وہی مقرب دربار رسالت پناہی تھیں۔ حلقہ اراکین ہمہ تن گوش بر آواز بیٹھتے تھے فیوض رحمانی و انوار ربانی کا سرچشمہ عموماً صبح کے وقت پھوٹتا تھا جس سے تشنگان علوم سیراب ہوتے تھے اللہ رے فیضان تعلیم رسول مقبول۔ عرب وہ عرب جن پر صدیوں سے جہالت چھائی ہوئی تھی وہ عرب جو کہ مدنیت و تہذیب سے قطعی ناآشنا تھے جن میں لوٹ مار کا بازار گرم تھا جن انسان کی کچھ قیمت ہی نہ تھی۔ ایسے وحشیوں کو آسمان تہذیب کا روشن ستارہ بنا دیا اور حضور نے ان اعراب کی ہدایت میں وہ کر دکھایا جو صبح ازل سے اب تک اور اب سے شام ابد تک نہ کوئی کر سکا اور نہ اب کر سکتا ہے اور نہ کر سکیگا سچ تو یہ ہے کہ حضور نے عرب کا پالیٹ کر دیا حالات بدلے۔ فضا بدلی۔ قوم بدلی۔ ملک بدلا۔ اخلاق بدلے عادات بدلے۔ دل بدلے۔ خانہ جنگی کے بجائے اخوت و مروت کا دور دورہ قائم کر دیا۔ سیاہ کار بدو لٹیروں کو اتفاق و اتحاد کا سبق پڑھا دیا۔ حضور سرور کائنات بیک وقت امیر بھی تھے اور فقیر بھی۔ فقیر بے نوا بھی اور فرمانروا بھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت دنیا کے لئے ایک بہترین نمونہ عمل اور مشعل ہدایت تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے۔ اس لئے قدرت نے حضرت کی زندگی کے ہر پہلو کو مکمل کر دیا تھا تاکہ امت مرحومہ کے تمام افراد اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہدایت حاصل کر سکیں۔ حضور نہ صرف دنیادار ہی تھے کہ شان و شوکت جاہ و حشمت کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔ اور نہ صرف تارک۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الدنیا ہی تھے کہ محض عبادت کی تعلیم دینے آئے ہوں بلکہ حضور اپنی زندگی کے ہر ہر لمحہ سے یہ سبق دیگئے کہ دین و دنیا دونوں جمع کیجا سکتی ہے دین و دنیا کو دوش بدوش رکھا جا سکتا ہے۔ دنیا میں صرف ایک حضور ہی کی ذات قدسی صفات ہے کہ جس نے سب سے پہلے دین و دنیا میں حد اعتدال کو قائم فرمایا اور دونوں میں کسی ایک کو بھی ضائع ہونے دیا۔ بانیٔ اسلام علیہ و آلہ افضل التحیۃ والسلام نے کسب معیشت کی جس کثرت سے ترغیب دی ہے اور تاکید فرمائی ہے اس کی نظیر دیگر مذاہب عالم میں ڈھونڈے بھی نہیں مل سکتی۔ مسلمانوں کی سراسر بدبختی ہے کہ انہوں نے کسب معیشت کو دین کے بالکل خلاف تصور کر رکھا ہے اور اس کو عین دنیاداری خیال کرتے ہیں ان کے نزدیک وہ شخص بزرگ تر نہیں جو محنت کر کے اپنے اہل و عیال کا پیٹ بھرتا ہے اور پابندی کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ احکام شریعت

مظہرہ کا سختی سے پابند ہے۔ بلکہ وہ اس شخص کو بزرگ نہیں تصور کرتے ہیں جو کسی مسجد کے ایک گوشے میں۔ خانقاہ میں جنگل میں ترک دنیا کر کے بیٹھ گیا ہے اور اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ ایسے شخص کا نام تارک الدنیا رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ترک دنیا نہیں اس نے دنیا کو نہیں چھوڑا بلکہ دنیا نے اس کو چھوڑا۔ ترک دنیا تو یہ ہے کہ تمام دنیا آرائشوں اور اپنی دلفریب تجلیوں کے ساتھ کسی کو حاصل ہو اور وہ فکر عاقبت میں لذات دنیویہ میں منہمک نہ ہو بلکہ دین و دنیا کو دوش بدوش رکھتے ہوئے حد اعتدال پر قائم رہے۔ بانئے اسلام نے رہبانیت اور جوگ کا سبق نہیں دیا۔ بلکہ حضرت کی تعلیم تو یہ ہے کہ بندے سکون کی زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے پالنے والے معبود حقیقی کو کسی طرح نہ بھولیں۔ ظاہر ہے کہ جس کی دنیا بگڑ گئی اس کا دین کس طرح درست اور سلامت رہ سکتا ہے جو خود افلاس اور عسرت کے پنجہ میں گرفتار ہے وہ دین کی کیا خدمت کر سکتا ہے۔ اس لئے بانئے اسلام نے اپنی امت کو سب سے زیادہ کسب معاش کی تاکید فرمائی کیونکہ کسب معاش کے متعلق ذرایع تھے اور ان سب میں افضل اور منفعت انگیز شعبہ تجارت ہے اس لئے رزاق مطلق نے اپنے پیغمبر آخر الزماں کیلئے اسی کو منتخب فرمایا۔ حضور کے پاس کوئی خاص سرمایہ نہ تھا۔ ہاں حضرت کی صداقت۔ دیانت۔ امانت۔ پاکبازی کی شہرت عام ہو چکی تھی۔ قوم سے امین کا خطاب پا چکے تھے اس لئے حضور کو کاروبار تجارت میں کوئی خاص دقت نہ ہوئی اور بہت جلد تجارت کے کاروبار میں کافی ترقی حاصل کر لی۔ اور آپکی دیانت و امانت شہرت کے پروں پر اڑ کر دور دور پہنچ گئی۔ اور ہر کہ و مہ حضور کی تجارتی کاروبار کا سچے دل سے معترف تھا۔ جیسے کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اپنا کاروبار تجارت حضرت کے حوالہ کر دیا بلکہ حضور کی رفاقت کو اپنے لئے مفید تصور فرما کر حضور سے عقد کر لیا۔ مسلمان سوچیں اور غور کریں کہ ہمارے پیشوا اکے عظم فخر بنی آدم نے تجارت میں کتنی سعی فرمائی۔ اور کتنے دور دراز کے سفر اختیار فرمائے اور کتنی شہرت حاصل فرمائی اور کتنے غرباء ضعفاء اور مساکین اور بیوگان کی امداد فرمائی فرزندان توحید کا پہلا فرض ہے کہ وہ حضور کے اس اسوۂ حسنہ پر کاربند ہوں اور ملازمت جیسی عنقا چیز کی سعی میں اپنی عمر ضائع نہ کریں۔ تجارت کے لئے ہرگز کسی بڑے سرمایہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر ضرورت ہے تو صرف ساکھ۔ دیانت داری امانت داری۔ راست گفتاری کی۔ اگر آپ نے ان اوصاف کو حاصل کر لیا ہے تو آپ کو ہرگز کسی سرمایہ کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کی ساکھ ہے تو آپ کو مال تجارت دیگر تجارتوں سے بسہولت مل سکتا ہے اور کاروبار تجارت میں آپ کافی ترقی کر سکتے ہیں۔

تبصرہ

جریدہ مغرب

ہفتہ وار مغرب،، کا پہلا نمبر ہمارے سامنے ہے۔ جس کو دیکھنے کے بعد دماغ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ مغرب میں ایک دینی مجاہد کی شان ہے اور دشمنان اسلام کی تخریبی و برباد کن تحریری اقدامات کو پسپا کر دینے والے جوابات دینا اس کے مقاصد و اغراض میں داخل ہے جس کا سرنامہ ہم کو بہت پسند آیا ہے لہذا ہم ناظرین کے لطف اندوز ہونے کیلئے پیش کرتے ہیں

منظر میں دلکشی ہے سماں لاجواب ہے
مغرب میں ڈوبنے کے قریب آفتاب ہے

ہماری دعا ہے کہ جریدہ مغرب اپنے مغربی فرائض و خصوصیات میں حلیہ کامیاب ہو۔ سائز ۲۰×۳۰ صفحات ۱۲ قیمت سالانہ للعہ منیجر صاحب اخبار مغرب درگاہ رستم نگر لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

انبیائے سابقین کے شرائع اور اُن سے عام استفادہ

نوشتۂ عالیجناب مولانا خورشید حسن صاحب واعظ مدرسۃ الواعظین مشیا برج لکھنؤ

مندرجہ بالا عنوان سے الواعظ کی یکم ستمبر کی اشاعت میں صدر الواعظین مولانا عدیل اختر صاحب قبلہ پرنسپل مدرستہ الواعظین کا مضمون نظر سے گذرا یہ مضمون آپنے جناب مولوی اختر علیصاحب کے اشارہ سے سپرد قلم کیا ہے موصوف کا وہ نوٹ بھی جو اس مضمون کی اشاعت کا سبب ہوا درج تھا بظاہر انبیا، کی شریعتوں کے تذکرہ کی ضمنی حیثیت سے خواہش کیگئی ہے لیکن مولانا کا مضمون صرف اسی حصہ سے متعلق ہے آپکے افادات کے بعد قلم اٹھانا گستاخی تھی دعوت کا تعلق بھی مجھ سے نہ تھا ایک ناخواندہ یا مدطفیلی کی حیثیت سے شریک ہو رہا ہوں۔

جناب مولوی اختر علیصاحب کا وہ مضمون میری نظر سے نہیں گذرا جسکے ساتھ آپکا وہ نوٹ شائع ہوا ہے جسکا اقتباس الواعظ میں ہے اسلیے ممکن ہے کہ جو کچھ میں لکھوں موصوف کے منشأ کے مطابق نہو۔

نسخ کے بارے میں جو کچھ مولانا نے تحریر فرمایا ہے مسلم ہے آپ نے جو آیت انبیائے سابقین کی شریعتوں کی تعمیم کے ثبوت میں پیش کی ہے وہی اس امر کے ثبوت میں پیش کیجا سکتی ہے کہ دین اسلام جو انبیائے سابقین کا دین ہے بلکہ بہ نسبت مسئلہ تعمیم شرائع کے اس مسئلہ کا ثبوت اس آیت سے واضح طور پر ہوتا ہے پوری آیت یہ ہے

شرع لكم من الدين ما وصّى به نوحًا والذى اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى پ ۲۵ ع ۳

تمہارے لیے اُسنے اسی دین کو جاری کیا جسکی وصیت نوح کو کی تھی اور اے رسول ہمنے جسکی تمھاری طرف وحی کی اور جسکی بابت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جس تعلیم پر حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ مامور تھے اسی تعلیم پر حضرت ختمی المرتبت انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہوئے اور یہ کہ نسخ کا مطلب یہ نہیں کہ گذشتہ شریعت بالکل منسوخ ہو جاتی ہوا ور دوسری شریعت اُس سے جداگانہ ہو بلکہ یہی ترشح ہوتا ہے کہ نسخ شدہ حصہ غیر منسوخ کے مقابل میں یا تو کم ہوتا ہے یا چونکہ اصول مذہب اور اساسی احکام میں تغیر نہیں ہوتا لہذا منسوخ اور ناسخ شریعت کو ایک کہا جاسکتا ہے اور جو قوانین کہ منسوخ ہوے وہ گویا نہونے کے مثل ہیں قرآن مجید میں یہ بھی خبر دیگئی کہ قوانین شریعت میں مصالح زمانہ کے لحاظ سے کتنا تغیر ہوتا رہا مثلاً جناب عیسیٰؑ کے متعلق فرمایا گیا

ومصدقا لما بين يدى من التوراة ولاحل لكم بعض الذى حرم عليكم۔

یعنے میں تمپر مبعوث ہوا ہوں تاکہ توریت کی تصدیق کروں جو مجھسے قبل نازل ہو چکی ہے اور بعض امور جو حرام تھے حلال کروں۔

تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ لحوم ابل اور مچھلیاں اور بعض طیور بنی اسرائیل پر حرام تھے جو شریعت عیسوی نے حلال قرار دیے یا بقول کلبی اس سے تحریم سبت مراد ہے یعنے جو پابندیاں سبت میں بنی اسرائیل کے لیے تھیں منسوخ کردی گئیں نیز ایکمقام پر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوصاف بیان فرماتے ہوتے ارشاد ہوا

ويضع عنهم اصرهم والاغلال التى كانت عليهم

پ ۹ س اعراف ع ۱۵ ع

اغلال کی تفسیر مجمع البیان میں یہ کیگئی کہ بنی اسرائیل کے لیے تو یہ قرار دی تھی کہ ایک دوسرے کو قتل کردے اور اس امت کے لیے تو یہ صرف ندامت قلبی قرار دیگئی مقتول کے معاملہ میں دیت نہ تھی بلکہ قصاص ضروری تھا ازین قبیل اور بعض احکام مذکور ہیں۔

آیہ شریفہ وما ارسلناك الا كافة للناس

کی تفسیر کے ذیل میں مجمع البیان میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں منجملہ انکے فرمایا کہ جعلت لى الارض مسجدا وطهورا۔

کہ میرے لیے زمین جائے سجدہ اور مطہر قرار دی گئی

یہ چند مقامات جو پیش کیے ان سے صاحبان بصیرت کو اندازہ ہوسکتا ہی کہ نسخ و تغیر کس قسم کا اور کس حد تک ہوتا تھا شجر ایک ہی تھا جو حضرت آدم کے زمانہ مین نصب کیا گیا اور اور تمام مرسلین اُسی کی حفاظت پر مامور تھے البتہ اسکے ثمرات کے کم اور کیف مین اختلاف ہوتا رہا۔

اجزائے شریعت سے تکمیل انسانیت مقصود ہی لہذا مین احکام کے حسن مین کوئی تغیر نہین ہوتا اونکا زمانہ مین بجالانا اور اسیطرح جن اشیاء کے قبح مین کوئی تغیر ہوتا انکا ہر زمانہ مین ترک کرنا مقتضی حکمت اور تکمیل انسانیت کا سبب ہوگا اور اُن احکام مین کسیوقت تغیر کی ضرورت نہین بنابرین ۱ توحید عدل اور دیگر صفات الٰہی کا اقرار نبوت و وصایت اور صفات نبی و وصی کا اقرار قیامت اور اُسکے متعلقات کا اقرار ہر زمانہ مین یکسان حیثیت سے رہیگا تعبیرات اور الفاظ کا تغیر حقیقتاً تغیر نہین جیساکہ مولانانے اپنے مضمون مین ارشاد کیا ہی ۲ اصل عبادت مین کوئی تغیر نہوگا یعنے یہ کہ بندون کا اپنے آپ کو بندہ تصور کرتے ہوئے اظہار عبودیت کرنا البتہ کم اور کیف مین نوع انسانی اور دیگر مصالح نوعی کے لحاظ سے تغیر ہونا چاہیے جیسا کہ حدیث معراج سے ظاہر ہوتا ہی کہ انبیاے سابقین کے لیے نماز پچاس وقت کی واجب تھی ہمارے لیے صرف پانچ وقت واجب ہے ۳ اخلاق و معاشرت کے وہ قوانین جنکے حسن و قبح کو عقل بغیر اعانت شرع دریافت کرتی ہے مثلاً صدق نافع وصلہ رحم و اطاعت والدین وغیرہ کا حسن اور کذب مضر چوری زنا قتل جھوٹی گواہی کا قبح اسکی تائید آیہ مبارکہ لاتبدیل لخلق اللہ سے بھی ہوتی ہے تفسیر مجمع البیان مین لکھا ہے ای لاتغیر لدین اللہ الذی امر الناس بالثبات علیہ من التوحید والعدل واخلاص العبادۃ للہ۔ یعنے آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے دین مین کوئی تغیر نہین وہ دین جس پر ثابت رہنے کا اُسنے لوگون کو حکم دیا ہے وہ توحید اور عدل اور عبادت خدا مین اخلاص ہے نیز آیہ شریفہ واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین کی تفسیر کرتے ہوے حکم رکوع کے خاص طور پر بیان کرنیکے وجوہ جو مجمع البیان مین لکھے ہین منجملہ اُن کے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ اس آیت مین یہود سے خطاب ہے چونکہ ان کی شریعت مین جو نماز تھی رکوع اس مین نہ تھا اسلیئے خصوصیت سے رکوع کے حکم کا اظہار کیا گیا اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ اصل صلوٰۃ شریعت موسوی مین بھی تھی اُس حکم مین تغیر و نسخ نہین ہوا البتہ کیفیت مین تغیر ہوا اور کمیت مین بھی تغیر ہوا جیسا کہ حدیث معراج مین گزرا بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ انبیاے سابقین کی شریعتین بھی عام تھین یعنے جمیع اہل ارض کے لیے تھین اگرچہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بعض احادیث سے توہم ہوتا ہے کہ انکی شریعت عام نہ تھی نیز آیات سے بھی یہ توہم ہوتا ہے کیونکہ جناب موسیٰؑ کی رسالت کے ذکر مین عموماً فرمایا گیا ہے الی فرعون و ملائہ اور حضرت عیسیٰ کے لیے بھی رسولا الی بنی اسرائیل ارشاد ہوا ہے بحار مین الکمال سے نقل کیا ہے ثم موسے و ہرون الی فرعون وملائہ الی مصر وحدہا یعنے پھر خداوند عالم حضرت موسی و ہرون کو فرعون اور اُسکی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا ان اللہ عزوجل ارسل عیسی الی بنی اسرائیل خاصۃ فکانت نبوتہ ببیت المقدس پھر خداے جلیل نے جناب عیسی کو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا آپ کی نبوت بیت المقدس سے مختص تھی انتہے،، اس اختلاف کو اسطرح دور کیا جاسکتا ہے کہ جن احادیث مین تعمیم کا اظہار کیا گیا ہے نظاہر تعمیم شریعت مراد ہے یعنے حضرت موسے اور حضرت عیسی کی شریعتین بھی عام تھین اور اُنکے عہد سے دوسری شریعت کے نافذ ہونے تک صرف انکی شریعت تنہا نافذ تھی اور جن احادیث مین تخصیص کا ذکر ہے ممکن ہے کہ اس سے تخصیص تبلیغ

دعوت مراد ہو یعنے یہ کہ شریعت موسیٰ عام تھی لیکن وہ خود اسکی تبلیغ پر صرف مصر کیلئے مامور تھے اسی طرح حضرت عیسٰی صرف بنی اسرائیل کے لیے مامور تھے اگرچہ شریعت انکی عام تھی میرے اس بیان کی تائید انھیں احادیث کے الفاظ سے ہوتی ہے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

بحار الانوار جلد خامس باب معنی النبوة وعلة بعثة الانبياء عن الرضاء علیه السلام قال انما سمی اولو العزم اولی العزم لانهم كانوا اصحاب العزائم والشرائع وذالك ان كل نبی كان بعد نوح كان علی شريعته ومنهاجه وتابعا لكتابه الی زمن ابراهيم الخليل وكل نبی كان فی ايام ابراهيم كان علی شريعته ومنهاجه وتابعا لكتابه الی زمن موسیٰ وكل نبی كان فی زمن موسیٰ وبعده كان علی شريعة موسیٰ ومنهاجه وتابعا لكتابه الی ايام عيسیٰ وكل نبی فی ايام عيسیٰ وبعده كان علی منهاج عيسیٰ وشريعته وتابعا لكتابه الی زمن نبينا محمد فهولاء الخمسة اولوا العزم وهم افضل الانبياء والرسل عليهم السلام وشريعة محمد لا تنسخ الی يوم القيمة لا نبی بعده الی يوم القيمة الخ

یعنے اولو العزم کو اولو العزم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صاحبان عزیمت و شریعت تھے جو نبی حضرت نوح کے بعد آیا اون کی شریعت و مسلک پر تھا اور اون کی کتاب کے تابع تھا حضرت ابراہیم کے زمانہ تک اور ابراہیم کے عہد میں حضرت موسیٰ کے عہد تک ہر نبی ابراہیم کی شریعت اور مسلک پر رہا اور انکی کتاب کے تابع رہا حضرت موسیٰ کے عہد میں اور ان کے بعد جو نبی آیا وہ انکی شریعت مذہب کا پیرو رہا اور انکی کتاب کے تابع رہا ہماری نبی کے عہد تک۔ یہ پانچ اولو العزم ہیں اور افضل انبیا ہیں شریعت محمد قیامت تک منسوخ نہوگی آپکے بعد کوئی نبی قیامت تک مبعوث نہوگا بعض وہ احادیث جن سے بعثت کی تعمیم ظاہر ہوتی ہے لو کوئی اس صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے مثلاً وہ حدیث جس کا ایک جز مولانا نے نقل فرمایا ہے بحار جلد خامس میں یہ حدیث پوری نقل کی گئی اوس سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی رسالت عام تھی لیکن اس کے خلاف جبکہ بعض احادیث سے رسالت کی تخصیص اور بعض سے شریعت کی تعمیم ظاہر ہوتی ہے تو ممکن ہے وہ انبیا جو بعد حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے تبلیغ کرتے رہے چونکہ اون کی تبلیغ انہیں کی شریعت کے ماتحت تھی لہذا وہ اون کی طرف منسوب کی گئی لیکن خود یہ دونوں بزرگوار صرف مصر اور بیت المقدس میں تبلیغ پر مامور ہوں حضرت اشرف انبیا بھی ابتدائے امر میں اپنی شریعت کی تبلیغ کے لئے صرف ایک محدود دائرہ میں مامور رہے ہوئے چند سال کے بعد رسالت عامہ کا عہدہ عطا ہوا پس جس طرح کہ حضرت کی تبلیغ ایک وقت میں محدود تھی ان دونوں بزرگوں کی تبلیغ کی بھی محدود ہو اور حضرت کو بعد میں دعوت عامہ پر مامور فرمایا گیا لیکن ان حضرات کی دعوت خاص رکھی گئی ہو ظہیر الملتہ والدین جناب مولانا ظہور حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ نے جو صورت جمع تحریر فرمائی ہے آپ نے بھی شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کی عمومیت کا احتمال ظاہر فرمایا ہے۔

بہر حال جس طرح شریعت نوح و ابراہیم علیہما السلام سے استفادہ کی دعوت جمیع خلق کو دی گئی تھی ان کے مابعد کی شریعتوں میں بھی تخصیص نہیں ظاہر ہوتی ہر شخص کو فائدہ اوٹھانے کا حق دیا گیا بلکہ اون کا ترک موجب عقاب تھا شرائع سابقہ کی تعمیم تسلیم کرتے ہوئے اس شبہ کے جواب میں کہ جبکہ جمیع شرائع سابقہ عام ہیں تو شریعت محمدیہ کو اون پر کیا فوقیت ہے مولانا نے دو وجہیں ذکر کی ہیں دوسری وجہ کو آپ نے جدید تحقیقات کی تسلیم پر محول کیا ہے میرے نزدیک اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس مطلب کے ثبوت کیلئے احادیث کا کافی ذخیرہ موجود ہے بحار میں ایسی احادیث ذکر کی گئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالم کے اور عوالم خدا اور عالم نے خلق

فرمائے ہیں وہاں کے باشندوں کو خبر بھی نہیں کہ حضرت
آدم کب خلق ہوئے اور شیطان کب پیدا ہوا ان عوالم پر
محمد و آل محمد کی حکومت ہے ان احادیث سے ظاہر ہے کہ
وہ جب کہ حضرت آدم کے خلق ہونے سے واقف نہیں تو ان
کی شریعت بھی وہاں نافذ نہ ہوگی اگر ان کی شریعت وہاں نافذ
ہوتی تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ لوگ صاحب شریعت سے واقف
نہ ہوتے نیز یہ فرمانا کہ وہ لوگ حضرت آدم کی خلقت سے
واقف نہیں بظاہر بطور مجاز اس سے مراد یہ ہے کہ اون
لوگوں کو اس عالم کی کچھ خبر نہیں ایک حدیث میں ارشاد ہو
رہا ہے کہ اس آفتاب کے علاوہ چالیس آفتاب اور ہیں اور اس
ماہتاب کے علاوہ چالیس ماہتاب اور ہیں وہاں خلق کثیر
آباد ہے اون کو کچھ خبر نہیں کہ خدا نے آدم کو پیدا کیا یا نہیں
امام حسن علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ مشرق و مغرب میں دو شہر آباد جن کے لوہے کا حصار
ہے ان کے حالات بیان فرماتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ میں
اون پر حاکم ہوں اس قسم کی اکثر احادیث منقول ہیں جن سے
ظاہر ہوتا ہے کہ محمد و آل محمد کی حکومت اس عالم کے علاوہ
دیگر عوالم پر بھی ہے اور وہاں کے باشندے اپنی ضروریات
کا آپ سے سوال کرتے ہیں۔ یہ امر بھی لائق ذکر ہے کہ نسخ
تین طرح ہو سکتا ہے گذشتہ شریعت کے کچھ احکام بالکل
منسوخ کر کے اون کے بجائے دوسرے احکام کا نفاذ
ہو یا گذشتہ شریعت میں کوئی حکم نہ ہو اور شریعت مابعد میں
وہ جاری کیا جائے یا شریعت ماقبل میں کوئی حکم تھا جدید
شریعت میں اوس کو منسوخ کر دیا گیا اور اوس کی جگہہ
کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا نسخ کی ان تینوں شقوں کی
مثالیں ملتی ہیں ع ۱ مثلاً شریعت موسوی میں توبہ یہ تھی
کہ ایک دوسرے کو قتل کر دے شریعت محمدی میں بجائے
اوس کے توبہ صرف ندامت قلبی قرار دی گئی ع ۲ مثلاً
شریعت ابراہیم سے قبل جہاد نہ تھا بعض احادیث سے ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے عہد سے حکم جہاد نافذ ہوا
ع ۳ حضرت موسیٰ کا عقد حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی سے ہوا
اور مہر یہ قرار دیا گیا کہ حضرت موسیٰ آٹھ سال تک حضرت
شعیب کی بکریاں چرائیں یہ حکم منسوخ ہو گیا امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام میں اس طرح نکاح جائز
نہیں آخر میں فرمایا کہ عورت اپنی مہر کی خود حقدار ہے
مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے جو مہر مقرر کیا اوس
سے حضرت شعیب منتفع ہوئے اور اسلام نے اس طریقہ کو
منسوخ کیا کہ زوجہ کے باپ یا بھائی کو کوئی شے دینے کی شرط کی جائے اس بیان
سے یہ ظاہر ہوا کہ عموماً کیفیت و کمیت عبادات اور مسائل تمدن معاشرہ کے جزئیات میں تغیر ہوتا رہا
اصول دین اور اصول عبادات اور اصول اخلاق میں نہ تغیر کی ضرورت تھی اور نہ
ثابت ہوتا ہے بعض تاریخوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ
جناب نوح سے قبل شریعت حلال و حرام نہ تھی لیکن
اگر اس امر سے یہ مراد ہے کہ کوئی شے حرام و حلال نہ
تھی تو لائق قبول نہیں کیونکہ حضرت ہابیل اور قابیل
کے واقعہ کے ضمن میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں
اون سے تصریحاً پتہ ملتا ہے کہ بہن اور بھائی کے نکاح
کی حرمت حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں بھی تھی
ایک حدیث میں منقول ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ
و آلہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر آدم اپنی بیٹی کا عقد
اپنے بیٹے سے کرتے تو میں بھی زینب کا عقد قاسم سے کر دیتا میں
دین آدم کے خلاف نہیں ہوں۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اصول دین
کے علاوہ مسائل معاشرت میں بھی اصول میں تغیر نہیں ہوا اور حضرت
کا یہ ارشاد کہ میں دین آدم کے خلاف نہیں، ظاہر کرتا ہے کہ جو
اصول و قوانین اساس جداگانہ سبب تھے اون میں تغیر نہیں ہوا
اور اسی لئے دین محمدی اور دین آدم و نوح وغیرہ ایک کہا گیا
جن اشیاء کی حرمت و حلت بلحاظ نفس الامر ہے یہ نہیں ثابت ہو سکتا
کہ حضرت آدم کے عہد میں اور ان کے احکام میں اختلاف تھا بالکل
نہ تھے اور اگر یہ مراد ہے کہ ارتکاب حرام پر کوئی سزا نہ تھی تو اسکے ثبوت کی

رسولؐ کا طرز معاشرت امت کیلئے نمونۂ عمل ہے

نوشتۂ عالیجناب مولانا سید سبط حسن صاحب واعظ و ناظر کتبخانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

ستائیسویں ماہ رجب المرجب کو آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے اس وقت حضور کا سن مبارک چالیس سال کا تھا۔ ذات مبارکہ نبوی صلعم انبیائے اسلاف سے افضل و اشرف تھی بایں سبب قدرت نے یہ چاہا کہ آپ کی امت بھی امم سابقہ سے افضل و اشرف ہو۔ لہذا ہمارے پیغمبرؐ نے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اوصاف ظاہری و باطنی سے امت کو آراستہ و پیراستہ رکھنا چاہا۔ آپ اپنے تمام اقوال و افعال حسنہ کے جن کے خود حامل تھے عامل ہو کر امت کے لئے نمونۂ عمل بنے اور معاشرت کا بہترین دستور العمل امت کے لئے پیش کیا جن سے کہ مبسوط کتابیں پر ہیں ان میں سے چند چیزیں سپرد قرطاس ہیں۔

طرز گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فطرتاً شیریں کلام اور نرم زبان تھے ہنگام کلام فقرہ و ہر لفظ جدا جدا بتامل ادا فرماتے تھے جس سے مخاطب اور سامع محظوظ اور عنوان کلام کو بہ آسانی سمجھ سکتا تھا۔ اخلاقاً اکثر اوقات اثنائے کلام میں ایک ایک بات کو تین تین مرتبہ ارشاد فرماتے تھے جس امر پر زیادہ زور دینا ہوتا تھا بار بار اوس کا اعادہ فرماتے تھے۔

آپ بلند آواز تھے اور نہایت خوش الحان۔ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے تو ہمسایہ کے لوگ اپنے گھروں میں تلاوت قرآن کے ثواب سے شرف اندوز ہوا کرتے تھے۔ بے ضرورت کبھی گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ آپ کا ہر فقرہ اور ہر لفظ صاف اور واضح ہوتا تھا۔

دست مبارک سے اگر اشارہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو پورا ہاتھ اوٹھاتے اور ہتھیلی کا رخ بدل دیتے۔ تقریر میں کبھی ہاتھ پر ہاتھ مارتے۔ بات کرتے کرتے اگر مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو آنکھیں نیچی ہو جاتیں۔ ہنستے بہت کم تھے۔ مسکراہٹ آپ کی ہنسی تھی۔

جریر ابن عبداللہ کا بیان ہے کہ کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ آنحضرت نے مجھے دیکھا ہو اور مسکرا نہ دیا ہو۔ کبھی مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے تھے۔ بلکہ تسکین و دلجوئی کے پرمعنی فقرات انداز کلام میں ہوتے تھے۔

رفتار مبارک آپ میانہ رفتار تھے۔ لیکن بوقت ضرورت جب سرعت سے چلنے لگتے تھے تو رفتار اتنی تیز ہو جاتی تھی کہ گویا آپ ڈھالو مقام سے اوتر رہے ہیں۔ میانہ روی آپ کی عادت میں داخل تھی۔

آداب طعام دسترخوان پر جو چیزیں ہوتی تھیں اگر ان میں سے کوئی شے پسند خاطر نہ ہوتی تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے اور اسکی کوئی خرابی یا برائی نہ ظاہر فرماتے۔ جو سالن سامنے ہوتا اوسی کو ہاتھ لگاتے اور گرد کے برتنوں کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے اور اس طریق سے اوروں کو بھی منع فرماتے تھے۔ کبھی تکیہ، مسند یا دیوار وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے۔ زمین سے کسی قدر اونچے منبر پر کھانا رکھ کر کھایا کرتے تھے چونکہ یہ علامت نخوت و امتیاز تھے۔ آپ نے اس طریقہ کو ناپسند فرمایا۔

خوش لباسی اگرچہ خودستائی اور تکلف سے آپ کی ذات مبارکہ بری تھی لیکن کبھی کبھی خوشنما اور بیش بہا لباس بھی زیب تن فرما لیتے تھے تاکہ بیش قیمت پوشاکیں دنیائے اسلام میں ہمارے بعد حرام نہ سمجھ لی جائیں۔

معمولات روزانہ آپ نے اپنی اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا تھا ایک حصہ مخصوص ذکر عبادت کے لئے دوسرا افادۂ خلق اور تعلیم امت کے لئے۔ اور تیسرا اپنی خاص ضرورت کیلئے

معمول خواب آرام کرنے اور سونے کے وقت معمول تھا کہ عشا کے بعد آپ فرش خواب پر جاتے سونے لگتے تو قرآن مجید کا کوئی سورہ ضرور تلاوت فرماتے۔ بنی اسرائیل زمر۔ حدید۔ حشر۔ صف۔ تغابن۔ جمعہ۔ ان ہی میں سے کوئی سورہ سوتے وقت ضرور پڑھ لیتے تھے۔ سوتے وقت یہ الفاظ ارشاد فرماتے تھے

(خدایا تیرا ہی نام لے کر مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں)
جب جاگتے تو یہ دعا پڑھتے تھے

(اوس خدا کا شکر جس نے موت کے بعد پھر زندہ کیا اور اوسی کی طرف حشر ہوگا) نصف شب یا پہر رات باقی رہنے پر آپ فوراً بیدار ہو جاتے مسواک ہمیشہ سرہانے تکیہ کے قریب رکھی رہتی تھی۔ بستر سے اٹھتے ہی مسواک کرنے لگتے تھے مسواک کے بعد وضو فرماتے اور فوراً مصلے پر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کی سجدہ گاہ آپ کے سرہانے ہوتی تھی

عیادت مریض مریضوں کی عیادت سے خاص شفقت حاصل تھا۔ ارشاد فرماتے تھے کہ عیادت مریض بھی مسلمانوں کا ایک فرض خاص ہے۔ جب کسی مریض کے دیکھنے کو تشریف لیجاتے تو مریض کی دلجوئی فرماتے اور مرض میں اوس کو تسکین دیتے۔ شفائی امید دلاتے۔ پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے صحت کی دعا فرماتے اور کہتے ان شاء اللہ طہور (خدا نے چاہا تو خیریت ہی) اگر کوئی فال بد زبان سے نکالتا تو حضور اقدس ؐ بڑی کو گران گذرتا اس لئے۔ خدا کے رحم و کرم سے انسان کو کسی وقت ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ حکم ہی کہ مریض کے دیکھنے کو جاؤ تو اوس پر سورۂ محمد کی تلاوت بہ نیت شفا پڑھو۔ ایک بدوی عرب مدینہ آکر بیمار ہوگیا حسب دستور آنحضرت اوس کی عیادت کو تشریف لیگئے۔ بکمال شفقت کلمات تسکین فرمانے لگے۔ بدوی عرب حالت مرض میں پریشان ہوکر بولا آپ فرماتے ہیں انشاء اللہ خیریت ہے یہاں وہ

خدیہ تپ ہے کہ بغیر جان لئے ہوئے جانے کی نہیں۔
آپ نے فرمایا ایسا نہ کہہ خدا شافی ہی۔

معمولات ملاقات آنحضرت خاص طور سے اس بات کے عادی تھے کہ جب کوئی شخص آپ سے ملنے کو آتا یا آپ خود اوس سے ملنے کو تشریف لے جاتے تو دونوں حالتوں میں پہلے آپ اوس کو سلام کرتے۔ اکثر لوگوں نے سبقت سلام کا قصد کیا۔ مگر آپ نے کبھی سلام میں اس کو سبقت کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اگر کوئی شخص راز کی گفتگو گوش مبارک تک پہنچانا چاہتا اور اس ارادہ سے اپنا منھ گوش مبارک تک لایا تو پھر جب تک کہ وہ اپنا منھ ہٹا نہ لے۔ آنحضرت گوش مبارک کو اس کے قریب سے سرکاتے نہ تھے۔ مصافحہ میں بھی یہی حالت تھی کہ ہاتھ ملانے والا شخص جب تک اپنے ہاتھ کھینچ نہ لے اوس وقت تک آپ دست مبارک کو نہ کھینچتے۔ آستانہ رسالت پر حاضر ہونے والے کو کھڑے ہوکر السّلام علیکم کہنا پڑتا پھر عرض کرتا مجھے اجازت ہے میں اندر آؤں اسی کو اذن کہتے ہیں۔ خود رسالتماب بھی کسے کے یہاں جاتے تو اسی طرح اجازت طلب ہوتے۔ مگر جو شخص اس کے خلاف کرتا تو بارگاہ رسالت سے واپس اور زیارت نبوی سے محروم رکھا جاتا۔

یہ چند سطور بالا خدمت میں ارباب ملت و اصحاب دین و مذہب باین غرض پیش ہیں کہ ہماری طرز معاشرت پر ایک نظر غائر ڈالنے کی ضرورت ہے اور اس طرح کہ مذہب کا پہلو فروگذاشت [illegible] چونکہ یہ تمام باتیں مبسوط کتب میں مسطور ہیں اون سے فوائد حاصل کرنا ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے اگر وقتاً فوقتاً یہ چیزیں صفحات اخبار پر آتی رہیں تو ممکن ہے کہ معتد بہ فائدہ اس کی اشاعت سے ہو اور ہر شخص بلا استطاعت و بے استطاعت اس سے ایک لائحہ عمل اپنے لئے بسہولیت بنا سکے [illegible] اخبار ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے ہر ایک شخص دلچسپی رکھتا ہے اور ہر وقت

بیش نظر رہ سکتا ہے لہذا اگر ان چیزوں پر بھی نظر پڑتی رہے تو تمام فوائد پہنچتے رہینگے لہذا ضرورت ہے کہ ایک باب مستقل اخبار میں قائم کیا جائے وما توفیقی الا باللہ وہو علیٰ کل شئی قدیر ۔ اور ترغیب دیجائے کہ عوام کو بھی اس سے دلچسپی پیدا ہو اور حتی الامکان ان باتوں کے اختیار کرنے کی کوشش کیجائے جو فلاح دارین اور خوشنودی خدا اور رسولؐ کا باعث ہوں ۔ مذہب کا ہر وہ شخص جو کسی قدر پابندی رکھتا ہے اور جذبات مذہبی کا دلدادہ ہے لازم ہے کہ دیکھے اور غور کرے کہ اپنے مذہب کے مطابق ہم میں کیا کیا چیزیں موجود ہیں اور ہم میں کون سی وہ باتیں ہیں جو مفقود ہو رہی ہیں اور حالت موجودہ میں ہماری ضروریات زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے اور آئندہ اس کے اثرات کیا ہوں گے ۔

مومنین کرام

سلام علیکم! سالہائے ماسبق کی طرح امسال بھی عید نیمۂ شعبان کی مسرتوں سے بغلگیر ہونے کے لئے ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ شب نیمۂ شعبان بوقت ۸ بجے شب اسٹینڈرڈ ٹائم بمقام امام باڑہ شوستری (جوتا امام باڑہ) نونہال نرجس خاتون کی محفل ولادت میں تشریف لائیے اور اس گل سر سبد امامت کی نکہت بہاروں سے دل کی آنکھیں منور کیجئے انشاءاللہ حسب ذیل طرح میں شعرائے کرام زمزمہ سنج ہوں گے ۔

سراج منیر کی بعثت

نوشتہ عالیجناب مولانا سید مہدی حسین صاحب کمال عظیم آبادی

انبیا کی بعثت وہ ضروری چیز ہے جس کے بغیر خداوند عالم کی حجت بندوں پر تمام نہیں ہو سکتی ۔ اس نے نوع بشر کی داغ بیل پڑنے سے پہلے دنیا میں نبی بھیجا اور اعلان نبوت کے لئے انبیاء کو گویا وہ بنایا انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی آواز بعثت انبیاء کی وہ بوند تھی جو پہلے پہل میدان تبلیغ میں دی گئی ۔ حضرت آدم کی بعثت کا اعلان جب فرشتوں میں ہو چکا اس وقت اس زمین پر لائے گئے جس کے بعد نسل آدم بڑھنا شروع ہوئی ۔ ممکن تھا کہ اولاد آدم دنیا میں جب پھیل جاتی اس وقت کوئی نبی مبعوث ہوتا مگر قدرت کو یہ کہاں منظور تھا کہ دنیا ایک لمحہ کے لئے بھی حجت سے خالی رہے ۔ آدم کو بھیجا اور بنی آدم نہ تھے تو فرشتوں سے افضل قرار دیا حضرت نوح دنیا میں آئے یہ وہ وقت تھا جب دنیا اسرار سے چھلک رہی تھی ۔

آدم کی شریعت کے نقوش ناعاقبت اندیش بندوں کے ہاتھوں مٹ رہے تھے حضرت نوح نے اس زمانہ کے موافق ایک جدید شریعت پیش کی ۔ اسی طرح ایک رسول کے بعد دوسرا رسول مبعوث ہوتا رہا اور زمانہ نے کبھی حضرت ابراہیم کی خلت کا نظارہ کیا کبھی موسیٰ کی ہیبت دیکھی یوسف کا جمال دیکھا داؤد کی صامعہ نواز آواز سنی ۔ سلیمان کا سحر العقول اقتدار دیکھا عیسیٰ کے دست شفا سے لطف اندوز ہوئے ۔ ایک سے ایک بہتر نمونہ سامنے رکھا مگر یہ حق کی تبلیغ میں غیر معمولی [illegible] ان مقدس ہستیوں کو [illegible] شروع کیا مگر

قدرت کو بھی ضد تھی کہ زمانہ ہادی دین سے خالی نہ رہے۔

طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک سو نبی یکے بعد دیگرے مبعوث ہوئے اور دشمنان دین نے ہر ایک کو قتل کر دیا۔ ایسے خونخوار بہیمیت نواز حیوان صفت انسانوں کے لئے ایک ایسے نبی کی ضرورت ہوئی جو مختلف پہلوؤں سے اس قوم کو راہ راست پر لائے۔ کبھی اخلاق کے جوہر دن سے گرویدہ کرے۔ کبھی رحم و کرم سے سروں کو جھکا دے کبھی اپنی خوش صفاتی سے دلوں میں گھر کرے اور اگر جلال و تہور کا موقع ہو تو بہادرانہ بیئور تلوار کی آنچ دشمنوں کے زہرے آب کر دے

ان خصوصیات کا حامل اگر تھا تو جناب محمد مصطفےٰ تھے جنہوں نے مبعوث ہوکر انسانیت کو غلامی کی زنجیروں سے چھڑا لیا ستائیس رجب اس آخر الزمان نبی کی بعثت کی وہ تاریخ تھی جس میں ماہ فلک اپنی روشنی کو رخصت کر چکا تھا کفر و الحاد کی گھنگھور گھٹاؤں میں مکہ کی اندھیری راتیں دشمنوں کے دلکو خوفزدہ کر رہی تھیں۔ چار دانگ عالم میں تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ توحید کا نام لیوا شاید ہی کوئی تھا اس خطرناک اور تاریک دور میں سراج منیر کی ضرورت ہوئی اور فاران کی چوٹیوں پر نور رسالت چمکا۔

غار حرا اس آفتاب کی ضیا باری کا پہلا برج تھا جہاں ملائکہ کی آمد آمد سے نور کی بارش ہونے لگی

قرآن مجید کی پہلی آیت اقرأ باسم ربک الذی خلق کی نوید روح افزا کر الٰہی حکومت کے تخت پر متمکن کیا اور سلسلہ تبلیغ کی خصوصی اجازت ملی۔ وہ لوگ جو آگے چلکر پیغ و بیخ کی آواز بلند کرنے والے تھے ابھی کفر و شرک کی گھٹاؤں میں مادیت سے ہم آغوش ہو رہے تھے ان کو مطلق یہ خبر بھی نہ تھی کہ نبی دو عالم مبعوث ہو گیا۔ وہ نفس کی تربیت میں اور مکہ کی مشہور مالکہ خدیجہ کبریٰ حق کی تلاش میں عصمت کی تربیت پر آمادہ پیغمبر نے چہرہ سے آثار نمایاں دیکھ کر اپنی نبوت کا تذکرہ کیا۔ اور یہ عالی دماغ خاتون سب سے پہلے اپنے اسلام کے اظہار پر گوہر افشاں ہوئی۔

پیغمبر کے حلقہ عقیدت میں صرف یہ عورت اور آپ کے چچا زاد بھائی علی مرتضیٰ پیش پیش نظر آتے تھے۔ اور یہی وہ توحید پرستوں کا پہلا گروہ تھا جس پر کوئی سبقت نہ لے جا سکا۔ ایمان کی دولت لٹ رہی تھی مگر لینے والوں کا فقدان تھا پیغمبر کا ابر کرم برستا تھا مگر چاروں طرف سراب نظر آتا تھا۔

عرصہ تک ان مخصوص افراد کے سوا گوہر ایمان کہیں نہ چمکا۔ پوچھنے والے کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھ کر پوچھتے تھے کہ یہ کسکا دین ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور کیا کر رہے ہیں تو جواب میں مکہ والے کہتے تھے یہ محمد بن عبد اللہ (خاتم النبین ہیں) اور وہ بی بی ان کی بنت خویلد اور وہ بھائی ان کا پسر ابو طالب خدیجہ کا وطن سیدہ کی نسل روز قیامت تک پیغمبر کو زندہ رکھے گی اور علی کے دست و بازو کے کارنامے اور ان کے صلب کے برکات قیامت تک باقی رہینگے۔ پیغمبر پر ایمان لانا اور سب سے پہلے آواز پر لبیک کہنا وہ مخصوص فضیلت تھی علی ابن ابی طالب کی جو کاتب تقدیر نے تمام نامی کے ساتھ نسبت کر لی تھی۔

لوح محفوظ اک نگینہ ہے علی کے نام کا
عرش کہتے ہیں جسے زینہ ہے اسکے بام کا
رجعت خورشید اور شق قمر سے ہے عیاں
ہے نبی اک پیالی کا علی اتمام کا

بعثت رسول اکرم ص اور کتب ہنود

نوشتہ عالیجناب مولانا انبیاء علی صاحب ممتاز الافاضل از مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

خداوند عالم مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے کسی نہ کسی ہادی کو برابر مبعوث کرتا رہا بنی آدم کی ہدایت کا سامان انھیں میں سے ایک ہادی منتخب کرکے کیا تاکہ اتمام حجت ہوجائے اور آخری ہادی بنی آدم میں ایسا مبعوث کیا کہ جو ہر سفید و سیاہ اور جن و انس کا رسول و نبی تھا جیساکہ ارشاد رب الارباب ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے تمکو تمامی عالم کی رحمت بناکر بھیجا حضرت آدمؑ سے خاتمؑ تک جتنے انبیاء مبعوث ہوئے اونکی نبوت و رسالت کا دائرہ محدود تھا لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث کئے گئے تو آپکے متعلق ارشاد ہوتا ہے وما ارسلناک الا کافۃ للناس۔ ہم نے اے رسول تمکو کل ناس کا رسول بنایا آپکے رسول اور مبعوث من اللہ ہونیکی پیشنگوئیاں اہل ہنود کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ہندوستان کی آبادی کوئی نئی آبادی نہیں کہ جن میں کوئی نبی مبعوث نہوا ہو یقیناً ہندوستان میں جبکہ وہ قدیم آبادیات میں شمار کیا جاتا ہے کوئی نہ کوئی نبی ضرور مبعوث ہوا ہوگا جیسا خداوند عالم فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کوئی امت ایسی نہیں گذری کہ جسمیں کوئی ہادی مبعوث نہوا ہو۔ حضرت آدم سے جناب ختمی مرتبت تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہدایت کے لئے آئے جنمیں سے بعض کے اسماء ہمکو بتلائے گئے اور انکے صفات و واقعات سے آگاہ کیا گیا۔ مثلاً حضرت آدمؑ کہ جنسے نوع انسان کی بنیاد قائم ہوئی اونکے اوصاف ہمکو بتائے گئے انھی اوصاف کو اگر ہم اہل ہنود کی کتابوں میں دیکھتے ہیں تو ہم کو وہ صفات نظر آتے ہیں نیز یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت ہندوستان میں نازل ہوئے جسکی وجہ سے آج تک کوہ آدم اور پل آدم مشہور ہے اسیطرح حضرت شیثؑ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی ہندوستان میں نازل ہوئے اور اب تک آپکی قبر اجودھیا کے قریب ایک احاطہ میں موجود ہے انہیں وجوہ سے ہم خیال کرسکتے ہیں کہ ہندوستان میں انبیاء ضرور آئے ہوں گے جنکے اسماء ہمکو بتلا دیئے گئے لیکن زبان کی اجنبیت سے ہم ان کو نہیں سمجھ سکتے کہ یہ وہی انبیاء ہیں جنکے نام ہمکو معلوم ہیں لیکن جو صفات و واقعات ہم کو بتلائے گئے ہیں وہ ان نبیوں پر منطبق ہونیکی وجہ سے اس امر کے موہم ہیں کہ ہم اونکو نبی خیال کریں اور اونکی تعلیمات کو متغیر سمجھیں اسیطرح اہل ہنود کی کتابوں میں ایک اوتار نے دوسرے اوتار کے پیدا ہونیکی خبر دی ہے اور ایک ہادی نے دوسرے ہادی کے آنیکے علامات بتلائے ہیں جنکی وجہ سے آئندہ آنے والے ہادی اور اوتار کی شناخت آسانی سے ہوسکے اور اسکے ذریعہ سے نجات کا تلاش کرنا سہل ہوجائے ہمارے آخری نبی و ہادی کے متعلق بھی صفات و واقعات اور اسم گرامی ان کتابوں میں ملتے ہیں یہ امر بھی بعید نہ ہوگا۔ اگر آپ ہی کی ذات والاصفات کو کلکی اوتار سمجھا جائے ہیں اولاً ان کتابوں سے اس امر کو واضح کرونگا کہ یہ صفات جو اہل ہنود کی کتابوں سے بیان کئے گئے ہیں سوائے آنحضرت کے اور کسی کی ذات پر منطبق نہیں ہوتے ملاحظہ ہو۔ بھاگوت ہسکنت جس کا شمار ۲۸ سمرتیوں میں ہوتا ہے اوس میں ان الفاظ کے ساتھ پیشین گوئی کی گئی ہے۔

آدمی دھی روی رو و رتیا ص بشن نگ ہری کرتو کم فیکہ ونگ سرمول منی دوتی سیہ کرن کمہہ پاپم وہا بھوی یرتہ ہر تک بھری پوترین سارتی جہہ نہ سر سرسی اتھم سنبھرم نٹی وہ پرتی دم ایتی سارم بر ہارنم سو دیہ یوی لوہ رنم اوتارنہ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جنیدن زمین کے بیچ میں سورج کی طرح بڑے خاندان میں خدا کی طرف سے اوتار ہوگا اور اوس ملک میں پیدا ہوگا یہ ہے کہ یہی دست لانے والی ہوگی اور اون کے ملک کے لوگ ان کے ذریعہ سے پاکیزگی و نجات حاصل کرینگے اور بڑا دریا دنیا کا پار کرکے اوس کا دامن پکڑینگے اور اس سرزمین میں جسمیں خدا کا پیارا بیٹا قدم کو چھوڑ کر اتریگا۔

پہاڑوں پر گھاس ہوگی خدا کا نام اونکے پاس ہوگا اور گناہ کا
محو کرنے والا اتریگا اس پیشنگوئی میں چند باتیں بیان کی گئی
ہیں ایک یہ کہ وہ وسط ارض میں نازل ہوگا۔ بڑے خاندان
کا ہوگا اوس ملک میں دست لانے والی پتی ہوگی پہاڑوں پر
گھاس نہ ہوگی۔ دریا کو پار کرنا ہوگا تب وس تک پہونچینگے خدا کا
نام اونکے پاس ہوگا۔ چنانچہ یہ علامات جناب رسالتمآبؐ پر پوری
طرح منطبق ہوتے ہیں آپؐ وسط ارض میں پیدا ہوئے یعنی جزیرہ کا وسط
مکہ ہے بڑے خاندان میں ہوتا آپ بنی ہاشم سے تھے جو عرب میں
بہت بڑا خاندان ہے مکہ بھر میں وہ پتی ہوتی ہے جو دست لاتی
ہے جسکو سنا کہتے ہیں آپکے ملک کے پہاڑ خشک ہیں آپکے ملک کے
جانے میں سمندر پار کرنا پڑتا ہے آپ ہی نے کلمہ لاالہ الا اللہ
سکھایا۔ ان صفات کو دیکھکر ہر اہل انصاف کا فریضہ ہے کہ وہ
آنحضرتؐ کی تصدیق کرے کہ آپ نبی خدا ہیں اور آپکے اوپر ایمان
لاکر نجات حاصل کرے خصوصاً اہل ہنود اسکی طرف توجہ کریں اور
انصاف سے کام لیں حسب ذیل پیشین گوئی میں آپکے نام کا ترجمہ ہے
کمیل پرگن جو کہ ندا کا مصنف ہیں اپنی گرنت (کتاب) کے بال
کانڈ (شروع حصہ) میں دواسی دبارہیں باب کی چھٹی درشٹ
کونٹ میں کہتے ہیں یہ کتاب اٹھارہ پرانوں میں شامل ہے جسکے
الفاظ بخط اردو یہ ہیں دلکش اوتار نیا اودت بن تم مہی ندھم ارن
سیکبارتم بلونت سورتم پرتھوی ہمی سرب اوخاسن گرام
کلکش اوتار نیا نجات کا دینے والا اوتار جو ہی اودت بن تم مہی
ندھم پیدا ہونگے اندھیری دور کرنے والے زمین کے بیچوں بیچ
میں ارن سیکبارتم دشمن کے مارنے والے بلونت سورتم زور
والے بڑے بہادر پرتھوی ہمی زمین کی ناف سرب اونما تعریف
کیا گیا سن گرام بذریعہ لڑائی دین پھیلائیگا اس پیشین گوئی میں واضح
طور پر اس امر کو بیان کیا گیا ہے کہ جس اوتار پر نجات کا مدار
ہیکر جہالت کی تاریکی کو دور کریگا اور وہ زمین کے بیچ میں پیدا ہوگا
اور اسکی ایک صفت یہ بھی ہوگی کہ وہ دشمن (خدا) کو ہلاک کریگا
اور بڑا طاقتور ہوگا اور لڑائی کے ذریعہ دین کو پھیلائیگا وہ
تعریف کیا گیا ہوگا جس کا عربی میں ترجمہ محمد ہوتا ہے آنحضرتؐ
کا اسم مبارک محمد ہے آپ ہی نے دشمن خدا کو ہلاک کیا اور آپ
نے ان سے جہاد کیا جہالت کی تاریکی دور کردیا اس پیشینگوئی کے آخر
میں ایسے علامات بھی بیان کئے گئے جنکو طول ہونیکی وجہ سے ترک
کردیا گیا جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوتار پچھم کیطرف ہوگا چنانچہ
آنحضرتؐ ملک ہند سے کہ جسمیں آپ پیدا ہوئے پچھم میں واقع ہے

مشہور عالم مجالس

جناب سکریٹری صاحب "حسینی تبلیغی مشن" فیض آباد مطلع فرماتے
ہیں کہ ۳۰ ستمبر لغایت ۴ اکتوبر ۱۹۳۸ء مثل سالہائے سابق
فیض آباد میں عظیم الشان مجالس منعقد ہونگی جسمیں نامی اور معروف
اپنی پر از معلومات تقاریر سے سامعین کو محظوظ و مثاب فرمائینگے
حضرات مومنین سے استدعا کی گئی ہے کہ کثیر تعداد میں تشریف
لاکر مجالس میں شرکت فرمائیں۔

نوٹ۔ بڑے اسٹیشن پر مومنین کے خیر مقدم کے لئے والنٹیر
موجود ہونگے طعام کا انتظام مناسب قیمت پر ہوٹل سے ہوگا۔

مقاصدہ

جناب سید نوازش علی صاحب نقوی شکارپور ضلع بلندشہر
سے مطلع فرماتے ہیں کہ ۴ر شعبان کو بعد مغرب آپکے دولتکدہ پر بزم
مقاصدہ منعقد ہوگی جسمیں حضرات بیرونجات سے آپ نے بھی
طبع پر کلام روانہ کرنے کی استدعا کی ہے لیکن بیرونجات کے حضرات
شعرا کا کلام کیم شعبان تک پہونچنا چاہیئے۔

مصرعہ طرح

نبی روز ازل جو تھی تصویر وفاداری

قافیہ ردیف: ۔۔ "

وفاداری۔ علمداری وغیرہ "

بانی اسلام کے مختصر حالات

نوشتہ عالیجناب مولانا محمد محسن صاحب نبیرہ سرکار نجم العلما مدظلہ

وہ وقت جبکہ کفر و نفاق کی گھٹائین دنیا کے ہر گوشہ مین چھائی ہوئی تھیں اور دامن ارض معاصی کی کثافتون سے داغدار ہو گیا تھا ورذالت و خبث سے تمام عالم معمور تھا خون ریزی عامۃ الناس کے نزدیک کوئی خاص چیز نہ تھی اور عرب والوں کی بربریت و بدویت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ جس کا احاطہ قوت تحریر سے باہر ہے ایسے نازک زمانہ مین جناب آمنہ کی گود سے آفتاب نبوت اور جناب عبد المطلب کی قسمت کا ستارہ محمد عربی کی ولادت باسعادت سے ضوفشان ہوا بے شک یہی وہ ذات تھی جس کی پیدائش سے قصر کسریٰ کے کنگرے زمین پر سر بسجود نظر آنے لگے جس کے سبب سے کفر و نفاق کی سیاہ گھٹاؤن کا پردہ چاک ہو گیا جس نے زمانہ طفولیت ہی سے مذہب حق کی تبلیغ دنیا میں شروع کی جس کی بنیاد ایسی پاک و پاکیزہ تھی کہ نالہ ہائے غنیمت جنکی آجتک یاد تازہ کر رہی ہیں اور بے شک یہی وہ ہستی ہے جس نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور اسکی تعلیم سے دنیا کو سیدھے راستہ کی طرف لگا دیا جس پر کفار قریش نے ہزارون مظالم کئے اور سیکڑون مصیبتین ڈالین آپس میں مشورہ کر کے قتل رسول کی تحریک کی یہانتک نوبت بانیجا رسید کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ السلام پر قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے اور آنحضرت کے فرق مبارک پر خس و خاشاک پھینکا خشت باری کی گئی طعنہ زنی کی گئی میل جول بالکل ترک کر دیا غرضکہ طرح طرح کے مصائب کئے مگر وہ تعلیم حق میں اسی طرح منہمک رہا جس طرح اس نے ابتدا کی تھی کیون نہ ہو خاتم المرسلین تھا مالک کون و مکان تھا اور ملت اسلامیہ کا بانی تھا وجہ ایجاد عالم تھا سردار دو عالم و سید الانبیاء تھا اور بمفاد اول ماخلق اللہ نوری یعنی دنیا مین سب سے پہلا میرا ہی نور خلق ہوا) وہی اول مخلوق تھا فضیلت کے اعتبار سے تمام اولوالعزم پیغمبرون میں ممتاز تھا اسی سے نبوت کی تکمیل ہوئی ہے خاتم المرسلین قرار پایا اسی کو خداوند عالم نے سردار کائنات ہونے کا شرف بخشا اور مخصوص مرتبون کی وجہ سے محبت جیسے مرتبہ جلیلہ پر فائز کر کے اس کے شانہ پر مہر نبوت ثبت کر دی اس کے فضائل و مناقب و خصوصیات وہ ہیں کہ ازل سے اس وقت تک نہ کسی کو یہ مراتب ملے ہیں اور نہ ملینگے کیا کہنا اس ذات کا جس کی اولاد میں فاطمہ جیسی بیٹی ہو جس کو تمام زنان عالم کی سرداری کا فخر حاصل ہو جسکا بھائی علی جیسا مجمع فضائل و کمالات ہو جس کو خود آپ ہی نے اپنے مقدس نور کا ایک حصہ فرمایا ہو جس کے نواسے حسن و حسین ہون جن کو بمفاد حدیث (الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ) جوانان بہشت کی سرداری و افسری کا بزرگ ترین منصب عطا ہوا ہو جس کو قرآن مجید جیسا عظیم الشان معجزہ ملا ہو بے شک اس پاک و پاکیزہ ہستی کا مثل دنیا پیش نہیں کر سکتی جس نے آمنہ کی گود میں اور ابو طالب کی حمایت میں تربیت پائی جس کا نام

An Ideal King (این آئی ڈیل کنگ)

بادشاہ اور بادشاہتیں آج بھی بیسیوں موجود ہیں اور آج سے قبل ہزاروں سال پہلے سے سلاطین اور سلطنتوں کے سلسلے جاری دکھائی دیتے ہیں اپنی اپنی فہم اور اپنے اپنے تجربے کے اعتبار سے فلاسفہ نے اچھی بری سلطنت اور اچھے بُرے بادشاہ کا معیار بھی بنایا ہے لیکن اگر آفتاب کا چراغ لیکر اسوقت سے تلاش کی ابتدا کریں جب سے حکومتوں کی بنادیں پڑیں اور آج تک ایک ایک قوم اور قطعہ ارضی کو چھان ڈالیں تو مشکل ہی سے کہ کسی حکومت کو علی الاطلاق یا کسی بادشاہ کو بے کھٹک اچھا کہدیں اسمیں شک نہیں کہ بہترین حکومتیں اضافی حیثیت سے اچھی کہے جانے کی سزاوار اور کتنے ہی سلاطین نسبتاً بہتر حاکم کہلانے کے حقدار ملیں گے لیکن کوئی ایک حاکم ایسا ملنا نہایت دشوار ہی جو بہ حیثیت حاکم ہر طرح مکمل ہو۔

ہمیں اسوقت تمام اقوام وملک کی سلطنتوں سے بحث نہیں ہے اگر صرف مسلمان حکمرانوں کا جائزہ لیا جائے تو سوائے ایک دو ذاتوں کے یہاں بھی کوئی ایسی نظیر پیش نہیں کیجا سکتی جسے مکمل نمونہ کہا جائے۔

سلطنت اور سلطان کی خوبی وبدی کا اندازہ کرنے کیلئے سلطنت کا دستور العمل اور سلطان کا عمل دیکھنا ضروری ہے لہذا اسلامی سلطنت اور مسلمان حاکم کے لیے علوم کا کانسٹی ٹیوشن کتاب خدا وسنت رسول) ملحوظ ہونا لازم ہے اور اسی کی پابندی سے سلطین بحیثیت مسلمان اچھا بادشاہ کہا جا سکتا ہے ورنہ یوں تو سیکڑوں ایسے غیر مسلم حکمران ملیں گے جنکی حکومتیں ایسی بہتری خوبیاں ہیں گی جیسی تاریخ اسلام کی حکومتوں میں بیان کی جاتی ہیں بلکہ بعض مسلمان بادشاہ تو ایسے بھی ملیں گے جو اسلام کے لیے [illegible] اسلام پر داغ دکھائی دینگے عربی [illegible] حبک الشیٔ یعمی ویصم یعنی کسی شے کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی۔

چنانچہ جب عام مسلمانوں نے تاریخیں لکھنا شروع کیا تو خصوصیت سے ایسی ذاتوں کو جنھیں مذہبی پیشوائی کا درجہ بھی دیا جا چکا اتنا اچھالا کہ انھیں خدا اور رسول سے بھی آگے بڑھا دیا بادشاہی حیثیت تو الگ رہی جن جن جرائم کے حدود خدا و رسول نے معین کر دیے تھے انہیں اپنی رائے سے کمی بیشی کے باوجود "بہترین مسلمان" "بادشاہ" بنا رہے کہیں عدالت کا زور ہوا تو بقول شخصے "موسے پر سودرے" پورے کر دیے گئے اور جو کہیں ابر کرم برسانا چاہا تو زانی اور ناکردہ گناہ مسلمان کے قاتل کو نہ صرف مراحم "خسروانہ" سے معافی کا مستحق ٹھہرایا گیا بلکہ "خطاب خاص" سے نوازا گیا۔

اسلامی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے والے ایسی بیشمار مثالیں دیکھیں گے جنمیں احکام خداوندی اور سنن محمدی سے صریح بغاوت کی گئی ہے اور باوجود اسکے ایسی شخصیتیں دنیا کے سامنے اتباع رسول کا کامل پیکر بنا کر پیش کیجاتی ہیں۔

پروپگنڈہ اتنا اثر رکھتا ہے اسکا اندازہ کرنا ہو تو تاریخ کے اُن صفحات پر نظر ڈالیے جہاں ایک طرف خود سردار کائنات کی بالکل بے گناہ ذریت رسول مقبول کے معصوم جگرپارہ رسن بستہ دکھائی دیتے ہیں اور دوسری طرف رسول کی نیابت اور حوزہ اسلام کی حفاظت کے مدعی کی طرف سے قتل الحسین بسیف جدہ کی بانگ بے ہنگام بلند ہوتی ہے اور مدعیان دین اسلام اس آواز کو سنتے ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اتنا ہی نہیں بلکہ اسی میخوار کو پیشوا اور امام سمجھا جاتا ہے اُسی کے پیچھے جمعہ وجماعت پڑھی جاتی ہے۔

ذرا آگے بڑھیے تو آپ کو اس سے اور عجیب مثالیں دکھائی دینگی امام حسن کے قاتل کو خلفائے راشدین کا رتبہ عنایت کیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون) خلاصہ یہ کہ کون سا ایسا حال ہے کہ جلوہ مُنھ دکھتی ہی قاتل کا۔

جو زمانہ تاریکی وجہالت کا کہلاتا ہے اُسکا تو ذکر ہی کیا آج بھی دنیا مین ایسے کثیر التعداد افراد موجود ہین جو پیتل کو سونا اور خزف کو صدف سمجھکر اصلی جواہر سے غافل در خوشاب سے بے بہرہ ہین۔

مولانا اختر علی صاحب لائق صد تحسین ہین کہ مذکور عنوان کتاب "این ائی ڈیل کنگ" انگریزی زبان مین لکھکر غیر اقوام کے لیے ایک ذریعہ قائم کر دیا تا کہ وہ دیکھین کہ اسلام مین واقعاً حکومت کسطرح مطلوب ہے، اور اسلام کا پابند کسطرح حکومت کرتا ہے۔ کیا اسلام کی حکومت کا یہ منشا ہے کہ اگر کوئی خلیفہ اسلام کی تعظیم کو کھڑا نہو تو اسکی کوڑے سے خبر لیجائے یا خزانۂ عامرہ کے پُر کرنے کے لیے زکوٰۃ کی نئی نئی اسکیمین (جو منصوصات خدا و رسول کے خلاف مین) نکالی جائین آئے دن دنیا پر فوج کشی کے تار بندھ جائین ہوا خواہان دولت کے لیے بڑے بڑے وظیفہ مقرر کر دیے جائین حاکم وقت سے مرعوب نہ ہو کر احکام خدا و رسول کی اشاعت مین آزادی راے رکھنے والے مسلمانون کی زہر خورانی درہ زنی جلا وطنی سے ضیافت کیجائے؟؟؟ یا حکومت اسلام کا وہ منشا ہے جو لائق مصنف نے اپنی اس کتاب مین دکھلایا ہے کہ حکومت کا ایک ایک حبہ بھی اپنی ذات مین یا اپنے اقربا کی ذات مین یا اپنے احباب کی ذات مین حرام سمجھا جائے۔ بیت المال کا ایک ایک تنکہ پبلک ہی کے کامون مین صرف ہو۔ شاہی ٹھاٹھ اور شان وشوکت سے نہ صرف ظاہرداری کے لیے بلکہ فی الواقع اپنے آپ کو علٰحدہ رکھا جائے اور اپنے عمال کو علٰحدہ رکھنے کی شدۃ سے تاکید کیجائے وغیرہ

ابھی تھوڑا زمانہ گزرا ہے جب گاندھی جی نے کانگریسی وزرا کو حکومت مین سادگی کی تلقین کرتے ہوئے ایسے افراد کا نام لے دیا تھا جنکے حق مین تاریخ واحادیث کی رائین گاندھی جی کا ساتھ نہین دیتی دکھائی دیتین۔ کاش دنیا کے سامنے اسلام کی سچی تصویر ہوتی۔

اس کتاب (این آئی ڈیل کنگ) مین امیر المومنین کے حالات زندگی اور زمانہ حکومت مین آپ کا طرز عمل خصوصاً غریب مزدور اور عامۃ الناس رعایا کے ساتھ برتاؤ نہایت مجمل طریقہ سے پیش کیے گئے ہین اور باوجود طباعت کی خوبیون کے صرف ایک آنہ قیمت رکھی گئی ہے

کہ مومنین خود بھی بآسانی لے سکین اور غیر اقوام مین شائع کر سکین اگر یہ کتاب غیر اقوام تک جلد پہونچا دی گئی تو مصنف کا ارادہ ہے کہ ابھی تو صرف مسلمانون ہی کی کتابون سے حالات لکھے گئے ہین دوسرے اڈیشن مین غیر مسلم مورخین کے اقوال بھی پیش کیے جائینگے اور جن شعبون کا اجمالی تذکرہ ہے انکی تفصیل اور جو سیاسیات ومعاشیات کے شعبہ بغرض اختصار چھوڑ دیے گئے ہین اضافہ بھی کر دیا جائیگا۔

جو حضرات یکجائی پچیس کتابین خریدینگے انکو پچیس فیصدی کمیشن بھی دیا جائیگا۔ ان خوبیون کے ساتھ ایک آنہ قیمت پر کتاب بالکل مفت ہے۔

اقبال حسین پبلشر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ یا سکریٹری انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ یا دفتر اخبار الواعظ یا دفتر اخبار سرفراز یا مصنف سے طلب کیجیے۔ **الواعظ**

اسود کا تازیانہ

(اور)

پیغمبر اسلامؐ کی بعثت مبارکؐ

مراعات حقوق کائنات کا بے نظیر مظہر

مکہ کا فقیر تاجدار عمل کے لباس میں

نوشتہ عالیجناب مولانا سید محمد صادق صاحب ممتاز الافاضل پروفیسر ادبیات نظامیہ کالج

افسوس کہ مولانا کا مضمون اسوقت پہونچا جب آخری کاپی جا رہی تھی اسلئے ہم کسی مناسب جگہ پر شائع نہ کرسکے۔ مدیر

کوہ فاران کی تاریک چوٹیاں اور جہالت پرست عربوں کا وہی مسکن جو کبھی طوائف الملوکی کا شکار تھا اب تنظیم و اتحاد کے غیر فانی جلوؤں سے اوسکا ہر ہر ذرہ گودیرہا ہے۔ بہیمیت و سبعیت کے بجائے ایمان کا پھریرہ اس وسیع خطہ ارض کے دل میں لہریں لے رہا ہے جہاں کل تک بتوں کی حکومت تھی۔ یعرب بن قحطان کے فرزند علم اسلام کے سایہ میں پورے طور پر اکٹھا ہوگئے ہیں اور اب آذری صنعت کے سامنے سر نیاز خم کرنے والوں پر اوسکی حکومت ہے جن کا نام محمدؐ ہے۔

قلقل مینا کے دہن پر سکوت کا پہرہ ساغر مئے کی زبان پر خاموشی کی مہریں لگی ہوئی ہیں اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہی نا فہم انسان جو کل تک ثروت پرستی و ملوکیت نوازی کی آہنی زنجیروں میں قید تھے اب وہی روحانیت کے نشہ میں سرشار نظر آرہے ہیں اور انسانیت اسلامی تعلیمات کے سایہ میں رواداری کے وہ گرانبہا نمونے پیش کررہی ہے جنکی نظیر پیش کرنے سے عالم کی طولانی تاریخیں انگشت بدنداں نظر آرہی ہیں۔ باہمی مساوات کی یہ حد ہوچکی ہے کہ اسلامی حکومت کا فرمانروا ٹوٹی ہوئی چٹائی اور پھٹے ہوئے ملبوس کہن میں تاجداری کے اہم فرائض انجام دے رہا ہے۔

نہ شاہی ساز و سامان ہے نہ تاجدارانہ شان و شوکت نہ حشم و خدم کی فرمانروائی ہے نہ جسم پر زرتار قبا ہے اور فرمانروایان حکومت ہونگے جن کے دہن چاند کی چھٹکی ہوئی چاندنی میں دختر رز کے لبوں کے بوسے لیا کرتے ہونگے جنکی بزم عشرت میں جمال وحسن کی گرمیوں سے پرستاران عشق کے نوخیز جذبوں کو انگڑائیاں آتی ہوں گی جنکے گرد و پیش دسترخوان حکومت کے ریزہ چینوں اور جی حضوریوں کا جماؤ ہوتا ہوگا۔ مگر اسلامی تاریخ کا ہیرو محمدؐ عربی کی شہنشاہی کا انداز ہی بالکل نرالا ہے۔ نہ ہاں میں ہاں ملانے والے ہم رکاب ہیں نہ شاہانہ تزک و احتشام عرب کے چٹیل جنگلوں اور بے آب و گیاہ میدانوں کو طے کرتا ہوا عرب کا روحانی فقیر آخری حج کا فریضہ ادا کرنے جارہا تھا آفتاب کی گرمی پورے شباب پر ہے ریت کے ذرے زمین دل عاشق کی طرح دہک رہی ہیں میدانوں کی زلفیں گرد و غبار سے اَٹی ہوئی ہیں۔ کوئی اور ہوتا تو سجی ہوئی محملیں ہوتیں گدے ہوتے اور زربفت و دیبا کے پردے محمل کے چاروں طرف سایہ کن ہوتے مگر کیا کہنا مکہ کے اوس روحانی تاجدار کے عزم و استقلال کا جو مدینہ سے مکہ کی طولانی راہ کو اس بے سر و سامانی کی حالت میں طے کررہا ہے کہ نہ دھوپ کی سختیوں سے پوری طرح حفاظت کرنے کا کوئی سامان ہے نہ ملوکانہ ساز عشرت معمولی سی سواری ہے جسپر ریگستان عرب کا فقیر تاجدار جلوہ افروز ہے ناقہ کی ٹھوکر سے جب اسکے جسم میں غیر معمولی حرکت پیدا ہوتی ہے تو اسکا جذبہ عمل چہرہ پر سکون کا خط کھینچ دیتا ہے۔

تاجدار عرب کی سواری خدا خدا کرکے راہ کی صبر آزما سختیوں کو

برداشت کرتی ہوئی اب اوس مقام پہ پہنچ گئی ہے جو خلیل کے پاک ہاتھوں کی تعمیر اور علی کے طیب وطاہر جسد کا مولد ہے مکہ کی نا وافقہ کش ہستیاں ہزاروں کی تعداد میں سکے بعد دیگرے شوق زیارت میں چلی آرہی ہیں اور دست بوسی کر کے روحانیت انسانیت کے وہ گراں مایہ اسباق حاصل کر رہی ہیں جنکو زمانہ کے انقلابات ابد کی آخری صبح تک ہمکنار فنا نہ بنا سکیں گے اور قیصر و کسریٰ کی شاہیاں جنکے سامنے بالکل ہیچ معلوم ہوں گی زمانے آئینگے اور گذر جائینگے قومیں بنیگی اور بگڑیں گی اور انمیں کبھی کبھی مساوات و رواداری کا نغمۂ شیریں بھی سنائی دیگا مگر اس روحانی فقیر کا یہ روحانی ترانہ جب کبھی بھی فطرت کے خاموش خطیب کی زبان پر آئیگا کہ نفقیر جالس فقرا مسکین جالس مسکینا تو اسکی عظمت و اولیت کے سامنے اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ قدر شناس دنیا کچھ تھوڑے عرصہ کے واسطہ مجسمۂ سکوت بنجائے گی۔

آنے والا مسافر شہریوں کے پرتپاک خیر مقدم سے جب فرصت پا چکا تو حج کے مناسک بجالانے میں مشغول ہوا۔ بہت تھوڑی سی مدت میں آنے والا اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے بعد اوسی پوری ہمت و استقلال کے ساتھ مراجعت پیارے وطن ہوا اور دنیا نے آنکھیں کھول کر دیکھ لیا کہ مسلمانوں کا روحانی پیشوا جس فقیری کی شان سے مدینہ سے مکہ تک آیا اُسی طرح گرم ہواؤں اور تپتے ہوئے ریگستانی میدانوں کو قطع کرتا ہوا مکہ سے مدینہ تک پہونچ گیا اور صبح ابد الآباد تک کے لئے شاہی کا وہ کامیاب دستور العمل مرتب کر گیا جسکی تاثیر کا ٹالسٹائی جیسے شہرہ آفاق فلسفی کو بھی اقرار کرنا پڑا

مدینہ کا ذرہ ذرہ جس مسند نشین سریر فقر کی آمد کا منتظر تھا وہ بھی جانے والا اپنی عمر کے آخری فریضۂ حج کو ادا کرنے کے بعد واپس آگیا اور مدینہ میں جو تھوڑے دنوں کے لئے سنسان ہو گیا تھا اب پھر وہی پہلی سی رونق اور وہی پہلی سی چہل پہل ہے ہر دل خوش اور چہرہ بشاش نظر آرہا ہے مسرت کے شادیانے ہیں اور زندگی تدریج نوش کی آوازیں نہ کہیں تصنع کا نام ہے اور نہ ظاہر داری کا وجود نفاق کے دروازوں پر اسلامی سیادت کے پہرے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ریاست و امارت دولت و سرمایہ داری کے نقش مٹ چکے ہیں اور اُنکے بجائے روحانی سیادت و اتحاد کا پرچم موج فضا میں لہریں لے رہا ہے دل تو یہی چاہتا تھا کہ قیامت تک یہ ایمان آفریں منظر نگاہوں سے اوجھل نہوتا لیکن یہ بھی غدار زمانہ کا ایک انقلاب تھا کہ گھنٹوں کے بعد دن۔ دنوں کے بعد ہفتے۔ ہفتوں کے بعد مہینے انتہائی تیزی کے ساتھ تمام ہو گئے اور سال کے اوس منحوس مہینہ کا ہلال دل دوز نمودار ہوا جسکا نام صفر ہے۔

ماہ صفر کا ہلال تو ایک نہ ٹوٹنے والے اثر غم کو اپنے مختصر دامن میں سمیٹے ہوئے مطلع افق پر جلوہ آرا ہوا اور جتنی جتنی اوسکی روشنی بڑھتی گئی اوسی قدر وہ وقت قریب آتا گیا جسکو اسلام کی داستان تبلیغ کا آئندہ بڑھا ر خاتمہ کیا جائیگا۔

کوہ حرا کی چوٹیوں پر چمکنے والا آفتاب مکہ کے فقیر دل کا صدر نشین عین اوس وقت جبکہ ماہتاب کی روشنی سے منبع نور بنی ہوئی تھی اوس مرض میں مبتلا ہوتا ہے جسکے بعد دنیا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوسکے انوار فیض سے تہی داماں ہونے والی ہے جتنا جتنا زمانہ آگے بڑھتا گیا اوتنا ہی اوتنا مکہ کے فاقہ کش تاجدار کے مرض میں ترقی ہوتی گئی اور بالآخر وہ وقت آگیا کہ پیغمبر اسلام آخر خطبہ پڑھنے کے لئے سر منبر تشریف لے گئے۔

اصحاب مہاجرین سے مسجد لبریز ہے دل پیغمبر کی زبان سے آخری خطبہ سننے کے منتظر ہیں پیغمبر منبر پر تشریف لاتا ہے ہر شخص گوش بر آواز ہے کہ دیکھیں آج خدا کا رسول کیا کہتا ہے۔ بیماری کی وجہ سے تاجدار اسلام کا جسم کانپ رہا ضعف و نقاہت کی وجہ سے ہاتھ بستر میں کپکپی ہے چہرہ کا رنگ تمتمایا ہوا ہے مگر باوجود اسکے ہمت و استقلال ایثار خلوص نشر و

وتردیج کلمۂ اسلام کا وہی عالم ہے جو سابق میں تھا مسجد کا بھرا ہوا مجمع جس آواز کا منتظر تھا وہ آواز تھرتھراتے ہوئے لفظوں کے ساتھ بلند ہوئی اور پیغمبر اسلامؐ وصیت کے طور پر یہ چند کلمہ ارشاد فرمائے کہ اے اسلام کے پرستارو تمھارے پیغمبر کی یہ خواہش ہے کہ من کنت جلدت لہ ظہرا فلیتقد منی فھذا ظہری ومن کنت شتمت لہ عرضا فھذا عرضی فلیتقد منی ومن کنت اخذت لہ مالا فھذا مالی فلیاخذ منہ ولا یخشی الشحناء من قبلی جسکو میںنے ناحق کوڑا مارا ہو وہ میری پیٹ حاضر ہے مجھے کوڑا مارے جسکی آبرو پر میںنے ناحق کوئی حرف گیری کی ہو وہ مجھپر حرف گیری کرے جس کا میںنے ناحق کوئی مال لیا ہو تو میرا مال حاضر ہے اور میں سے لیلے اور اسلام میں کوئی خوف نہ کرے اسلئے کہ یہ امر میری شان سے بہت بعید ہے۔ تاریخ ابو الفدار ص۱۱۵۔

خطبہ کے الفاظ ختم ہوئے اور مجمع نے یکزباں ہوکر آواز دی کہ اے خدا کے رسولؐ ہمارا کوئی حق بھی آپ کے ذمہ ایسا نہیں جسکا ہم آپ سے مطالبہ کر سکیں۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص گوشۂ مسجد سے اٹھ کھڑا ہوا اور پیغمبر اسلام کی خدمت میں عرض کیا۔

اسود۔ میرا ایک حق آپ کے ذمہ ہے جسکا مجھے مطالبہ مقصود ہے

پیغمبر اسلام۔ وہ کیا۔ اسود۔ ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے اور میں آپ کے ہمراہ جا رہا تھا آپنے ناقہ کو کوڑا مارا غلطی سے بجائے ناقہ کے میری پشت پر پڑ گیا۔

ابھی اچھی طرح اسود کی گفتگو ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ مسجد میں ہلچل مچ گئی اور ہر طرف سے اسود پر نفرین وملامت کی آوازیں بلند ہونے لگیں کریم پیغمبر نے سبکو چپ کیا اور وہی کوڑا منگواکر اسود کے ہاتھ میں دیا اور اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے پشت پر سے کرتہ کا دامن ہٹایا۔ اسود انتقامانہ تیوروں کے ساتھ والہانہ انداز میں آگے بڑھا لوگوں کی نگاہیں لڑی ہوئی ہیں کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ اسود قدم کو آگے بڑھاتا ہوا قریب آیا نبوت کا جمال نگاہوں کے سامنے آیا مہر نبوت کی ضیا سے آنکھوں میں خیرگی ہونے لگی کوڑے کو دور پھینکا اور انتہائی محبت میں مہر نبوت کو بوسے دینے لگا۔ پیغمبر اسلام نے نحیف آواز میں فرمایا کہ اسود بدلہ لینے میں جلدی کر ضعف کی زیادتی سے مجھے کھڑا ہونے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ اسود نے روتے ہوئے لہجہ میں عرض کی کہ روحانیت کے بطل اعظم وہ ہاتھ کٹ کر گر جائیں جو نیت انتقام آپ پر بلند ہوں۔ میری تمنا تو صرف مہر نبوت کی زیارت کرنا تھی جو خوش قسمتی سے آخری وقت پوری ہو گئی۔

مسجد میں اسود کے ان معرفت میں ڈوبے ہوئے فقرات سے مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت نے اسود کے جذبہ کی تحسین کی ایمان نے نگاہوں کے بوسے دیے وقت گزر گیا لیکن اسود کے ایمانی جذبہ کی داستان اور پیغمبر اسلام کے رعایت حقوق کا افسانہ آجتک شمع شبستان کیطرح محفل افروز کائنات بنا ہوا ہے خداوند عالم مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ حقیقی معنوں میں اس روحانی سبق کی تاسی کر سکیں۔

سفارت منجانب مدرسۃ الواعظین

دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں مذاہب عالم زبردست تبلیغی مساعی کے سیلاب امنڈتے چلے آرہے ہیں۔ باطل پرست فرقے اور مذاہب سیاسی چالوں سے اپنے تبلیغی فرائض کو انجام دے رہے ہیں۔ ہم بھی حتی الامکان اس سے غافل نہیں ہیں اور برابر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں لیکن ہماری تبلیغی مساعی کو جسقدر وسیع اور ہمہ گیر ہونا چاہئے تھا اس سے ہم اپنی مالی کمزوریوں کی بنا پر قاصر ہیں۔ لہذا شیدایان ملت اور دلدادگان مذہب کو جہاں ہم حالات حاضرہ سے اسوقت مطلع کر رہے ہیں وہاں اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے ہوئے جناب حکیم محمد عباس علیخاں صاحب ناظم مجددہ کو شیعیان ہند کی خدمت میں بعہدۂ سفارت مدرسۃ الواعظین روانہ کر رہے ہیں اور اس امید کے ساتھ کہ انشاء اللہ شیعیان ہند نہایت سیر چشمی کیساتھ مدرسۃ الواعظین کی مالی اعانت کیطرف توجہ فرمائینگے۔ اور ہمکو موقع دینگے کہ ہم شیعیان ہند کے اس آل انڈیا تبلیغی ادارہ مدرسۃ الواعظین کی بے پناہ اور حق پرست باطل شکن قوتوں

یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

از جناب تپش صاحب خفی مین پوری (ادھیانی)

آج ہے تنزیل قرآنی کا روز اولیں — یعنی احمد بن رہے ہیں آج ختم المرسلین
لرزہ براندام ہے بار نبوت سے زمیں — جبہ افخان بنی ہے برلب روح الامیں
بخت خفتہ ہو گیا بیدار عصیاں کار کا
یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

حسن عجز بندگی کا جلوہ جلوہ ہے عیاں — محو حیرت رہ گئی ہے کبر و نخوت کا جہاں
مٹ رہا ہے دہر سے باطل پرستی کا نشاں — شرک و بدعت ہیں پریشاں ظلم ہے گریہ کناں
حکم کافر کے لئے ہے ادخلوا فی النار کا
یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

ہو رہی ہے مصطفیٰ علم لدنی کے علیم — ہو رہی آج تکمیل کتب ہائے قدیم
ہے زمین پر آج لطف خالق عرش عظیم — جلوہ جلوہ برق ایمن ذرہ ذرہ ہے کلیم
آنکھ والو آج اذن عام ہے دیدار کا
یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

آ گئی ہے اولاد آدم میں رسالت آخری — پا گئی ہے اہل زمین نے آج رحمت آخری
دل کو آیا ہے پیام شوق وحدت آخری — ہر نظر میں جلوۂ نور ہدایت آخری
آخری منظر عیاں ہے عالم اسرار کا
یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

جذبۂ توحید سے قلب و نظر مغلوب ہیں — جلوۂ حسن بتاں کی حسرتیں معیوب ہیں
کثرت انوار سے شمس و قمر محجوب ہیں — حسن باطل کی تجلی سازیاں معتوب ہیں
فرق ظاہر ہو رہا ہے آج نور و نار کا
یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

شافع محشر لقب پایا شہ ابرار نے — دی مبارک باد کعبے کے در و دیوار نے
بخشش کی مژدہ بہت ہے تلب زار نے — دی صدا ہے مرحبا کہکر لب اطہار نے
کوئی دیکھے آج عالم چشم گوہر بار کا

یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا
لائے ہیں جبریل حضرت کو فرشتوں کا سلام — مومنوں کیواسطے آیا ہے جنت کا پیام
ہو رہا ہے آج اپنی ساختہ کا اہتمام — کوئی ہو گا اے تپش دنیا میں مہماں کا نام
فضل ہم پر ہو رہا ہے ایزد غفار کا
یوم بعثت ہے جناب احمد مختار کا

اعلان عام

اراکین و کارکنان مجلس استقبالیہ پنجاب شیعہ کانفرنس ملتان و جنرل سکریٹری پنجاب شیعہ کانفرنس نے چند خاص وجوہ کی بنا پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ پنجاب شیعہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس ملتان کو ملتوی کر دیا جائے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۔ ۲۔ ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو ملتان میں پنجاب شیعہ کانفرنس کے اجلاس منعقد نہیں ہونگے۔

نیز حضرات اپنا حساب کتاب جلد از جلد جنرل سکریٹری مجلس استقبالیہ ملتان کو روانہ کر دیں اور فی الحال وصولی چندہ کا کام بند کر دیں۔

نیز مومنین پنجاب۔ تا اطلاع ثانی کانفرنس کے جلاس کے لئے کسی سفیر کو چندہ مرحمت نہ فرمائیں۔ تفصیلات و حسابات عنقریب اخبارات میں شائع ہوں گے۔

سید محمد عبد الجلیل شاہ	محمد لطیف انصاری
جنرل سکریٹری مجلس	جنرل سکریٹری
استقبالیہ پنجاب شیعہ	پنجاب شیعہ
کانفرنس ملتان	کانفرنس

نعت و منقبت

نتیجہ فکر عالیجناب مولوی سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی سابق حنفی

میرے نالوں میں عجب کیف اثر انداز ہے
ساز کے نغموں میں کب یہ لطف سوز و ساز ہے

میرا افسانہ ہے نخل طور کے ہر برگ پر
وادیٔ سینا کا ہر ذرہ مرا ہمراز ہے

ڈوب جاؤں کیف میں سنکر نکیوں تیری صدا
اک مراحسن سماعت پھر تری آواز ہے

رازِ سربستہ ہے میری زندگی میرے لئے
سانس کی آواز کیا ہے اک نوائے راز ہے

ہے اندھیری رات اور چھایا ہے جانب سکوت
ہمزباں زنداں میں اک زنجیر کی آواز ہے

بیخودی میں جسکو اپنی بھی خبر رہتی نہیں
ہے وہی دل جسمیں پنہاں اک جہاں راز ہے

میری خاموشی سے خاموشی ہے ساری بزم میں
سوز بھی بے سوز ہے اور ساز بھی ناساز ہے

چھیڑ دوں نغمہ کہ وہ بھی کروٹیں لینے لگے
گنبد خضرا میں جو سرگرم خواب ناز ہے

کچھ تو کہئے آخر کہ خاموشی اثر انداز ہے
جنبش لب پر زمانہ گوش بر آواز ہے

چاند کو انگلی سے دو کرنا ہے کیا تیرے لئے
ٹھوکروں میں تیری پنہاں عیسوی اعجاز ہے

آپ ہی کو حق نے بخشا اوّلیت کا شرف
آخریت کا بھی حاصل آپ کو اعزاز ہے

ہے الٰہی بزم مہماں ہیں نبی خادم ملک
عرش اعظم ہے مکاں سارا خدائی ساز ہے

مہر کی رجعت تری عین الہی غمازیاں
برق کوہ طور کی تیری نگاہ ناز ہے

مرحبا کہتے ہیں جبریل امیں ہر وار پر
تیغ کی جھنکار ہے یا معرفت کا راز ہے

مہر کا مغرب کی جانب سے پلٹنا دیکھئے
جنبش ابرو ہے یا غمزہ ہے یا اعجاز ہے

وہ تری معراج ہے سب عرش کہتے ہیں جسے
جسکو کعبہ کہتے ہیں تیرا حریم ناز ہے

جب سے نوش جاں کیا جام ولائے مصطفےٰ
دلکو مجھپر ناز ہے اور مجکو دلپر ناز ہے

ہے تری خاموشی ہستی مجسم معرفت
ہر صدا تیرے نفس کی معرفت کا ساز ہے

کون ہے پردہ کے اندر شاہ دیں سے پوچھئے
جو سنی معراج کی شب کسکی وہ آواز ہے

وہ دم آخر کسی کی یاد میں وہ ہچکیاں
بس مری ہستی کا اے قیصر یہی اک راز ہے

فہرست رسائل امامیہ مشن رجسٹرڈ لکھنؤ

نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک	نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک	نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
۱	قاتلان حسینؑ کا مذہب	۴ر	لـر	۲۱	اسوۂ حسینی	۷ر	لـر	۴۰	اثبات عزاداری	۴ر	لـر
۲	تحریف قرآنی حقیقت (زیر طبع)	۶ر	لـر	۲۲	جنگ صفین	٢ر	شـر	۴۱	مسئلہ فدک	۵ر	لـر
۳	مولود کعبہ (ختم)	لـر	شـر	۲۳	تذکرۂ حفاظ شیعہ حصہ اول	۶ر	لـر	۴۲	تاجدار کعبہ	لـر	شـر
۴	وجود حجت	۴ر	لـر	۲۴	" " حصہ دوم	۵ر	لـر	۴۳	خلافت و امامت حصہ اول	۵ر	لـر
۵	اصول دین اور قرآن	۴ر	لـر	۲۵	مقصود کعبہ	لـر	شـر	۴۴	" " حصہ دوم	۴ر	لـر
۶	اتحاد الفریقین حصہ اول	۴ر	لـر	۲۶	مذہب باب و بہا حصہ دوم	۹ر	لـر	۴۵	" " حصہ سوم	۴ر	لـر
۷	حسین اور اسلام (اردو)	۱ر	شـر	۲۷	مذہب اور سائنس	لـر	شـر	۴۶	تحقیق اذان	۱ر	شـر
۸	" " (ہندی)	لـر	شـر	۲۸	معرکۂ کربلا (ختم)	٢ر	شـر	۴۷	ذوالجناح	۰ر	شـر
۹	" " (انگریزی) (ختم)	٢ر	شـر	۲۹	کربلا کا جہاد وہ "	٢ر	شـر	۴۸	شہدائے کربلا	۸مر	لـر
۱۰	متعہ اور اسلام	۹ر	لـر	۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا (انگریزی)	٢ر	شـر	۴۹	کربلا کا مہاسمر (ہندی)	٢ر	شـر
۱۱	امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر	شـر					۵۰	حسین اینڈ ہی مین آف کربلا	۱ر	شـر
۱۲	تجارت اور اسلام (ختم)	۳مر	لـر	۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۹	لـر	۵۱	مشہد العلم	لـر	عـر
۱۳	اتحاد الفریقین حصہ دوم (ختم)	۴ر	لـر	۳۲	دور استبداد	۴ر	لـر	۵۲	لا تفسدوا فی الارض	۸ر	لـر
۱۴	علی اور کعبہ	لـر	شـر	۳۳	حقیقت بہار	٢ر	شـر	۵۳	نہج البلاغہ کا استناد	۴ر	لـر
۱۵	رجال بخاری حصہ اول	۶ر	لـر	۳۴	خطیب آل محمدؐ	۴ر	لـر	۵۴	خلافت و امامت حصہ چہارم	۳ر	۱ر
۱۶	مذہب باب و بہا حصہ اول	۵ر	لـر	۳۵	تدوین حدیث	لـر	شـر	۵۵	شہدائے کربلا حصہ دوم	۵ر	لـ
۱۷	نوروز و غدیر	لـر	شـر	۳۶	مطلوب کعبہ	لـر	شـر	۵۶	ابوالائمہ کے تعلیمات	۴ر	۱ر
۱۸	مجاہدۂ کربلا	٢ر	شـر	۳۷	محاربۂ کربلا	٢ر	شـر	۵۷	حسینؑ کا پیغام عالم انسانیت کے نام	۱ر	۰ر
۱۹	کربلا کا ماتم المیدان (ہندی) (ختم)	٢ر	شـر	۳۸	اسلام کا پیغام (اردو)	۰ر	شـر	۵۸	اسلامی عقائد	۲ر	شـر
۲۰	دی مارٹرڈم آف حسین	٢ر	شـر	۳۹	دی میسج آف اسلام	۰ر	شـر	۵۹	آثار باقیہ	۱ر	۰ر

فہرست کتب امامیہ مشن بک ایجنسی لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک
۱	التشہد (اردو)	۱۰ر	لـر	۵	ذخیرۃ الاحکام	۴ر	لـر	۹	رجال بخاری حصہ دوم	۶ر	۱۲مر
۲	کائنات قبل از اسلام	۲ر	شـر	۶	صحیفہ تجلی رعایتی	۸ر	لـر	۱۰	تاریخ ازدواج	۸ر	لـر
۳	قاتلان حسینؑ کی گرفتاری	۸ر	٢ر	۷	رسول کی بیٹی	۲ر	شـر	۱۱	الہامی کلمات	۳ر	لـر
۴	گنج دینیات	عـر	٢ر	۸	گل عصمت	۱ر	شـر	۱۲	شہید اسلام	۱۲ر	٢ر

ملنے کا پتہ　آنریری سکریٹری امامیہ مشن رجسٹرڈ　لکھنؤ

اطبائے دربار شاہان لکھنؤ کی ہر مرض کی خاندانی مجربات پیٹنٹ ادویات تجربہ شدہ ۲۰۰ سال

دواخانہ بہا عیش کے مجربات

بزرگوں کی دوائیں طلب فرمائیے — بہت فائدہ اٹھائیے

عمر اسلاف شہنشاہون مین ہماری گذری — پانچوین پشت طبابت مین ہماری گذری

دوا مرض کا پورا حال لکھکر طلب فرمائیے

اگر کوئی دوا فوراً نفع نہ دیگی تو تا صحت بلاقیمت صرف محصولڈاک و مزدوری تیاری دوا پر ادویات بلاقیمت روانہ ہونگی۔ اگر مرض لاعلاج ہو جائے گا تو قیمت ادویہ حلفیہ خریدار کو واپس ہوگی فروختگی ادویات کا کل منافع خالص قومی و مذہبی مفید کامون مین ہمیشہ روانہ ہوگا ذریعہ وی۔ پی تعمیل آرڈر ہوگی جواب طلب خطوط کے ہمراہ ٹکٹ ڈاک ضرور آ دے ہر مرض کو ہر موسم مین ہماری ادویات بخوبی نفع دیتی ہین - آرڈر مین حوالہ اخبار ہو۔

شاہی برقی چورن ۸/ یہ بیش بہا چورن میرے والد نے تیار کیا تھا خوشبو خوش ذائقہ ہے اور مقدار خوراک اسکی بہت ہی قلیل ہے بحالت صحت اسکا دو مرتبہ ہفتہ مین استعمال بپابندی کرنا صحت جسمانی کی شرطیہ گارنٹی ہے اس چورن کا استعمال غذا کو وقت مقررہ پر فوراً ہضم کرکے خون صالح بکثرت پیدا کرکے وزن جسمانی بڑھاتا ہے موجودہ خوراک کو سہ گنی کرتا ہے قبض کا قاتل ہے معدہ کی جملہ شکایتون کو رفع کرتا ہے سرعت - جریان - سیلان الرحم - پرسوت کو بھی ازحد نافع ہے دل و دماغ و جملہ اعضائے رئیسہ کو قوت بخشتا ہے پیچش ورم جگر طحال قولنج درد گردہ درد شکم ہیضہ کھٹی ڈکارون و خراب ہوا و وبائی امراض وغیرہ اور مستورات کے امراض کے لیے مثل اکسیر اعظم کے ہے اسکا استعمال چہرہ کو مثل دانہ انار کے سرخ کر دیتا ہے

مرد عورت بچہ نوجوان ضعیف العمر سب کو یکسان مفید ہے قیمت فی ڈبیہ ۸/ جو کہ عرصہ تک کافی ہوگا۔

سفوف قاتل جریان و دعات ۱۰/ اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جانے خاک کا پیڑ ڈھیر ہے بعد فنا کچھ بھی نہین

اسکا استعمال مادہ تولید کی رقت، تولید خون کا نہونا۔ انقطاع نسل کمی اشتہا ضعف معدہ دل و دماغ کی کمزوری اور درد کمر، سر چکرانے سستی و کاہلی قبض چہرہ کی اور تمام اعضاء جسم کی بے رونقی تبخیر کے شدید روزانہ دورون ہاتھ کی ہتھیلیون و پاؤن کے تلوؤن کی جلن دل کی ضد و غصہ و تنہائی پسندی و دل کی دھڑکن کمی بصارت و قبل پیشاب یا بعد پیشاب جو سپیدی مائل بزردی قطرہ ریزی رس رس کے آتی ہے ان کل شکایتون کو فوراً رفع کر دیتا ہے اور چہرہ و تمام اعضائے جسم خوشنما و خوبصورت ہو جاتے ہین پھر تمام عمر یہ مرض ہرگز نہین ہوتا میرے جد امجد طبیب دربار شاہی نے دو سال ہوئے اسکو ایجاد کیا تھا قیمت ۶/ خوراک ۱۰ یوم۔

سفوف قاتل سیلان الرحم و پرسوت ۱۰/ اس موذی و خطرناک مرض مین قریباً تمام مستورات شادی شدہ ہر عمر کی ضرور مبتلا ہین جو شکایتین مرض جریان کے مریض مردون کو ہوتی ہین جن کا مختصر حال ہم نے اشتہار مرض جریان مین بیان کیا ہے باستثنائے چند امورات کے وہی شکایتین بلکہ ان سے بہت زیادہ مستورات مبتلائے مرض سیلان الرحم پرسوت کو ہوتی ہین نوجوان مستورات مبتلائے مرض قبل از وقت ضعیف ہو جاتی ہین اس مرض کی وجہ سے مستورات اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہین یہ سفوف تمام شکایتون کو شرطیہ دفع کرتا ہے اور پھر یہ مرض تمام عمر انکو ہرگز ہرگز نہین ہوتا تمام اعضائے جسم بہت خوبصورت اور خوشنما ہو جاتے ہین اور چہرہ مثل دانہ انار کے سرخ ہو جاتا ہے دو سو سال سے اس مرض کی مرد و مستورات ایک لاکھ کے قریب شفا پا چکی ہین اس مین شک و شبہ کو دخل نہین ہے یہ ہماری خاندانی مجرب ایجاد ہے اگر یہ مرض ادھیجان ۳ سال سے ہو تو ۲ خوراک سے اگر ۵ سال سے ہو تو ۱۰ خوراک سے گر ہال

ہو تو ۱۲ یوم کی خوراک سے شرطیہ تمام عمر کو شفا ہو جاتی ہے یہ مرض ہوں اسی حساب سے سفوف طلب کیے جائیں ورنہ آرام نہوگا قیمت

سفوف قاتل سیلان الرحم پرسوت ہر خوراک یوم

سائنٹیفکٹ

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کر خوبی زر یا اگر کھلے ہر تو صراف کی نظر چڑھ کر ۔ ان ہر سہ ادویہ کے مجرب و زود اثر بہدف ہونے کے بکثرت سارٹیفکیٹ ہر طبقہ و ملازمان گورنمنٹ کے ہر محکمہ کے ہمارے پاس موجود ہیں مگر اطمینان قلب خریدار انکے لیے صرف ایک سرٹیفکیٹ ایسے ماہر و کامل فن ڈاکٹری و طب یونانی کا پیش ہیں کہ جنکی طبی خدمات کا ذریعہ فرمان شاہی و بذریعہ مشتہری لندن گزٹ میں اعتراف حضور ملک معظم جارج پنجم آنجہانی نے فرمایا ہے سارٹیفکیٹ گزیٹیڈ آفیسر صوبہ دار ڈاکٹر جناب محمد میاں صاحب آئی ۔ ایم ڈی آر ی ۔ او ۔ ایم پی ریٹائرڈ کمیشن یافتہ مرقومہ ۳ ۔ اپریل ۳۲ء ہم نے سفوف قاتل جریان (دھات) اور سیلان الرحم و پرسوت و شاہی برقی چورن تیار کردہ دواخانہ بہار عیش کا جو بغرض جانچ و تجربہ بطور نمونہ ہمارے جان میڈیکل ہال سنبھل میں ہمارے پاس بھیجے گئے انکا استعمال و تجربہ اپنے زیر علاج مریضوں پر کیا یہ سب ادویات بعد آزمائش و تجربہ از حد مفید اور زود اثر ثابت ہوئیں لہذا ہم سفارش کرتے ہیں کہ جہاں ایسے مہلک و خطرناک امراض میں ڈاکٹروں و حکیموں و ویدوں کو مشکلات کا سامنا ہو اور ان کے پاس کی ادویات مفید نہوں تو متذکرہ بالا سفوفوں اور چورن کا اپنے زیر علاج مریضوں کو استعمال کرا کر خود بھی نفع اٹھائیں اور پبلک کو بھی نفع ہو

طلائے شاہی عمل یہ طلا میرے جد بزرگوار طبیب دربار شاہی نے حسب فرمائش نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ لکھنؤ تیار کیا تھا جو کہ از حد پسند ہوا اور اسکا صلہ بھی بخوبی ملا یہ طلا قابل استعمال بادشاہوں نوابوں کے ہے مگر یہ زمانہ کی خوبی ہے کہ ذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاتا ہے اسکے استعمال سے آبلہ وغیرہ نہیں

پڑتا ہے بہت جلد زائل شدہ قوت عود کر آتی ہیں بلکہ روز افزوں ترقی ہو جاتی ہے عضو مخصوص کو جلق سے یا کثرت مباشرت سے نقصان پہونچا ہو اور بالکل مرد کر ناکارہ ہو گیا ہو پھر شکایت مردمی کو دفع فوراً کر کے مردوں کی صف میں تمام عمر کھڑا کر دیتا ہے گرانی قیمت کا خیال نفرمائیے اسکی خوبیوں کے مقابلہ میں یہ قیمت کچھ بھی نہیں ہے قیمت بہ نظر رفاہ عام مع محصول ڈاک ۱۲

طلاء اکسیر مخصوص ۲۳

اگر عضو مخصوص کوتاہ و لاغر کج خمیدہ پتلی ہے اور رگیں ابھری ہوئی ہیں ۔ اور یہ جوانی کی غلط کاریوں یا کثرت مباشرت کا خطرناک نتیجہ ہے ۔ اور قوت باہ بھی بالکل ضائع ہو چکی ہے اور آپ قطعی مایوس العلاج ہو چکے ہیں ۔ تو اس طلائے بے مثل و بینظیر کا جلد استعمال فرمائیے : یہ مثل جادو کے فوراً حسب دلخواہ اثر کریگا اسکی خوبی آپ کو حیرت میں ڈالدیگی اسکے استعمال سے اس قسم کی شکایتیں تمام فوراً دفع ہو جائینگی ۔ پھر تا بہ زیست انکے متعلق ہرگز کوئی شکایت نہوگی اور قوت باہ میں تو شرطیہ اسقدر ترقی ہوگی کہ ہرگز تاب ضبط نہ رہیگی اور یہ قوت باہ تمام عمر باقی رہیگی اور نوجوان کی سی حالت ہو جائیگی ۔ آبلہ و سوزش جلن اور ہر قسم کے نقصان سے مبرا ہے ۔ اور ہر عمر والے کو یکساں مفید ہے ۔

ہزاروں دفعہ کا تجربہ شدہ مجربات خاندانی سے ہے اسکی تعریف تقریر و تحریر سے بالاتر ہے اس میں شک اور شبہہ کو ذرہ برابر دخل نہیں ہے ۔ یہ طلا ہر طرح قابل اطمینان ہے مع محصول ڈاک قیمت فی شیشی مبلغ ۱۲ ہے

المشتہر

ڈاکٹر و حکیم حاذق سید احمد حسین رضوی لکھنوی

گورنمنٹ پنشنر رجسٹرڈ اے کلاس میڈیسن بورڈ خلف فخر الحکماء عبد العلی صاحب لکھنوی طبیب دربار شاہی وثیقہ دار شاہ اودھ مقام سنبھل ضلع مراد آباد یو پی دواخانہ بہار عیش ۔